بلوچی اکیڈمی

خواب سے تعبیر تک

گولڈن جوبلی

1961-2011

اشیر عبدالقادر شاہوانی

بلوچی اکیڈمی کے 50 سال

بلوچی اکیڈمی

خواب سے تعبیر تک

(1961 تا 2011)

تحقیق وتحریر:

اثیر عبدالقادر شاہوانی

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

©

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

کتاب کا نام	:	بلوچی اکیڈمی کے 50 سال
مؤلف	:	اثیر عبدالقادر شاہوانی
کمپیوٹر کمپوزر	:	نذر بلوچ
ڈیزائننگ	:	عزیز جمالدینی
پبلشر	:	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ
سال اشاعت	:	2011ء
تعداد	:	500
قیمت	:	250 روپیہ

ISBN: 978-969-8557-89-8

بلوچی اکیڈمی۔ شارع عدالت کوئٹہ

بلوچ دانشوروں کے نام

حُسنِ ترتیب

1۔ حرفِ اول 5

2۔ بلوچ اور بلوچی 6

3۔ بلوچی اکیڈمی خواب سے تعبیر تک 8

o۔ آئین 10

o۔ اکیڈمی کا مونوگرام 10

o۔ نصب العین 11

o۔ اغراض و مقاصد 12

o۔ اکیڈمی کے دانشور (اراکین) 13

o۔ مجلسِ عمومی 15

o۔ مجلسِ منتظمہ 15

o۔ کمیٹیاں 16

o۔ ملازمین و محقق 17

o۔ مالیات 18

4۔ دفاتر و ریسرچ کمپلیکس 19

o۔ کمرے 20

o۔ بیسمنٹ 20

o۔ گراؤنڈ فلور 20

o۔ فرسٹ فلور 20

o- سیکنڈ فلور 20
o- سکالرز لاج 21
o- اکیڈمی کے کمروں کے تاریخی نام 21
5- طباعت کتب 22
o- ویب سائٹ 22
o- معاہدہ اور شرح رائلٹی 23
6- شعبہ وار فہرست کتب 24
o- بلوچی اکیڈمی کی تاریخی اور دیگر مطبوعات 26
o- بلوچی ڈکشنری 35
7- کتب خانہ / لائبریری 36
o- کتب کی تقسیم 37
8- قراردادیں / مطالبات 40
9- تقریبات
10- سلور جوبلی 45
11- عطا شاد ادبی ریفرنس 45
12- افتتاحی تقریب 45
13- ادبی تقریبات 46
سیمینار 49
14- رونمائی کتب 50
15- تعزیتی اجلاس 50
16- گولڈن جوبلی 53
17- دوسری بلوچی عالمی کانفرنس 53

18۔ نامور شخصیات اور دانشوروں کے دورے 57
19۔ اکیڈمی کے بارے میں مہمانوں کے تاثرات 61
20۔ مستقبل کے منصوبے 75
ضمیمے
(الف) اکیڈمی کے کنوینز 77
(ب) پہلی مجلس منتظمہ 78
(ج) بلوچی اکیڈمی کے موجودہ اراکین 79
(د) اعزازی اراکین 82
(ھ) سابقہ اراکین 83
(و) مختلف مجالس منتظمہ 87
(ز) اکیڈمی کے چیئرمین 104
(ح) پاکستانی زبان وادب اور ثقافت کی ترقی وترویج کے بارے میں چیئرمین بلوچی اکیڈمی کا خطاب 111
عطا شاد ادبی ریفرنس
(ط) چیئرمین کی تقریر 115
(ی) وزیر اعلیٰ اختر جان مینگل کا خطاب 120
اکیڈمی کمپلیکس کا رسم افتتاح
(ک) چیئرمین بلوچی اکیڈمی کا خطاب 122
(ل) وزیر اعلیٰ اختر جان مینگل کا خطاب 127
(م) چیئرمین جان محمد دشتی کا الوداعی خطاب 130
(ن) بلوچی اکیڈمی کا آئین 133
(س) بلوچی اکیڈمی کی مطبوعات 161

حرف اول

بلوچی اکیڈمی، بلوچ قوم کا پہلا علمی، ادبی اور ثقافتی ادارہ ہے جو 50 سال سے بلوچی زبان، ادب، ثقافت، تاریخ اور روایات کے فروغ اور ان کے تحفظ کیلئے مسلسل سرگرم عمل ہے۔ اس سلسلے میں اکیڈمی نے بے شمار کتابوں کی طباعت و اشاعت کے علاوہ تاریخی دستاویز کی دوبارہ اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔

1995 سے اکیڈمی نے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا۔ نوجوان ادیبوں اور دانشوروں کو ممبر شپ دی اور اکیڈمی کو نئے خطوط پر استوار کیا۔ 1999 میں اکیڈمی کے ریسرچ کمپلکس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اب اکیڈمی علم و ادب اور بلوچی زبان کی ترقی و ترویج میں ایک نہایت ہی اہم حیثیت کی حامل ہے اور تمام لوگ اسے علم و ادب کا گہوارہ سمجھتے ہیں۔ میں چالیس سال سے زائد عرصے سے اکیڈمی سے منسلک ہوں اور اس طرح مجھے نہ صرف اس کی کارکردگی کا بخوبی علم ہے بلکہ مجھے اپنے اس قومی ادارے سے والہانہ محبت بھی ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں تمام ادباء، شعراء، اہل دانش اور علم دوست حضرات کو اکیڈمی کے قیام سے اب تک کی یعنی 50 سال کے علمی و ادبی سفر کی روداد سے آگاہ کروں۔ یہ کتاب میری ان ہی خواہشات کے پیش نظر شائع کی جا رہی ہے۔

کوئٹہ

جنوری 2011

اثیر عبدالقادر شاہوانی

بلوچ اور بلوچی

بلوچی، پاکستان کی قومی زبانوں میں سے ایک زبان ہے، جو صوبہ بلوچستان کے علاوہ پاکستان کے صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب میں بھی کثرت سے بولی جاتی ہے، جبکہ بیرون ملک متحدہ عرب امارات، کویت، قطر، اور بحرین، افریقہ، یورپ، کینیڈا، امریکہ اور وسط ایشیاء کے ممالک میں بھی بہت سے بلوچ خاندان آباد ہیں۔ بلوچ وطن تین سلطنتوں میں بٹا ہوا ہے۔ ایران اور افغانستان میں بلوچ تعداد میں پاکستانی بلوچوں کے برابر ہیں اور جغرافیائی لحاظ سے بھی اس سے بڑا حصہ ایران اور افغانستان میں شامل ہے۔ بعض ماہرین لسانیات بلوچی کو ہندی و ایرانی زبان سمجھتے ہیں۔ برصغیر کے اکثر ماہرین لسانیات بھی اس رائے کی تائید کرتے ہیں اور بلوچی کو اوستائی زبان کی ایک شاخ کہتے ہیں۔ جبکہ لسانیات کے بعض ماہرین بلوچی کو فارسی سے زیادہ قدیم زبان تصور کرتے ہیں۔

مستند بلوچی روایات کی رو سے بلوچی شاعری کی ابتداء 1450 سے ہوئی اور بلوچی زبان کی تحریر کی ابتداء 1840ء کے بعد بلوچستان پر تسلط جماتے ہی انگریزوں نے اپنی انتظامی ضرورت کے تحت کی۔ یعنی 1840 میں کیپٹن لیچ نے جرنل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں بلوچی ادب سے متعلق بلوچی اشعار شائع کرائے اور اس کے بعد انہوں نے انگریزی اور رومن رسم الخط میں صرف ونحو، لغات اور بول چال کی کتابیں لکھیں۔ اس سلسلے میں 1874 میں گلیڈ سٹون نے "بلوچی ہینڈ بک" اور 1875 میں ہتورام نے "بلوچی نامہ" مرتب کیا۔ 1877 میں رچرڈ برٹن نے اپنے "سفرنامہ سندھ" کے مقالے میں تین بلوچی شعر شامل کئے۔ 1875 سے 1880 تک لانگ ورتھ ڈیمز نے بلوچی کے جو اشعار جمع کیے تھے ان میں

سے چند اشعار جرنل ایشیاٹک سوسائٹی میں شائع کیے گئے۔ 1891 میں لانگ ورتھ ڈیمز نے بلوچی اشعار سے چند کہانیاں ترتیب دے کر "بلوچی ٹیکسٹ بک" شائع کروائی۔ 1904 میں لاہور سے "دی بلوچ ریس" شائع کی گئی۔ اسی طرح 1905 میں لانگ ورتھ ڈیمز کی جمع کردہ بلوچی کلاسیکی شاعری کا کچھ حصہ رومن رسم الخط میں لکھ کر لندن فوک لور سوسائٹی والوں نے گلاسکو یونیورسٹی پریس سے "دی پاپولر پوئٹری آف دی بلوچز" کے نام سے کتاب ایک ہزار کی تعداد میں شائع کی۔ اس کی مقبولیت کے پیش نظر 1907 میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا۔ جبکہ 1963 میں جسٹس میر خدابخش مری نے اس کتاب کے مواد کو اردو رسم الخط میں تبدیل کر کے اردو ترجمہ کے ساتھ "قدیم بلوچی شاعری" کے نام سے شائع کیا اور 1917 میں بائیبل سوسائٹی پنجاب کے زیر اہتمام "یوحنا" کا بلوچی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ مکتبہ درخانی (ڈھاڈر) نے بلوچی کتب کی اشاعت کی اور قرآن مجید کے بلوچی میں تراجم چھاپے۔

اکیڈیمک تجربے کا حسین امتزاج رکھنے والا ایک سنجیدہ مدبر اور معاملہ فہم منتظم ولجہ جان محمد دشتی کی صورت میں اکیڈمی کا چیئرمین بنا تو ایسے لگا جیسے چپکے سے ویرانے میں بہار آجائے۔ یکا یک حالات بدلنے لگے۔ اکیڈمی کو حکومت بلوچستان کے فراخدلانہ وسائل کی فراہمی کے ساتھ ساتھ جس وژن کی ضرورت تھی وہ اسے میسر آگیا اور پھر اس فرد واحد نے شبانہ روز محنت اور تدبرو تفکر سے ثابت کردکھایا کہ ماہرانہ قیادت گاڑی کے انجن میں تیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی آمد سے قبل سب کچھ ہونے کے باوجود گاڑی سٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔ ان کی آمد سے ایک عالمی معیار کی گاڑی کے انجن کو تیل ملا تو پھر فوراً اکیڈمی کے جسم میں جان پڑگئی اور زیرک اور پر عزم چیئرمین ولجہ جان محمد دشتی نے ایک سال میں ایک عشرے کا کام کردکھایا اور یوں بلوچی اکیڈمی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ اب بلوچی اکیڈمی کے پاس ساخت بھی ہے اور شناخت بھی۔

الغرض پچاس سال قبل بلوچ، بلوچی اور بلوچستان کے علم وادب کی ترقی وترویج کے لئے بلوچی اکیڈمی کی شکل میں جو پودا لگایا تھا آج وہ بفضل خدا تناور درخت بن چکا ہے۔ اس دوران بلوچی اکیڈمی نے اپنی تحریروں، مذاکروں، کانفرنسز وغیرہ کے ذریعے بلوچی زبان وادب اور ثقافت کو اجاگر کیا۔ بلوچوں میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کیا اور انہیں صحت مند تفریحی ادب بھی فراہم کرتا رہا حقیقتاً بلوچی اکیڈمی نے علم وادب اور تہذیب وثقافت اور بلوچستانیت وغیرہ پر 280 بیش بہا کتابیں شائع کیں۔

O

بلوچی اکیڈمی......خواب سے تعبیر تک

بلوچی زبان کی ترویج اور ترقی کیلئے بلوچی اکیڈمی کے قیام میں پہلی قابل قدر کوشش جون 1957 میں قلات کے مقام پر بلوچی زبان دوستوں نے "بلوچی دیوان" کے انعقاد سے کی۔ ولجہ عبدالقیوم بلوچ کو بلوچی اکیڈمی کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ الف) اس بلوچی دیوان کی بلوچستان اور کراچی کے اخبارات وجرائد میں بھرپور انداز میں تشہیر کی گئی۔ مارچ 1958 میں ولجہ قیوم بلوچ کراچی گئے اور انہوں نے وہاں پر اکیڈمی کی ایک شاخ قائم کردی جس کیلئے ایک سات رکنی مجلسِ منتظمہ کا انتخاب عمل میں آیا (جن کے نام ضمیمہ ب میں ملاحظہ ہوں)۔

اگست 1958 میں مستونگ میں ادیبوں، شاعروں، سیاسی قائدین اور قبائلی معتبرین پر مشتمل ایک بڑے اجتماع کا انعقاد عمل میں آیا جس کا مقصد بلوچی اکیڈمی کیلئے ان کی علمی، سیاسی، اخلاقی اور مالی معاونت حاصل کرنا تھا۔ لیکن ان کوششوں میں اس وقت کی حکومت مزاحم ہوئی اور چند ہفتوں بعد اکیڈمی کے کنوینر ولجہ عبدالقیوم بلوچ پابند سلاسل کردیئے گئے یوں اکیڈمی کے باقاعدہ قیام کی کوششیں کچھ عرصہ معطل ہوگئیں۔ بعد میں 1961ء میں اس ادارہ کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ ادارہ اکیڈمی کے طور پر رجسٹرار سوسائٹیز حکومت بلوچستان کے ایکٹ نمبر 9۔ 61-1960ء کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

بلاشبہ ابتدائی سالوں میں بلوچی اکیڈمی کے سربراہ اور اس کے نیک نیت، دیانتدار اور پرخلوص ساتھیوں نے اسے ڈھانچے سے عملی اکیڈمی بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی تاہم وہ کوئی معجزہ دکھانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ چنانچہ 1995ء تبدیلیوں کا سال ثابت ہوا تبدیلی کی اسی ہوا میں ملکی سطح پر انتظامی اور

اغراض ومقاصد

1۔ بلوچی زبان، ادب، تاریخ اور ثقافت پر تحقیقی کوششوں میں تیزی پیدا کرنا اور ایسی کوششوں کو جدید علمی، سائنسی اور فنی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا۔

2۔ بلوچی زبان کی تصانیف اور شہپاروں کو دوسری زبانوں میں اور دوسری زبانوں کے معیاری ادب کو بلوچی میں منتقل کرنا۔

3۔ بلوچستان کی تاریخ، جغرافیہ، ثقافت اور زبان و ادب سے متعلق نادر نسخہ جات کو جمع کرنا، شائع کرنا اور اگر یہ دوسری زبانوں میں ہوں تو انہیں بلوچی زبان میں ترجمہ کرنا۔

4۔ بلوچی کے مختلف اصناف شعر و ادب، لغت، ضرب الامثال، روایات اور حکایات وغیرہ کو محفوظ کرنا اور ان کی اشاعت کا اہتمام کرنا۔

5۔ بین الاقوامی سطح پر قائم علمی اور ادبی اداروں کے ساتھ اشتراک عمل کو فروغ دینا۔ اسی طرح پاکستان میں قائم، ادبی اور ثقافتی اداروں کے ساتھ علمی اور ادبی مقاصد کے حصول میں اشتراک عمل کو فروغ دینا۔ بشرطیکہ اس طرح کے رابطے بلوچوں کے قومی مفادات سے متصادم نہ ہوں۔

6۔ ایسے اقدامات کی سعی کرنا جو اکیڈمی کے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے حصول میں مدد معاون ہوں اور بلوچوں کی ثقافتی، معاشرتی، علمی اور سائنسی ترقی میں مددگار ثابت ہوں۔

O

اکیڈمی کے دانشور (اراکین)

کسی تہذیب وثقافت کے زندہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اس کے ہر گوشے میں دانش وحکمت تخلیق کو فعال اور متحرک رکھتی ہے۔ اسی سے علم وحکمت، صنعت وحرفت، ادب وفن، سائنس وٹیکنالوجی، صحافت تعلیم، سیاحت ومعاشیات سب میں تخلیقی سرگرمیوں کا بازار گرم رہتا ہے۔ دانشوروں کے حامل معاشروں میں ہی تجسس وتفتیش، تجربہ ومشاہدہ اور تفکر وتخلیق کا ذوق وشوق ہوتا ہے۔ وہ پُرمسرت دنیا کی تخلیق کی خاطر صبر آزما اور پرمصائب جستجو کے عمل سے گزرتے ہیں وہ خوب سے خوب تر کی جستجو میں بحر عقل وخرد میں غوطہ زن ہو کر غور وفکر کے بعد فلاح انسانیت کے افکار تازہ کے ذریعے طرز کہن کو مٹانے کا علم بلند کرتے ہیں۔

اس دنیا میں بے شمار لوگ نسل انسانی کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مہاتما بدھ کی مانند دکھ درد کو، سقراط کی مانند جہالت کو، حضرت عیسیٰ کی طرح نفرت کو، حضرت محمد ﷺ کی تقلید میں شر کو، اور کارل مارکس کی پیروی میں استحصال کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کے دانشور بھی انہی مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اکیڈمی کی سرگرمیوں میں شامل ہوئے ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کے قیام کے وقت 24 اراکین تھے، لہٰذا بلوچی اکیڈمی کو مزید فعال اور مستحکم بنانے کیلئے بہت سے نوجوان مصنف، شاعر اور دانشور کو بلوچی اکیڈمی کے ممبر بنائے گئے ہیں۔ اس طرح اکیڈمی کے قیام سے اب تک 210 ادیب، دانشور رکن کی حیثیت سے خدمت کرتے آرہے ہیں۔ ان کے علاوہ ان بلوچی ادبا، شعرا اور سکالرز کو اعزازی ممبر بنایا گیا ہے، جو ملک سے باہر قیام پذیر ہیں اور بلوچی زبان و ادب کی خدمت کررہے ہیں۔

اس وقت بلوچی اکیڈمی کے 50 باقاعدہ اور 15 اعزازی رکن ہیں، جن کے کوائف ضمیمہ "ن"

اور "د" پر ملاحظہ ہوں۔ اس کے علاوہ ضمیمہ "ہ" پران اراکین کے نام ہیں جو گزشتہ 50 سال کے دوران کسی نہ کسی طور اکیڈمی کے رکن رہے یا اس سے منسلک رہے۔ لیکن اب وہ یا تو وفات پا چکے ہیں یا ان کی باقاعدہ رکنیت نہیں ہے۔ اس طرح آج تک 210 بلوچ ادیب، شاعر، دانشور بلوچی اکیڈمی سے وابستہ رہے ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کے ممتاز اراکین میں محقق، مورخ، ڈرامہ نگار، ناول وافسانہ نگار، شامل ہیں۔ 1961ء سے 2011 تک پچاس سال کے دوران 125 سے زائد نامور ادیب شعراء دانشوروں نے بحثیت رکن جنرل باڈی، یا رکن مجلس منتظمہ کے عہدیدار یا اعزازی ممبر کی حیثیت سے بلوچی اکیڈمی کے پلیٹ فارم سے بلوچستان، بلوچی زبان، ادب وثقافت کی ترقی وترویج کے لئے اپنی علمی، ادبی اور سماجی صلاحیتوں اور کردار کو پرخلوص انداز میں بروئے کار لایا۔

o

مجلسِ عمومی

اکیڈمی کے تمام مستقل اراکین پر مشتمل ادارہ مجلسِ عمومی کہلاتا ہے۔ جس کا سالانہ اجلاس اگست کے پہلے عشرے میں پہلے اتوار کے روز صبح 10 بجے بلوچی اکیڈمی کے صدر دفتر میں منعقد ہوا کرتا ہے اور ہر تین سال بعد مجلسِ عمومی ایک مجلسِ منتظمہ کا انتخاب عمل میں لاتی ہے اور اپنے سالانہ اجلاس میں اکیڈمی کیلئے پالیسیاں مرتب کرتی ہے۔

مجلسِ منتظمہ

اکیڈمی کے انتظامی امور کی انجام دہی اور اس کے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے ایک گیارہ رکنی بورڈ آف ڈائرکٹرز ہے جو ایگزیکٹو کمیٹی (مجلسِ منتظمہ) کے نام سے موسوم ہے۔ جسکے ارکان کو مجلسِ عمومی منتخب کرتی ہے اور جو تین سال تک اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔

مجلسِ منتظمہ سات ارکان کے علاوہ چیئرمین، وائس چیئرمین، جنرل سیکریٹری اور جوائنٹ سیکریٹری کے عہدیداروں پر مشتمل ہے۔ اراکین اور مجلسِ منتظمہ رضا کارانہ طور پر کام کر رہے ہیں اور کوئی مشاہرہ یا مراعات نہیں لیتے۔

1961 سے اب تک مختلف اوقات میں منتخب ہونے والی مجلسِ منتظمہ کے عہدیدار اور اراکین کی فہرست ضمیمہ "و" پر ملاحظہ ہو۔ جبکہ چیئرمین حضرات کا تعارف ضمیمہ (ز) پر ملاحظہ ہو۔

O

کمیٹیاں

بلوچی اکیڈمی کے مختلف امور کی بہتر طور پر انجام دہی کے لئے
مندرجہ ذیل کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں

1۔ فنانس کمیٹی

یہ کمیٹی ایک چیئرمین اور چار ممبران پر مشتمل ہے۔

2۔ دستور کمیٹی

اس کمیٹی میں ایک چیئرمین اور پانچ دانشور شامل ہیں۔

3۔ املا و رسم الخط کمیٹی

رسم الخط کمیٹی میں پانچ دانشور شامل ہیں۔

4۔ ڈکشنری کمیٹی

ڈکشنری کمیٹی ایک چیئرمین اور چار ارکان پر مشتمل ہے۔

5۔ انسائیکلوپیڈیا کمیٹی

انسائیکلوپیڈیا کمیٹی میں سات دانشور شامل ہیں۔

6.. سیمینار کمیٹی

سیمینار کمیٹی چیئرمین سمیت پانچ ارکان پر مشتمل ہے۔

7۔ پبلشنگ کمیٹی

پبلشنگ کمیٹی کا ایک چیئرمین چھ ممبر ہیں۔

8۔ مارکیٹنگ کمیٹی

یہ کمیٹی چیئرمین سمیت گیارہ ارکان پر مشتمل ہے۔

ملازم و محقق

بلوچی اکیڈمی کے دفتری امور کی انجام دہی کے لئے مندرجہ ذیل آسامیوں پر عملہ تعینات کیا گیا ہیں۔

1۔ ایڈمن آفیسر

2۔ لائبریرین

3۔ کمپیوٹر آپریٹر

4۔ نائب قاصد

5۔ خاکروب

6۔ چوکیدار

ان کے علاوہ اکیڈمی میں ریسرچ کا کام کرنے کے لئے ایک محقق بھی رکھا گیا ہے۔

o

مالیات

بلوچی اکیڈمی کی آمدنی کے ذرائع انتہائی محدود ہیں۔ جو عطیات، صوبائی اور وفاقی حکومت کی جانب سے سالانہ گرانٹ، اور سلسلہ مطبوعات کی معمولی آمدنی پر مشتمل ہیں۔ ابتداء میں صوبائی حکومت نے اس کیلئے سالانہ پچیس ہزار روپے کی گرانٹ منظور کی تھی، جو بعد میں 95 ہزار روپے سالانہ کردی گئی۔ لیکن اکیڈمی کے اڑتیس سال گزرنے کے باوجود اس گرانٹ میں اضافہ نہیں کیا گیا تاہم 1997 میں بلوچستان کے زبان دوست وزیراعلیٰ جناب اختر مینگل نے نہ صرف ایک بیش قیمت پلاٹ فراہم کیا بلکہ اکیڈمی کی گرانٹ کو بھی دس لاکھ روپے سالانہ تک بڑھادیا اور 2010ء میں صوبائی حکومت نے اکیڈمی کی گرانٹ کو 20 لاکھ اور 2011 میں 50 لاکھ روپے سالانہ تک بڑھادیا ہے۔ اس طرح اب اکیڈمی کو جن ذرائع سے آمدنی ہوتی ہے ان کی تفصیل یہ ہے:۔

1۔ محکمہ تعلیم حکومت بلوچستان

2۔ اکادمی ادبیات پاکستان

3۔ فروخت کتب

4۔ کرایہ ہال/ سکالرز لاج

o

دفاتر اور ریسرچ کمپلیکس

بلوچی اکیڈمی کئی سال تک "شب جایے روجایے "کے مصداق کبھی کسی گلی کبھی کسی محلہ میں کرائے کی نامناسب اور مختصر ترین عمارات میں کام کرتی رہی۔ جس کی وجہ سے نہ تو اکیڈمی کی جنرل باڈی کے اجلاس میں تمام اراکین کی شمولیت کی گنجائش ہوتی تھی اور نہ ہی اس میں ریسرچ سکالرز، مطالعہ کرنے والوں اور مہمان دانشوروں کے بیٹھنے اور خاطر تواضع کرنے کی سہولتیں میسر تھیں۔ چنانچہ اکیڈمی کی نئی کابینہ نے 1997 میں وزیر اعلیٰ سردار اختر جان مینگل سے ملاقات کی اور انہیں اکیڈمی کے مسائل اور وسائل سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے اکیڈمی کی عمارت کیلئے زمین کی فراہمی اور سالانہ گرانٹ میں اضافہ کی درخواست کی۔ جوان فکر وزیر اعلیٰ نے زبان دوستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اکیڈمی کی عمارت کیلئے جناح روڈ کی پشت پر آرٹس کونسل سے متصل عدالت روڈ پر وارڈ نمبر 14 کے خسرہ نمبر 7،8 کے تحت 7428 مربع فٹ پر مشتمل پلاٹ نمبر BP No:196، 12 جون 1997 کو وزیر اعلیٰ بلوچستان کے آرڈر No. So-II (CM)/4-1/97/2753 کے تحت ایک بیش قیمت پلاٹ انتقال (الاٹمنٹ) کرایا۔

واضح رہے کہ بلوچی اکیڈمی کے پاس اتنی گنجائش نہیں تھی کہ وہ اپنے ذرائع سے عمارت تعمیر کرسکتی، چنانچہ نظریہ ضرورت کے تحت اس پلاٹ کا 2428 مربع فٹ فروخت کر کے بقایا 5000 مربع فٹ پر تعمیر کا کام شروع کردیا گیا۔

انجینئر احمد فاروق بازئی کی کنسلٹنسی میں میسرز محمد صدیق بلوچ کنسٹرکشن کمپنی نے 525 روپے فی مربع فٹ کے حساب سے 11872 مربع فٹ کورڈ ایریا پر ایک سہ منزلہ ریسرچ کمپلیکس اور دفاتر تعمیر کیے۔ جہاں ایک وسیع اور کشادہ کانفرنس ہال (آڈیٹوریم) جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ایک معیاری لائبریری، مہمان ریسرچ سکالروں، ادباء وشعراء کی رہائش اور مہمان نوازی کیلئے تمام ضروری سہولتوں سے مزین چھ کمروں پر مشتمل قیام گاہیں وغیرہ جیسے اہم اور ضروری انتظامات موجود ہیں۔ جبکہ ادارے کے مسودات کی کتابت اور طباعت کیلئے جدید ٹیکنالوجی کی سہولت موجود ہے۔ ریسرچ کمپلیکس کے کمروں کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ **بیسمنٹ**

بیسمنٹ میں دو کمرے ہیں:

1۔ پریس

2۔ اسٹور

2۔ **گراؤنڈ فلور**

گراونڈ فلور پر مندرجہ ذیل پانچ کمرے ہیں:

1۔ لائبریری

2۔ دفتر لائبریرین

3۔ کمرہ کمپیوٹر آپریٹر

4۔ چوکیدار کوارٹر

5۔ کچن۔

3۔ **فرسٹ فلور**

فرسٹ فلور کی تفصیل اسطرح ہے:

1۔ دفتر چیئرمین

2۔ دفتر جنرل سیکرٹری

3۔ ایڈمن آفیسر روم

4۔ کانفرنس ہال

4۔ **سیکنڈ فلور**

سیکنڈ فلور مندرجہ ذیل کمروں پر مشتمل ہے:

1۔ سکالرز لاج (چھ کمرے)

2۔ لابی

3۔ کچن

4۔ ڈائننگ ہال

5۔ سکالرز لاج

بلوچی اکیڈمی کے دوسری منزل میں 6 کمروں پر مشتمل ''اسکالرز لاج'' بنایا گیا ہے۔

سکالرز لاج کے کمرے بلوچی اکیڈمی کے باہر سے آنے والے علمی وادبی مہمانوں خصوصاً اکیڈمی کے سیمناروں، تقریبات اور دیگر اجلاس میں مدعو شخصیات کو رہائش کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ لیکن فیملی رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

6۔ بلوچی اکیڈمی کے کمروں کے تاریخی نام

بلوچی اکیڈمی کے تمام کمروں، ہال اور لائبریری کو بلوچوں کے مندرجہ ذیل تاریخی نام سے منسوب کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	کمرہ	تاریخی نام
1۔	لائبریری	سرلٹھ
2۔	کانفرنس ہال	رباط
3۔	سکالرز لاج کمرہ نمبر 1	میانی
4۔	کمرہ نمبر 2	گوک پروش
5۔	کمرہ نمبر 3	بمپور
6۔	کمرہ نمبر 4	تلار
7۔	کمرہ نمبر 5	تراتانی
8۔	کمرہ نمبر 6	کوہنگ

O

طباعت کتب

اکیڈمی نے اپنے بنیادی مقاصد کے طور پر بلوچی زبان وادب کی ترقی وترویج میں اہم کردار ادا کیا اور بلوچی ادب، ثقافت، روایات اور تہذیبی قدروں کو متعارف کرانے کیلئے بہت سی کتابیں شائع کیں۔ اکیڈمی نے بلوچی زبان وادب کے علاوہ بلوچ قوم اور بلوچستان سے متعلق مختلف موضوعات پر انگریزی، اردو اور فارسی میں بھی کتابیں شائع کیں۔ اس طرح اس ادارے نے بلوچوں کے علمی، ادبی، تاریخی، اور ثقافتی سرمائے کو جو سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتا رہا، جمع کیا اور زیور طباعت سے آراستہ کیا۔

بلوچی اکیڈمی نے اپنے قیام 1961 سے لیکر جولائی 2011 تک کل 280 کتابیں شائع کرائیں جو زیادہ تر بلوچی ادب، ثقافت، لوک کہانیوں، گرائمر، تاریخ اور سوانح پر مشتمل ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کی جانب سے شائع شدہ کتابیں بلوچستان یونیورسٹی، کالجز اور اسکولوں کے علاوہ فیڈرل اور صوبائی پبلک سروس کمیشنز کے مقابلوں کے امتحانات کے کورسز میں شامل ہیں۔

ویب سائٹ:

بلوچی اکیڈمی کی تشہیر کے لئے www.balochiacademy.org

ویب سائٹ موجود ہے۔

O

معاہدہ اور شرح رائلٹی

بلوچی اکیڈمی بلوچ ادیبوں، دانشوروں اور سکالروں کی کتابوں کی طباعت سمیت ان کی حوصلہ افزائی کے طور پر انہیں کتاب کی رائلٹی سے نوازتی رہی ہے۔

شرح رائلٹی کے تعین کیلئے مصنفین اور اکیڈمی کے حقوق کے بارے میں چند شرائط پر مبنی ایک معاہدہ پر دستخط کیا جاتا ہے۔ فی الوقت ادیبوں کو اس شرح سے رائلٹی دی جاتی ہے۔

نمبر شمار	صنف	شرح فی صفحہ
1۔	تحقیقی کتاب	70 روپے فی صفحہ
2۔	تخلیق (نثر۔شاعری)	50 روپے فی صفحہ
3۔	بلوچی غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ	50 روپے فی صفحہ
4۔	ملکی زبانوں سے بلوچی ترجمہ	30 روپے فی صفحہ
5۔	غیر ملکی زبانوں کا بلوچی میں ترجمہ	50 روپے فی صفحہ
6۔	بلوچی یا ملکی زبانوں میں ترجمہ	30 روپے فی صفحہ
7۔	کمپائلیشن	30 روپے فی صفحہ
8۔	پروف ریڈنگ	20 روپے فی صفحہ

o

شعبہ وار فہرست مطبوعات

بلوچی اکیڈمی کی شائع شدہ کتابوں کی شعبہ وار فہرست اس طرح ہے۔

نمبر شمار	شعبہ	تعداد
1۔	تاریخ وجغرافیہ	27
2۔	زبان وادب	23
3۔	گرائمر/لغت	16
4۔	رسم الخط	2
5۔	تنقید	9
6۔	ضرب الامثال/پہیلیاں	5
7۔	قصے افسانے ناول	29
8۔	لوک کہانیاں	7
9۔	ڈرامے	9
10۔	شاعری	77
11۔	ببلوگرافی	1
12۔	صحافت	1
13۔	تراجم	13

14۔	مذہب	6
15۔	ثقافت/معاشرت	22
16۔	قانون	1
17۔	زراعت	4
18۔	سائنس	7
19۔	کھیل	4
20۔	صنعت	4
21۔	شخصیات	7
22۔	معیشت	1
23۔	سیاست	2
24۔	اخلاقیات	2
25۔	سفرنامہ	1
	کل	**280**

o

بلوچی اکیڈمی کی تاریخی اور دیگر مطبوعات

علم و تاریخ، انسانی معاشرے کے انفرادی اور اجتماعی افعال کا آئینہ دار ہے۔ اس کا شمار دنیا کے قدیم ترین اور مفید علوم میں ہوتا ہے۔ یہ محض ماضی کے دلچسپ اور یادگار واقعات کی جستجو کا ہی نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہم تہذیب انسانی کے عہد بہ عہد اور ارتقاء کی تصویریں دیکھتے ہیں۔ تاریخ، ماضی اور حال کے درمیان وہ زینہ ہے جس پر چڑھ کر انسان عہد رفتہ سے ناطہ جوڑ سکتا ہے۔ یہ ماضی، حال اور مستقبل کی وحدت کا نام ہے۔ سپین کے دانشور ویویز (Vives) نے کہا تھا کہ ''جو قوم تاریخ سے بے بہرہ ہے اس کے بوڑھے بھی بچے ہیں'' چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ جو قوم اپنی تاریخ کو محفوظ کر لیتی ہے وہ گویا بقائے دوام کا سامان مہیا کرتی ہے۔

کسی دانشور نے خوب کہا ہے کہ ہمارے ہاں تاریخ کا مضمون اپنی اہمیت کھو چکا ہے۔ اس وقت ملک کی یونیورسٹیوں میں تاریخ کے استاد تو ہیں مگر مورخ یا محقق ناپید ہیں جو تاریخ نویسی کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہو سکیں۔ لہٰذا یہ یونیورسٹیوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے ہاں تاریخ کے تحقیقی شعبے متحرک ہوں جہاں تحقیق و دانش سے تاریخ نویسی ہو۔ جب تک کسی قوم میں تاریخی شعور نہیں ہوگا اس میں تبدیلی کی خواہش بھی نہیں ہوگی۔ یہ تاریخی شعور تب ہی ممکن ہے جب قوم کے حافظہ میں مکمل تاریخی یادداشتیں ہوں، جو مسخ شدہ اور بگڑی ہوئی نہ ہوں بلکہ صحت مند اور تر و تازہ ہوں۔

تاریخ فہمی کے ادراک سے مالا مال بلوچی اکیڈمی تاریخ جیسے خشک مگر دلچسپ اور کارآمد مضمون کے رجحانات کو مقبول عام بنانے کے لئے مصروف عمل ہے اور جہاں تحقیق و دانش سے تاریخ نویسی پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے وہیں اس حوالے سے بلوچی اکیڈمی سماجی علوم میں فعال تحقیق اور تجزیے کے لئے مورخین کو غیر جانبدارانہ تحقیق کے لئے ہر ممکن تعاون فراہم کر رہی ہے۔

بلوچی اکیڈمی کے زیر اہتمام تاریخ سے متعلق اُردو اور انگریزی اور بلوچی میں بیسیوں کتب شائع ہوئی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تعارف اس طرح ہے۔

1۔ دی گریٹ بلوچ

محمد سردار خان گشکوری کی انگریزی میں لکھی گئی یہ کتاب میر چاکر رند (1454-1551AD) کی سوانح حیات اور اس عہد کے سیاسی، سماجی نشیب و فراز اور قومی مہمات پر مشتمل ہے۔ بلوچی اکیڈمی کی جانب سے یہ کتاب پہلی مرتبہ 1965 میں شائع کی گئی۔ کتاب 266 صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس کی قیمت 400 روپے ہے۔ کتاب کے اہم ابواب یہ ہیں۔

1. **Babylon to Balochistan.**
2. **The Character of Baloch Race.**
3. **The Great Baloch.**
4. **Ninteenth Century Baloch Chief.**

اس کتاب کا مشہور ادیب اور دانشور عبدالغفار ندیم نے اُردو ترجمہ کیا۔ جسے بلوچی اکیڈمی نے 1988 میں شائع کیا اُردو کتاب کی قیمت 250 روپے ہے۔ کتاب تین بڑے ابواب ''بابل سے بلوچستان تک، بلوچ نسل کا کردار، اور بلوچ اعظم کے موضوعات پر مشتمل ہے۔

2۔ پلنگ و بلوچ

انگریزوں سے جہاد کرنے والے 12 نامور بلوچ عمائدین کے رزمی کارناموں پر بلوچی زبان کی یہ کتاب 154 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ کتاب بھی محمد سردار خان بلوچ نے 1965 میں بلوچی اکیڈمی سے چھپوائی ہے۔ کتاب کی قیمت 150 روپے ہے کتاب میں میر فتح علی خان ٹالپور، خان محراب خان شہید، میر بجار خان ڈومبکی، خان نصیر خان دوئم، سردار نورنگ خان بزدار، سردار آزاد خان نوشیروانی، میر غلام حسین مسوری، میر بلوچ خان نوشیروانی، میر داد خلیل خان گمشادزئی، سردار نورالدین مینگل، سردار خیر بخش خان مری، میر خداداد خان مری شہید کی رزم آرائیاں شامل ہیں۔

3۔ بلوچستان ماقبل تاریخ

ملک کے نامور سکالر و مورخ ملک محمد سعید دھوار کی لکھی گئی یہ کتاب 1970 میں شائع ہوئی۔ کتاب 297 صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت 200 روپے ہے۔ کتاب میں بلوچستان کے مختلف مقامات پر واقع آثار قدیمہ سے متعلق انتہائی چشم کشا معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ مؤلف نے انتہائی تحقیق اور جستجو سے بلوچ علاقوں کی قدیم بستیوں اور قدیم تہذیبوں کا زمانہ معلوم کرتے ہوئے ماہرین آثار قدیمہ کی آراء پر مبنی اپنی تحقیق کو اجاگر کیا ہے۔

4۔ آئینہ خاران

اثیر عبدالقادر شاہوانی کی تالیف کردہ کتاب ''آئینہ خاران'' بلوچستان کے مغرب میں واقع سابق ریاست خاران اور موجودہ اضلاع خاران اور واشک کی تاریخ، جغرافیہ، تہذیب وتمدن، مختلف قبائل، زرعی نظام، ریاست قلات سے تعلقات، آثار قدیمہ، گنبد، گبر بند، قدیم کاریزیں، قلعے، ٹیلے وغیرہ کے عنوانات پر مبنی 1978 میں شائع ہونے والی یہ کتاب 432 صفحات پر مشتمل ہے۔

5۔ گل بہار

ہتورام کی لکھی گئی یہ کتاب ڈیرہ غازی خان کے بلوچ قبائل کے بارے میں معلومات افزا تحریر پر مشتمل ہے۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب 1862 میں چھپی اور دوسری مرتبہ 413 صفحات پر مشتمل کتاب کو اکیڈمی نے 1982 میں شائع کیا۔ کتاب کی قیمت 150 روپے ہے۔ کتاب کے حصوں کو چمن اول، چمن دوئم، چمن سوئم، اور چمن چہارم کا نام دیا گیا ہے۔ باب چمن اول میں تواریخ ضلع تفصیل دیہات، حالات تحصیل بائے ڈیرہ غازی خان، سنگھڑ، جام پور، راجن پور،، ہیت وشکل ضلع سرحدات بلوچستان وافغانستان، سرحد سندھ، سرحد ریاست بھاولپور، سرحد ڈیرہ اسماعیل خان، سرحد کوہ سلیمان، حال تمنان کھیتران اور مری بگٹی حالات اقوام افغان، مذاہب ورسم دینی، اہل ہنود، اہل اسلام، دیگر اقوام، حالات خاندان قدیمی، حالات اقوام بلوچستان، حال خاندان والئی قلات واقوام بروہی باب چمن دوم سبب علیحدگی تمنات ورواج عام

اقوام بلوچستان، پیشہ وگزران معاش اقوام، انتظام ملکی، حال مدرسہ جات، کیفیت بندوبست، قصہ چوری مع تفصیل اقوام چوری پیشہ، حال جھوٹ فریب۔

6۔تاریخ بلوچستان

ہتورام کی مرتب کردہ تاریخ بلوچستان پہلی مرتبہ 1907 میں شائع کی گئی تھی۔ اسی (80) سال کے بعد دوسری مرتبہ بلوچی اکیڈمی نے 1987 میں شائع کی۔ جب کہ 2010 میں بلوچی اکیڈمی نے اس تاریخی کتاب کو پھر سے شائع کیا۔ جس میں بلوچستان کے مخصوص جغرافیائی اور تاریخی حالات کے علاوہ بلوچستان کے تمام قبائل کی تاریخ اور شجرہ جات انساب بھی شامل ہیں۔ دراصل یہ کتاب انگریزی دور کے سیاسی اور تاریخی واقعات کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں بلوچ قبائل کی مختصر تاریخ بھی شامل ہے اور حکومت برطانیہ کے کردار اور بلوچستان میں کئے گئے سیاسی ودیگر اقدامات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اسی طرح قبائل کے مابین جنگوں کا مختصر احوال، قوم براہوئی، شجرہ نسب احمد زئی خاندان، مگسی، لاشاری، ایلتازئی، نائب خیل، شاغاسی، خراسانی، سراوان اور جھالاوان کے سرداران اور قبائل، رئیسانی، شاہوانی، ہنگلزئی، محمد شہی، کرد، لہڑی، زرکزئی، موسیانی، لوٹھانی، ڈایا، سیدزئی، جتک، بازوزئی، مینگل شاہی زہی، بیندرانی، بزنجو، ہارونی، محمد حسنی۔ باب سوئم میں مٹھن کوٹ کانفرنس 1872 کا حال احوال۔ رابرٹ سنڈیمن کی حکمت عملی، سنڈیمن کا ریاست قلات کے مختلف مقامات کا دورہ اور اہم فیصلہ جات کا ذکر۔ باب چہارم میں ایجنسیوں کا حال، تاریخی حالات براہوئی بلوچ، مکران، پنجگور، کیچ، بلیدہ، سامی، پسنی، کلمت اور مند، شجرہ سرداران گچکی، قوم نوشیروانی مع شجرہ، مختلف راستوں کی تفصیل ریاستوں کے حالات، شجرہ وحالات جام خاندان، شجرہ خاندان باروزئی، تفصیل اقوام افاغنہ ماتحت بلوچستان، عروج قوم غلزئی وحکومت قلات۔ عروج ابدالی وسلطنت احمد شاہ اور خاندان امیر کابل مع شجرہ جات۔

7۔تاریخ قلات

سندھ وبلوچستان کے نامور مورخ میر رحیم داد شاہوانی المعروف مولائی شیدائی کی تصنیف تاریخ

قلات سابق ریاست قلات کی ہمہ جہت تاریخ وجغرافیائی مواد اور 325 صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کی قیمت 150 روپے ہیں۔

8۔ تاریخ بلوچ وبلوچستان

آغا میر نصیر خان کی تالیف ''تاریخ بلوچ وبلوچستان'' کی 9 جلدیں اکیڈمی نے چھاپی ہیں۔

9۔ کردگال نامک

آخوند صالح محمد کی فارسی کتاب ''کردگال نامک'' بلوچی اکیڈمی نے 1992 میں شائع کی اور 1994 میں اسی کتاب کو اسی نام سے میر عبداللہ جان جمالدینی اور پروفیسر نادر قمبرانی نے اُردو کا جامہ پہنایا، فارسی کتاب کی قیمت 150 روپے اُردو کتاب کی قیمت 100 روپے اور صفحات 301 ہیں۔ یہ کتاب میر احمد خان اول حکمرانِ قلات کے وزیر کبیر آخوند صالح محمد کی 1668 کی تصنیف ہے۔ جو قدیم فارسی میں شائع ہوئی۔ کتاب ان عنوانات پر مشتمل ہے: براخوئی کردوں کا بیان، مادستان وتوران، قبائلی سردار اور بادشاہ، مادکرد، بخامنشی، سکندر مقدونی، روستم، امیر زوراک، امیر ذگرین، کیکان، غزدار میں عبادت گاہ، آشوری، کورش، توران میں براخوئی کردوں کی حکمرانی، امیر زرشان، امیر چندران، اردشیر، دارا، نورگان، یونانیوں کا حملہ، زابلستان، بلوچ کردوں کا مذہب، آداب، زبان، لشکری نظام، خاندان پیشد ادیان، جدگال، آشکانی، ساکا، کوشانی، ساسانی، مزدک، نوشیروان، پیغمبر اسلامؐ کی ولادت، خلفاء کا دور۔

10۔ سرزمین بلوچ

بلوچستان کے جغرافیہ پر مبنی یہ کتاب 1996 میں شائع ہوئی 412 صفحات کی یہ کتاب ان عنوانات پر مشتمل ہے۔ بلوچستان کے حصے، قدرتی تقسیم، پیداوار، معدنیات، مویشی، پہاڑ، دریا، جھیلیں، ساحل، آب و ہوا، صنعت وحرفت، آمدورفت کے ذرائع، قومیں اور قبائل، زبان، بلوچی تاریخ، ادبیات، مذاہب، اضلاع اور ریاستیں، ایرانی بلوچستان، آثار قدیمہ، بلوچ کون ہیں، کیا براہوئی ڈریویڈئین ہیں، قبل اسلام بلوچوں کی قدامت، بلوچستان میں مید قوم، دارا اول اور سکندر، بلوچوں نے کب اسلام اختیار کی، خلافت راشدہ اور

بلوچ، دورِ بنی اُمیہ، دورِ بنی عباس، تیمور سے ہمایون تک، افشار، صفویوں کی حکومت، احمد زئی خاندان۔

11۔ سیستان بلوچستان

سیستان بلوچستان کی تاریخ و جغرافیہ کے بارے میں ناصر عسکری کی فارسی کتاب جسے غوث بخش صابر نے 1996 میں اُردو میں ترجمہ کیا کتاب 201 صفحات اور نو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں مکمل جغرافیہ، دوسرے باب میں وجہ تسمیہ، علاقے اور اہل بلوچستان نسلاً، تیسرے باب میں شہروں کا اجمالی تذکرہ، چوتھے باب میں بلوچستان کی تاریخ کا جائزہ، تاریخ سیستان ایک نظر میں، ایران کی مشرقی سرحدات کے تعین میں انگریزوں کا عمل دخل، ذرائع آبپاشی، باب پنجم میں بلوچوں کی اجتماعی معاشرت مجموعی ثقافتی فکری عوامل، مذہبی عوامل، باب ششم میں بلوچستان میں بے اعتمادی، ثقافت وقومی ورثہ، زبان وادب، باب ہشتم میں معاشرتی دستکاریاں باب نہم میں درآمد وبرامدات شامل ہیں۔

12۔ تاریخ بلوچستان

بلوچستان کے نامور مورخ محمد سعید دہوار کی یہ اُردو کتاب 2007 میں بلوچی اکیڈمی نے شائع کی۔ کتاب کی قیمت 350 روپے اور 28 ابواب کے 875 صفحات پر مشتمل ہے۔ جغرافیائی کیفیت کے علاوہ یہ کتاب ان عنوانات پر محیط ہے۔ بلوچستان کے باشندے، لسانی گروہ، پتھر اور کانسی کا دور، آریا، ایرانی دور اقتدار، سکندر اعظم مقدونی، موریا خاندان، ایران کے اشکانی اور ساسانی خاندان، سفید ہُن، ہندو شاہی، عرب دور اقتدار، صفراوی خاندان، سلاطین غزنی، سلاطین غور، چنگیز خان منگول، اہل کرت، تیمور لنگ اور آل تیمور بانیان خاندان احمد زئی (میر احمد اول تا خان میر خداداد خان دس پشت) طرز حکومت اور معاشرہ، ادبیات، شعراء، مہرگڑھ، ذگری، علامہ سید محمد جونپوری، خواجہ خیل اور میر بجار۔

13۔ تاریخی عبشنا تک

الفت نسیم کی بلوچی زبان میں اس تاریخی کتاب کو اکیڈمی نے 2009 میں شائع کیا۔ کتاب 224 صفحات پر مشتمل ہے، جس کی قیمت 250 روپے ہے۔ کتاب مندرجہ ذیل عنوانات پر محیط ہے۔

1۔قلات ءِ تاریخ ءِ دروگیں پیڑ 2۔کوردگال نامک 3۔میر بجار براہو میروانی۔ 4۔براہوئی ءَ دراوڑ 5۔خضر خان بلوچ 6۔سیدی رئیس 7۔ملک میرزا 8۔مکّران 9۔کوہ نور ہیرا 10۔میر باگ ءَ مریم 11۔فیصل لاشاری 12۔جدگال۔

14۔بلوچستان کے چند تاریخی گوشے

الفت نسیم کی لکھی ہوئی اس کتاب کو اکیڈمی نے 2009 میں شائع کیا۔ کتاب کی قیمت 200روپے ہے یہ کتاب درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہے۔

1۔ ابتدائی کلمات 2۔میر کمبر رئیس 3۔کلاتِ سیوا 4۔براہو اتحادیہ(براہوئی) کی منظوم تاریخ 5۔نمرود...... حقیقتاً بلوچ تھا۔6۔ نمرود قلات 7۔کراچی کی تاریخ بلوچ پس منظر میں 8۔بلوچ و پشتون کی ملی وحدت کے تاریخی شواہد پر ایک نظر۔9۔کیچ 10۔شال 11۔کوہستانِ خضدار کی رابعہ۔ 12۔سبی مراد 13۔حضرت شہباز قلندر بلوچستان میں۔

قدیم یالوک شاعری

کسی بھی معاشرے کا شعر اور شاعری سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔شاعری اظہار کا سب سے بہتر ذریعہ ہے عوامی خواہشوں اور ان کے مسائل کے بارے میں جو بات درجنوں صفحات میں بیان نہیں ہوسکتی۔ شاعر اسے دو مصرعوں میں نہایت موثر انداز میں بیان کردیتا ہے۔اور پھر شعر جبر اور پابندی کے باوجود سفر کرتا ہے حافظے میں محفوظ رہتا ہے اور مستقبل میں ماضی کی خبر دینے کا سب سے معتبر ذریعہ ہوتا ہے۔مثل مشہور ہے کہ جس معاشرے میں سخن فہمی کمزور ہوجائے وہاں دہشت گردی عام ہوجاتی ہے شاعری دلوں میں نرمی اور گداز پیدا کرتی ہے لوگوں کو محبت کی ترغیب دیتی ہے برداشت ،رواداری اور سخن فہمی معاشرے میں پروان چڑھتی ہے۔شاعر اپنے عہد کا ترجمان ہوتا ہے۔

معاشرے کی ترتیب وتشکیل میں شاعری اور شاعر نہایت اہم ہوتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ لوگ شیکسپیئر، مولانا روم، شیخ سعدی اور میر وغالب کو تو جانتے ہیں لیکن ان کے عہد کے

حکمرانوں سے واقف نہیں۔
بلوچی اکیڈمی نے قدیم شاعری کو جمع کر کے کتابوں کی صورت میں شائع کیا ہے۔

بلوچی جدید شاعری

بلوچی زبان کی جدید شاعری انگریزوں کے زمانے سے شروع ہوئی اور سال بہ سال اس میں مزید جدت پیدا ہوتی گئی اب چونکہ شعراء انگریزی اردو اور فارسی زبان کے بھی تعلیم یافتہ ہیں۔ اسی وجہ سے بلوچی شاعری پر غیر ملکی شاعری اور ادب کا کافی اثر پڑا ہے اور بعض شعراء قدیم بحر و وزن کے بجائے اردو، فارسی کے بحور میں شاعری کرتے ہیں یا پھر انگریزی کی طرح آزاد شاعری کو پسند کرتے ہیں، بحر و وزن کے علاوہ خیالات پر بھی انگریزی، اردو اور فارسی کی چھاپ لگی ہے۔ شاعری کی زبان کا بھی یہی حال ہے کہ بہت سے شاعر اردو اور فارسی کے الفاظ کو بھی استعمال کرتے ہیں اور جو شعراء اردو اور فارسی الفاظ استعمال نہیں کرتے وہ اپنے نئے خیالات کو استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ بلوچی کے مشرقی اور مغربی لہجوں کے استعمال سے بلوچی ایک ہمہ گیر زبان بنتی جا رہی ہے۔

بلوچی اکیڈمی کی پر خلوص حوصلہ افزائی اور رہنمائی کے نتیجے میں موجودہ شاعروں کے فکر و خیالات میں وسعت پیدا ہوئی ہے، اخبارات و رسائل صرف اپنے طور پر ادارے کی پالیسی کے ذریعے شاعری شائع کرتے ہیں اس وجہ سے بلوچی شاعروں کی حوصلہ افزائی نہیں ہو پاتی۔ اسی وجہ سے بلوچی اکیڈمی نے حتی الوسع نئے شعراء کی متعدد کتابیں شائع کی ہیں۔ بلوچی جدید و قدیم شاعری کی مطبوعات 77 ہیں۔

تراجم

دنیا کے ادب کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری ہے کہ ادب کا شوق رکھنے والوں نے بے انتہاء دولت خرچ کر کے غیر ملکی زبانوں سے معیاری اور اہم کتابوں کو ترجمہ کرایا۔ تاکہ وہ ایسے ادب سے محروم نہ رہ جائیں۔

آج کی دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں بھی ہر سال ہزاروں کی تعداد میں غیر ملکی زبانوں کے ادب سے شہ پاروں کو ترجمہ اور ادیب حضرات اپنی زبان کے علمی سرمائے میں قارئین کے لئے اضافہ کرتے ہیں

دیگر ملکی اور غیر ملکی زبانوں میں تحقیق شدہ یا تخلیقی ادب کو بلوچی زبان میں تراجم مسلمہ طور پر علمی ترقی کی بنیاد بنتے ہیں۔ اس لئے بلوچی اکیڈمی نے ملکی اور غیر ملکی زبانوں کی انتہائی اہم کتب کے تراجم کئے ہیں۔

ضرب الامثال

انسانی سوچ وفکر کی تاریخ میں مفکروں، عالموں اور دانشوروں کے اقوال کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ اعلیٰ نظریات وخیالات کے ماخذ اور ترجمان ہوتے ہیں۔ نیز انسانی سوچ کو جلا دینے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ان میں انسانوں کے علم میں اضافے کے ساتھ ہی ان کی تربیت کا سامان بھی ہوتا ہے۔ بلوچی اقوال انسان دوستی۔ امن اور محبت واخوت کا پرچار کرتے ہیں۔

بلوچی اقوال اشعار کی طرح ہوتے ہیں اور ان میں ادبی چاشنی ہے اور انسانی تربیت کا پہلو بھی۔ اکیڈمی کی شائع شدہ اقوال کی کتابوں میں ایسے ذہن کشا اور فکر انگیز بہت سے اقوال ہیں جو اہل قلم کو اپنی تحریروں اور تقریروں کو موثر اور مدلل بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کی جانب سے دانشوروں کی جمع کردہ ضرب الامثال کی 5 کتابیں شائع کی گئی ہیں۔

قصے/کہانیاں/افسانے/ناول

بلوچی اکیڈمی کی جانب سے شائع شدہ کہانیوں میں بلوچستان کے دیہی علاقوں کے سماجی مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے اور یہ تمام کہانیاں ہمارے اردگرد ہنستے، روتے اور دکھ اٹھاتے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ بلوچی اکیڈمی نے اس ضمن میں 36 کتابیں شائع کی ہیں۔

ہمہ نوع کتب

ان کے علاوہ اکیڈمی نے ڈرامے، صحافت، تراجم، ببلوگرافی، مذہب، ثقافت، معاشرت، قانون، زراعت، سائنس، کھیل، معیشت، شخصیات، صنعت، سیاست، اخلاقیات اور سفرنامے کے زیر عنوان بھی کتابیں شائع کی ہیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (ف) پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

o

بلوچی ڈکشنری

بلوچی اکیڈمی نے 2001ء میں بلوچی ڈکشنری پر کام شروع کرنے کیلئے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک (ڈکشنری) کمیٹی تشکیل دی!

1۔ جناب جان محمد دشتی چیئرمین

2۔ جناب منیر جان بلوچ ممبر

3۔ جناب واحد بزدار ممبر

اور بلوچی زبان کے تمام لہجوں اور علاقائی بولیوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر مختلف علاقوں کے مندرجہ ذیل بلوچ محققین ڈکشنری کی تیاری کے لئے ایڈیٹر مقرر کر دیئے گئے۔

1۔ جناب جان محمد دشتی ایڈیٹر انچیف

2۔ جناب الفت نسیم (پنجگور) ایڈیٹر

3۔ جناب گلزار خان مری (کوہلو) ایڈیٹر

4۔ جناب غوث بہار (اورماڑہ) ایڈیٹر

5۔ جناب غنی پہوال (کراچی) ایڈیٹر

6۔ پروفیسر عبدالصبور بلوچ (تربت) ایڈیٹر

7۔ پروفیسر محمد یوسف بلوچ (نوشکی) ایڈیٹر

8۔ جناب ڈاکٹر عینی بلوچ (خاران) ایڈیٹر

9۔ جناب پروفیسر واحد بزدار (کوہ سلیمان) ایڈیٹر

10۔ جناب ساجد بزدار (ڈیرہ غازی خان) ایڈیٹر

11۔ مولوی عبدالحق بلوچ (تربت) ایڈیٹر

12۔ جناب یوسف گچکی (تربت) ایڈیٹر

13۔ اشرف سربازی (ایران) ایڈیٹر

کتب خانہ الائبریری

افراد کی تربیت اور ترقی میں لائبریریاں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں ان کی موجودگی کسی بھی آبادی کے تہذیبی رجحانات اور ترجیحات کی عکاسی کرتی ہیں۔ لہٰذا اس کی اہمیت و مقبولیت کے پیش نظر اکیڈمی میں تحقیقی کام انجام دینے کیلئے مختلف کتب و رسائل پر مشتمل ایک کتب خانہ موجود ہے۔ جس سے محققین خاطر خواہ استفادہ کرسکتے ہیں۔ اس کتب خانہ میں بلوچی زبان وادب، تاریخ وثقافت کے علاوہ دیگر زبان وادب کی کتابیں بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ قدیم اور نایاب کتب کی عکسی نقول اور برٹش لائبریری لندن سے قدیم قلمی نسخوں کی مائیکروفلمیں بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ علمی واشاعتی اداروں کے ساتھ تبادلہ کتب کا سلسلہ جاری ہے اور بعض اہل علم حضرات سے نادر کتب کا حصول بھی شروع کیا گیا ہے۔ اس وقت ہماری لائبریری میں بلوچی اکیڈمی کی اپنی مطبوعات کے علاوہ انگریزی، اردو، بلوچی، براہوئی، سندھی، پشتو، سرائیکی، پنجابی، فارسی، عربی اور دیگر زبانوں کی سینکڑوں حوالہ جاتی کتابیں موجود ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کی لائبریری ایک وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی ہے جس میں بینچ میز اور کرسیاں موجود ہیں جہاں سی ایس ایس، پی سی ایس اور دیگر امتحانات کی تیاری اور عام مطالعہ کے شائقین کے لئے ہمہ نوع سہولیات موجود ہیں۔ ابتداء میں ایک کوالیفائیڈ لائبریرین کو متعین کیا گیا تھا۔ لائبریری صبح 10 بجے سے ایک بجے اور شام 3 بجے رات 8 بجے تک کھلی رہتی ہے۔

o

علمی ادبی اداروں کو کتب کی تقسیم

بلوچی اکیڈمی نے مختلف لائبریریوں کو اعزازی طور پر اپنی مطبوعات دی ہیں۔
جن میں درج ذیل ادارے قابل ذکر ہیں۔

نمبر شمار	نام ادارہ	مقام
1۔	نرسنگ انسٹی ٹیوٹ کولواہ	آواران
2۔	راسکو ادبی دیوان	نوشکی
3۔	نصیر کبدانی لبزانکی دیوان	خاران
4۔	بلوچ وانندہ گل لائبریری	سریاب
5۔	گلرنگ آرٹس اینڈ ویلفیئر سوسائٹی	خضدار
6۔	ریسرچ سنٹر	قلات
7۔	میونسپل لائبریری	راولپنڈی
8۔	اکادمی ادبیات	اسلام آباد
9۔	ایلم لائبریری	مستونگ
10۔	ملک آسا لائبریری	تسپ
11۔	کیچ ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ سوسائٹی	گھنہ
12۔	شہید محمد قاسم پبلک لائبریری	ڈیرہ مراد جمالی

13۔	لائبریری آف کانگریس امریکن لائبریری	کراچی
14۔	شہید سہراب مری ریفرنس کتابجاہ۔	تربت/آواران
15۔	نیشنل آرکائز آف پاکستان	اسلام آباد
16۔	نیشنل لائبریری آف پاکستان	اسلام آباد
17۔	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اسلام آباد
18۔	نیشنل پارٹی لائبریری	کوئٹہ
19۔	عزت اکیڈمی	پنجگور
20۔	میر گل خان نصیر	لائبریری نوشکی
21۔	ناصر آباد لائبریری	تربت
22۔	یوتھ لائبریری	آبسر
23۔	گسدپ لائبریری	کیچ
24۔	محمد علی لائبریری	سریاب
25۔	پبلک لائبریری	سجاول
26۔	برمش لائبریری ڈنک	کیچ
27۔	نیشنل مومنٹ میوزیم	اسلام آباد
28۔	نصیر کبدانی لبزانکی دیوان	خاران
29۔	باقی بلوچ لائبریری	بل نگور تربت
30۔	سندھی لینگوئج اتھارٹی	حیدرآباد

31۔	بزم ثقافت	ملتان
32۔	انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی	جام شورو
33۔	کولواہ لرننگ انسٹی ٹیوٹ	آواران
34۔	سندھ کلچر اینڈ ٹورزیم لیاقت میموریل لائبریری۔	سندھ
35۔	ہائی اسکول کھوڑواہ	بدین
36۔	نوکیں شہب سوشل ڈویلپمنٹ سوسائٹی	پنجگور
37۔	دیہی اجتماعی ترقیاتی کونسل	گوادر
38۔	بلوچستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی۔	خضدار
39۔	براہوئی ڈیپارٹمنٹ بلوچستان یونیورسٹی	کوئٹہ
40۔	بلوچی ڈیپارٹمنٹ بلوچستان یونیورسٹی	کوئٹہ
41۔	لائبریری آف بلوچستان یونیورسٹی	کوئٹہ
42۔	بلوچستان اکیڈمی	کیچ
43۔	شعبہ سندھی، یونیورسٹی آف سندھ	جام شورو
44۔	ڈگری/انٹرمیڈیٹ کالجز بلوچستان	25

O

قراردادیں/مطالبات

بلوچی اکیڈمی اپنے سالانہ اجلاسوں میں متعدد قراردادیں منظور کرتی رہی ہے۔ جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

1۔ یونیورسٹی میں شعبہ بلوچی، براہوئی قائم کیا جائے

14-12-1969 کو بلوچی اکیڈمی نے یونیورسٹی میں شعبہ بلوچی، براہوئی قائم کرنے کے لئے ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا۔

(اکیڈمی کے اس قرارداد پر بلوچستان یونیورسٹی میں بلوچی اور براہوئی کے شعبے قائم کردیئے گئے)

2۔ صوبے کے اسکولوں میں مادری زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے

"بلوچی اکیڈمی کا یہ اجلاس صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی کے 1992ء کے قرارداد، آرٹیکل نمبر 4 سیکشن نمبر III کی پاسداری کرتے ہوئے صوبے کی اسکولوں میں مادری زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانے کے لئے اقدامات کرے"۔

3۔ الیکٹرانک میڈیا میں بلوچی زبان کے پروگراموں کو زیادہ وقت دیا جائے

"بلوچی اکیڈمی کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ الیکٹرانک میڈیا میں بلوچی زبان کے پروگراموں کو زیادہ وقت دی جائے اور پروگراموں کا معیار بہتر بنایا جائے۔ خصوصی طور پر پی ٹی وی بولان میں بلوچی زبان کو پرائم ٹائم دیا جائے اور پی ٹی وی بولان کو ایسے بلوچ پروڈیوسروں کے ماتحت کیا جائے جو بلوچی زبان، بلوچ ثقافت اور تاریخ سے آشنا ہوں نیز پاکستان کے دوسرے صوبوں میں بلوچوں

کیلئے بلوچی پروگرام نشر کئے جائیں۔ ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور پاکستان ٹیلی ویژن کوئٹہ میں بلوچ فنکاروں کے مختلف پروگراموں کو پیش کرتے وقت، بلوچی زبان وادب، بلوچ ثقافت اور پروگرامز کے لئے معیار پر خصوصی توجہ دی جائے نیز FM-101 میں بلوچی کے پروگرام فوری طور پر شروع کئے جائیں''۔

4۔ بلوچی زبان کے ادبی اداروں کی مالی مدد کی جائے

''بلوچی اکیڈمی اس بات پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ حکومت پاکستان اور مرکزی وزارت تعلیم اور چاروں صوبائی حکومتوں کی طرف سے کراچی سندھ اور پنجاب میں بلوچی زبان وادب کی خدمت کرنے والے شعراء، ادباء اور ادبی اداروں کو کسی قسم کی مالی امداد نہیں کی جاتی ہے اور نہ ہی انہیں کسی قسم کی حکومتی سرپرستی یا توجہ حاصل ہے''۔

''بلوچی اکیڈمی حکومت بلوچستان، حکومت سندھ، حکومت پنجاب، حکومت پاکستان اور مرکزی وزارت تعلیم اور اکادمی ادبیات سے درخواست کرتی ہے کہ بلوچی زبان کے ادبی اداروں کی مالی مدد کی جائے''۔

5۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے بلوچی پروگراموں کا معیار بہتر بنایا جائے

''بلوچی اکیڈمی کا یہ دیوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور ایسے ہی وفاقی اداروں میں بلوچی پروگراموں کا معیار بہتر بنایا جائے اور پروگراموں کیلئے بلوچی زبان کے ادیبوں اور دانشوروں کی خدمات سے استفادہ کیا جائے''۔

نیز نیشنل چینل کے بلوچی پروگراموں کا معیار بہتر بنایا جائے اور اس سلسلے میں دانشوروں سے صلاح ومشورہ کیا جائے تاکہ قوم کا ادبی اور ثقافتی روح مجروح نہ ہونے پائے اور مقابلے کا ایک رجحان پیدا ہوسکے جو آگے چل کر زبان، ادب، ثقافت اور فن کیلئے فائدہ مند ثابت ہوسکے۔

6۔ اکادمی ادبیات کے بورڈ آف گورنرز میں بلوچی اکیڈمی کو نمائندگی دی جائے

"یہ افسوسناک امر قابل ذکر ہے کہ اکادمی ادبیات کے بورڈ آف گورنرز میں بلوچی اکیڈمی کی نمائندگی نہیں ہے۔ مجلس عمومی کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اکادمی ادبیات پاکستان بلوچی زبان وادب اور ثقافت سے متعلق تمام معاملات میں بلوچی اکیڈمی سے صلاح ومشورہ کرے اور اس مقصد کے لئے اکادمی ادبیات کے بورڈ آف گورنرز میں بلوچی اکیڈمی کو جائز نمائندگی دی جائے"۔

7۔ بلوچی زبان کے رسائل وجرائد کو اشتہارات دیے جائیں

"بلوچی اکیڈمی کا یہ اجلاس اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ بلوچی رسائل وجرائد کو حکومت کی طرف سے کوئی مالی مدد نہیں مل رہا ہے۔ حکومت پاکستان اور محکمہ اطلاعات بلوچستان، دوسرے زبانوں کے رسائل وجرائد کے مقابلے میں بلوچی رسالوں کو اشتہارات نہیں دیتا اگر دیتا بھی ہے تو بہت قلیل تعداد میں دیتا ہے۔ یہ دیوان اس بات پر زور دیتا ہے کہ حکومت بلوچستان اور محکمہ اطلاعات بلوچی رسائل کو مناسب اشتہارات دے تاکہ وہ بلوچی زبان وادب اور ثقافت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرسکیں"۔

8۔ بلوچستان کے فنکاروں کے لئے فاؤنڈیشن قائم کیا جائے

"بلوچی اکیڈمی صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ بلوچستان کے فنکاروں کے لئے فاؤنڈیشن قائم کیا جائے"۔

9۔ صوبائی زبانوں کو قومی زبان کا درجہ دیا جائے

"بلوچی اکیڈمی یہ بات واضح کرتی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اساس چار وحدتوں پر قائم ہے جن میں بولی جانے والی زبانیں کسی لحاظ سے بھی آئین اور مملکت کے استحکام کے منافی نہیں ہیں۔ لہٰذا بلوچی اکیڈمی کا مطالبہ ہے کہ وفاقی حکومت چاروں وفاقی وحدتوں میں بولی جانے والی زبانوں کو قومی زبانوں کا درجہ دے۔ جبکہ اردو رابطے کی زبان ہے اور انگریزی بین الاقوامی زبان ہونے کے ناطے سرکاری زبان کا درجہ رکھتی ہے جس سے کوئی ذی شعور شخص انکار نہیں کرسکتا"۔ (جولائی 1996ء)

10۔ یونیورسٹی میں ایم اے اور بی اے بلوچی کے نصاب تیار کیے جائیں

''بلوچی اکیڈمی نے اس امر پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا کہ بلوچستان یونیورسٹی میں ایم اے نصاب بنایا گیا اور نہ ہی کالجوں میں بلوچی پڑھانے کے لئے اس طرح کا کوئی نصاب ہے۔ بلوچی اکیڈمی بلوچستان یونیورسٹی اور محکمہ تعلیم کے اختیارداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ بلوچی ایم اے، اور بی اے کے نصاب تیار کیے جائیں''۔(جولائی 1996ء)

نوٹ:(بلوچی اکیڈمی کے مطالبے پر ایم اے بی اے کی نصاب تیار کیے)

11۔ اکیڈمی کو پلاٹ کی فراہمی اور گرانٹ میں اضافے پر سردار اختر جان کا شکریہ

''بلوچی اکیڈمی نے اپنے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے وزیر اعلیٰ سردار اختر جان مینگل کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے بلوچی اکیڈمی کے لئے ایک بیش بہا پلاٹ، سالانہ دس لاکھ روپے اور اس کے علاوہ عطا شاد کے بچوں کی مالی مدد کی''۔(جون 1997ء)

12۔ انسکمب روڈ کا نام عطا شاد روڈ رکھا جائے

''بلوچی اکیڈمی حکومت بلوچستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ انسکمب روڈ کا نام عطا شاد روڈ رکھا جائے''۔(جولائی 1997ء)

13۔ بلوچستان میوزیم کے لئے عمارت کا بندوبست کیا جائے

''بلوچی اکیڈمی نے اپنے اجلاس میں گورنر بلوچستان اور حکومت بلوچستان سے مطالبہ کیا کہ بلوچستان میوزیم کے لئے مناسب عمارت کا بندوبست کرے تاکہ آثار قدیمہ کی اشیاء کو مناسب طریقے سے محفوظ کیا جا سکے''۔(اگست 2000ء)

14۔ سید گنج کی چھپائی پر مبارکباد

''بلوچی اکیڈمی نے اپنے دیوان میں ایک قرارداد کے ذریعے سید ظہور شاہ ہاشمی کو مبارکباد دی کہ انہوں نے اپنی کاوشوں سے ''سید گنج'' چھپوائی''۔

15۔ ایران شہر میں بلوچی زبان وادب وثقافتی مرکز

''بلوچی اکیڈمی نے اپنے اجلاس (منعقد اگست 2000ء) میں اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت کے اس اقدام کو سراہا کہ انہوں نے بلوچی زبان وادب، اور ثقافت کی ترقی وترویج کے لئے ایران شہر میں ثقافتی مرکز قائم کیا ہے۔ بلوچی اکیڈمی حکومت ایران سے یہ امید بھی رکھتی ہے کہ وہ ریڈیو میں بلوچی زبان کے لئے وقت مقرر کریگی اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں بھی بلوچی زبان کو شامل کریگی''۔

16۔ اپسالا یونیورسٹی میں لینگویج میوزیم

''بلوچی اکیڈمی کا یہ دیوان اپسالا یونیورسٹی کی جانب سے بلوچی زبان کے لئے'' لینگویج میوزیم'' قائم کرنے کو نیک شگون سمجھتا ہے اور ان کو اس اقدام پر مبارکباد دیتا ہے''۔

o

تقریبات

سلور جوبلی

بلوچی اکیڈمی کے 25 سال گزرنے کے بعد 27 مئی 1988ء کو سلور جوبلی کے حوالے سے ایک دوروزہ ادبی سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں بلوچستان کے علاوہ، سندھ، پنجاب اور سرحد کے نامور دانشور، ادیب اور مورخین نے زبان، ادب اور تاریخ سے متعلق پُرمغز مقالے پڑھے۔ سیمینار میں جن حضرات نے مقالے پیش کئے۔ ان میں بشیر بلوچ، عطا شاد (مرحوم) مسٹر آندرو ولیکس (وائس چانسلر اور ینٹل لینگوئجز یونیورسٹی، اٹلی) عزیز بگٹی، آغا نصیر خان، ملک محمد رمضان بلوچ (مرحوم) عبدالغفار ندیم، نواز طاہر (ڈائریکٹر پشتو ادبیات) سید عابد شاہ عابد، سجاد حیدر (ڈائریکٹر پنجابی ادبی بورڈ) پروفیسر خلیل صدیقی (مرحوم) قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ پروفیسر مجتبیٰ حسین (مرحوم) ڈاکٹر اکبر ایس احمد، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے بھی تقاریر کیں۔ جبکہ سیمینار کی آخری رات مشاعرہ، موسیقی اور لوک رقص کی محفلیں منعقد کی گئیں۔

عطا شاد ادبی ریفرنس

12 جون 1999ء کو ''عطا شاد ادبی ریفرنس'' منعقد کیا گیا۔ سینیٹر جمیل الدین عالی کی زیر صدارت انجمن دبستان بولان کوئٹہ کے زیر اہتمام منعقدہ اس ادبی ریفرنس میں امین جالندھری، ایوب بلوچ، پروفیسر سہیل احمد خان نیازی، پروفیسر عزیز جبران، پروفیسر مرزا اسلم بیگ، ڈاکٹر طاہر تونسوی، استاد رشید انجم اور حمایت علی شاعر نے عطا شاد کی شخصیت اور فن پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

افتتاحی تقریب

اکیڈمی کمپلیکس کا باقاعدہ افتتاح 5 مئی 1999ء کو ہوا۔ جناب اختر مینگل اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے ان کی تقریر ضمیمہ ''م'' پر ملاحظہ ہو۔ اکیڈمی کے چیئرمین نے اس موقع پر جو تقریر کی اس کے اقتباسات ضمیمہ ''ل'' میں ملاحظہ ہوں۔

ادبی تقریبات

مختلف ادبی اداروں نے بلوچی اکیڈمی کے کانفرنس ہال میں درج ذیل تقریبات منعقد کی ہیں۔

☆ 12 جون 1999ء کو انجمن دبستان نے عطاشاد کی یاد میں ایک بین الصوبائی کانفرنس منعقد کی۔

☆ 13 مارچ 2000ء براہوئی ادبی سوسائٹی نے اکیڈمی کے کانفرنس ہال میں ایک ادبی پروگرام منعقد کیا۔

☆ 14 مئی 2000ء کاروان ادب نے ایک ادبی محفل کا انعقاد کیا۔

☆ 26 اگست 2000ء کو انجمن دبستان بولان کوئٹہ نے بلوچی اکیڈمی کے کانفرنس ہال میں محفل مشاعرہ منعقد کیا۔

☆ 27 اگست 2000ء کو ادبی ادارہ ''ادب وفکر'' جنگ کوئٹہ نے ایک تنقیدی دیوان منعقد کیا۔

☆ 16 ستمبر 2000ء کو اکادمی ادبیات پاکستان کی جانب سے اردو کے نامور شاعر ماہر افغانی کی فن وشخصیت پر ایک دیوان منعقد کیا گیا۔

☆ 15 ستمبر 2000ء کو دستگیر اکیڈمی نے بلوچی اکیڈمی کے ہال میں ایک مشاعرہ منعقد کیا۔

☆ 29 اکتوبر 2000ء کو علمی ادبی ادارہ ''حرف وحکایت'' نے ایک علمی دیوان منعقد کیا۔

☆ 25 نومبر 2000ء کو پشتو اکیڈمی کی جانب سے نامور پشتو شاعر فریادی کے فن وحیات سے متعلق ایک تقریب منعقد کی گئی۔

☆ یکم اپریل 2001ء سے ہر دوسرے اتوار کو پشتو ادبی ملگری نے ادبی دیوان منعقد کرتا رہا۔

☆ 30 اپریل 2001ء کو انجمن دبستان نے ایک ادبی محفل منعقد کیا۔

☆ 25 مئی 2001ء کو اکادمی ادبیات نے ایک مشاعرہ منعقد کیا۔

☆ 25 مئی 2001ء کو اکادمی ادبیات نے پشتو کے شاعر حمزہ شنواری کے بارے میں ایک دیوان منعقد کیا۔

☆ 31 مئی 2001ء کو بلوچستان کے نامور شاعر میر یوسف عزیز مگسی کی یاد میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔

☆ 15 جون 2001ء کو براہوئی ادبی سوسائٹی کی جانب سے ایک مشاعرہ منعقد کیا گیا۔

☆ 20 مارچ 2004ء کو بلوچستان سوشل فورم کا ایک پروگرام منعقد ہوا۔

☆ 11 مئی 2004 کو براہوئی ادبی سوسائٹی کی سالگرہ کی تقریب منعقد ہوئی۔

☆ 27 جون 2004ء کو ملگری لیکوال تنظیم نے ادبی پروگرام کا انعقاد کرایا۔

☆ 26 اگست 2004ء کو IDSP نے ادبی پروگرام منعقد کرایا۔

☆ 9 ستمبر 2004ء کو IDSP نے ادبی پروگرام منعقد کرایا۔

☆ 21 مارچ 2005ء کو عورت فاؤنڈیشن نے تنظیمی پروگرام منعقد کیا۔

☆ 11 جون 2005ء کو ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان کا اجلاس ہوا۔

☆ 12 جون 2005ء کو سندھی، براہوئی ادبی کانفرنس کا انعقاد کرایا گیا۔

☆ 8 جولائی 2005ء کو ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان کا اجلاس ہوا۔

☆ 20 اگست 2005ء کو براھوی ادبی سوسائٹی کی تنقیدی نشست (بنام کتاب زندان افسانوی مجموعہ) منعقد ہوئی۔

☆ 24 جنوری 2007ء کو رضا کار تنظیم سحر آرگنائزیشن نے اپنی انتظامی تقریب منعقد کی۔

☆ 27/22 اگست 2008ء کو سحر آرگنائزیشن کا اجلاس منعقد ہوا۔

☆ 8مارچ 2009 کو پاکستان فارماسسٹ ایسوی ایشن بلوچستان کی ایک تقریب منعقد ہوئی۔

☆ 27اپریل 2010 کو سحر نے اپنے پروگرام منعقد کیے۔

☆ 11اگست 2010 کو بلوچستان پاور لانگ ، ایسوی ایشن کی تقریب منعقد ہوئی۔

☆ 25ستمبر 2010 کو مائکرو انٹر پرائزز ڈیولپمنٹ نے ٹریننگ کورس منعقد کیا۔

☆ 6دسمبر 2010 کو مائکرو وانٹر پرائزز ڈیولپمنٹ نے ٹریننگ کورس منعقد کیا۔

☆ 11جولائی 2010 کو پاکستان فارماسسٹ ایسوی ایشن کی تقریب منعقد ہوئی۔

☆ 18جنوری 2011 رضا کار تنظیم سحر نے پروگرام منعقد کیا۔

☆ یکم جون 2011 میں سنگت اکیڈمی کے زیر اہتمام امریکہ میں مقیم معروف خاتون افسانہ نگار ، شاعرہ محترمہ فرحت پروین کے ساتھ ایک نشست منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر شاہ محمد مری، افضل مراد، ڈاکٹر فاطمہ حسن، ڈاکٹر علی کمیل قزلباش، تسیم صنم، عابد میر، غلام علی، ساجد شہزاد، جاوید اختر اور اکبر ساسولی نے شرکت کی۔

☆ 27جون 2011 کو بلوچستان یونیورسٹی کے شعبہ بلوچی کے 20 طلباء کے ایک وفد نے ڈاکٹر عبدالصبور بلوچ کی سربراہی میں اکیڈمی کا دورہ کیا۔ وفد نے اکیڈمی کی عمارت ۔سکالرز لاج، لائبریری اور دفاتر کا معائنہ کیا۔ اشیر عبدالقادر شاہوانی جنرل سیکرٹری نے بلوچی اکیڈمی کی کارکردگی کے بارے میں بریفنگ دی۔

☆ 29جون 2011 کو رضا کار تنظیم IDO نے ایک مذاکراتی نشست کا انعقاد کیا۔

O

سیمینار

1۔ سیمینار (بلوچستان ادب وثقافت) جولائی 1996ء اکادمی ادبیات کے سیمینار میں ادب ثقافت جمہوریت کے زیر عنوان مقالے پڑھے گئے۔

2۔ ناطق مکرانی سیمینار۔ اگست 2000ء میں خانہ فرہنگ ایران کے اشتراک سے بلوچستان کے نامور فارسی شاعر گل محمد ناطق مکرانی پر ایک پروقار سیمینار منعقد کیا گیا جس میں ڈاکٹر منیر احمد گچکی سید عباس خادم حقیقت۔ ڈاکٹر سلطان الطاف علی، آقائی عیسےٰ کریمی، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پروفیسر شرافت عباس اور غوث بخش صابر نے ناطق مکرانی کے فن وحیات پر مقالے پڑھے۔

3۔ بلوچی رسم الخط واملا سیمینار۔ 27 اکتوبر 2002ء کو بلوچی رسم الخط اور املا کے بارے میں ایک قومی سیمینار منعقد کیا گیا جس میں ڈاکٹر منیر احمد گچکی، عبدالحکیم بلوچ۔ واحد بزدار۔ علی عیسےٰ، واحد بندیگ، غوث بخش صابر، غوث بہار، گلزار خان مری، یوسف گچکی، محمد بیگ بیگل، پروفیسر رزاق صابر، اور دیگر دانشوروں نے اپنے مقالے اور تجاویز پیش کیں۔

4۔ پشتو ادبی سیمینار۔ 21 اپریل 2004ء کو پشتو ادبی غورزنگ کی جانب سے ایک تنقیدی سیمینار منعقد کیا گیا۔

5۔ 28 فروری 2005ء کو اکادمی ادبیات نے "بدلتی دنیا میں ادب کا کردار" کے عنوان سے ایک سیمینار کا انعقاد کیا۔

6۔ 28 جون 2011 کو بھنڈار سنگت اور ہاری پورھیت کونسل نے سیلاب کے بعد کسانوں کی آبادکاری پر ایک سیمنار منعقد کیا۔

O

رونمائی کتب

- ☆ 8 جولائی 1999ء کو پروفیسر اشرف شاہین کی کتاب ''بلوچستان تاریخ و مذہب'' کی رونمائی ہوئی۔
- ☆ 15 جولائی 1999ء کو ڈاکٹر محسن منگھیانہ کی کتاب ''مسئلہ کوئی نہیں'' کی رونمائی ہوئی۔
- ☆ 29 جولائی 1999ء کو محسن چنگیزی کی کتاب ''سراب جان'' کی رونمائی ہوئی۔
- ☆ 28 اگست 2000ء کو براہوئی ادبی سوسائٹی نے براہوئی کتاب ''گنگدام'' کی رونمائی کی۔
- ☆ 29 اکتوبر 2000ء کو ''حلقہ حرف و حکایت'' نے اردو شاعر غضنفر ہاشمی کی کتاب ''محبت خواب ہے'' کی رونمائی کی۔
- ☆ 31 مارچ 2001ء کو براہوئی ادبی سوسائٹی نے نور خان محمد حسنی کی کتاب ''ہمہ یاراں بہشت'' کی رونمائی کی اور مقالے پڑھے گئے۔
- ☆ 4 اگست کو قیوم بیدار کی کتاب ''نیاڑی تا ادب'' کی رونمائی ہوئی۔
- ☆ 28 جنوری 2011 کو اکبر آزاد کی کتاب پیچشل سول لازان بلوچستان کی رونمائی ہوئی۔ دیوان کی صدارت صوبائی وزیر میر اصغر رند نے کی۔
- ☆ 10 مارچ 2011 کو مولانا عبدالحق بلوچ کے بارے میں مولانا عبدالحق ہاشمی کی کتاب ''مرد کوہستانی'' کی رونمائی ہوئی۔

تعزیتی ریفرنس

بلوچی اکیڈمی نے مندرجہ ذیل ادیبوں شاعروں اور سماجی شخصیات کی وفات پر تعزیتی اجلاس منعقد کر کے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

1۔ 14 مارچ۔	1993ء کو حبیب جالب کی یاد میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔
2۔ جوانسال بگٹی۔	13 دسمبر 1967ء
3۔ میر عبدالعزیز کرد۔	6 اپریل 1969ء
4۔ مولوی عبدالصمد سربازی۔	13 ستمبر 1975ء
5۔ عبدالغنی غریب مئی۔	1977ء

6۔ محمد حسین عنقا۔	21 اکتوبر 1977ء
7۔ عبدالباقی بلوچ۔	22 نومبر 1977ء
8۔ مولائی شیدائی۔	12 فروری 1978ء
9۔ سید ہاشمی۔	4 مارچ 1978ء
10۔ ملک محمد پناہ۔	16 دسمبر 1980ء
11۔ آزات جمالدینی۔	1981ء
12۔ محمد جارک مارچ۔	1983
13۔ محمد حسن نظامی۔	3 مئی 1983ء
14۔ فیض محمد بلوچ۔	5 مئی 1983ء
15۔ میر گل خان نصیر۔	7/6 دسمبر 1983ء
16۔ عبدالرحمن غور۔	9 مارچ 1984ء
17۔ کریم دشتی۔	30 جولائی 1984ء
18۔ مولوی عبدالباقی درخانی۔	26 مارچ 1985ء
19۔ مراد آوارانی۔	23 مئی 1986ء
20۔ بابو عبدالکریم شورش۔	16 دسمبر 1986ء
21۔ مولوی عبداللہ چشتی۔	1988ء
22۔ مرید بلیدی۔	7 فروری 1988ء
23۔ میر مٹھا خان مری۔	14 اپریل 1988ء
24۔ میر غوث بخش بزنجو۔	11 اگست 1989ء
25۔ حکیم خدائی رحیم۔	27 مارچ 1989ء
26۔ ملک محمد رمضان بلوچ۔	10 جنوری 1991ء
27۔ بہرام دہانی بلوچ۔	18 جولائی 1991ء
28۔ قاضی عبدالرحیم صابر۔	27 اگست 1991ء
29۔ بائل دشتیاری۔	12 نومبر 1992ء
30۔ شیر محمد مری۔	11 مئی 1993ء

31۔ نصیر کبدانی نومبر۔	1993ء
32۔ میر عیسیٰ قومی۔	3 مئی 1995ء
33۔ نسیم دشتی جنوری۔	1996ء
34۔ میر عاقل خان مینگل۔	9 جنوری 1996ء
35۔ علیم شاہ نسیم۔	9 جنوری 1996ء
36۔ عطا شاد۔	13 فروری 1997ء
37۔ سردار خان گشکوری۔	31 جولائی 1998ء
38۔ مراد ساحر ستمبر۔	1998ء
39۔ حاجی عبدالقیوم بلوچ۔	29 نومبر 1999ء
40۔ وہر ملک۔	29 فروری 2000ء
41۔ مولانا خیر محمد ندوی۔	26 نومبر 2000ء
42۔ مومن بزدار۔	9 اکتوبر 2001ء
43۔ پروفیسر شکر اللہ بلوچ۔	2 جنوری 2003ء
44۔ بشیر احمد بلوچ۔	20 فروری 2004ء
45۔ عبدالغفار ندیم۔	15 مئی 2005ء
46۔ غلام حسین شوہاز۔	2007ء
47۔ عنایت اللہ قومی	23 اگست 2009ء
48۔ مولوی عبدالحق بلوچ۔	16 مارچ 2010ء
49۔ چاکر خان بلوچ۔	25 اپریل 2010ء
50۔ حبیب جالب بلوچ۔	20 جون 2010
51۔ لال بخش رند۔	15 اگست 2010ء
52۔ میر احمد دہانی۔	16 اگست 2010ء
53۔ پروفیسر صباء دشتیاری۔	2 جون 2011

گولڈن جوبلی

30 اور 31 جولائی 2011ء کو بلوچی اکیڈمی کی 50ویں سالگرہ پر گولڈن جوبلی منائی گئی۔ جس کی تقریبات میں ثقافتی نمائش، کتابوں کی نمائش، مشاعرہ، محفل موسیقی کے پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔

دوسری بلوچی عالمی کانفرنس

31 جولائی، یکم اگست 2011 کو دوسری بلوچی عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے جس میں بلوچستان کے علاوہ سندھ، پنجاب اور بیرون ملک کے 50 بلوچ دانشوروں کو بلوچی زبان وادب اور ثقافت سے متعلق پر مغز مقالے پڑھنے کیلئے مدعو کیا گیا ہے۔

مدعو سکالرز درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار

1۔ ''پال ٹی ٹس'' پال ٹائی ٹس
فیلوان انتھرولوجی یونیورسٹی آف کینٹربری۔ نیوزی لینڈ۔

2۔ نینا سوئی ڈر
ایسوسی ایٹ پروفیسر۔ فوردھم یونیورسٹی نیویارک۔

3۔ لٹز ربیاک
پروفیسر آف ایرانین سٹڈیز یونیورسٹی آف ہمبرگ جرمنی۔

4۔ لڈوگ پال
وزیٹنگ پروفیسر ایرانین سٹڈیز یونیورسٹی آف ہمبرگ جرمنی۔

5۔ موسیٰ محمودزئی
اسسٹنٹ، پروفیسر ایرانین سٹڈیز بمپور ایران شہر۔

6۔ بہروز محمودی بختیاری
ریسرچ، ایرانولوجی تہران۔

7۔ اگنس کوران
ریسرچ اسسٹنٹ یونیورسٹی آف فریک فرٹ جرمنی۔

8۔ کرینا جہانی
اسسٹنٹ پروفیسر ایرانین لینگوجز اپسالا یونیورسٹی سویڈن۔

9۔ کنیلا گرین اکونڈ
پروفیسر آف آدیالوجی اپسالا یونیورسٹی سویڈن۔

10۔ ٹم فارل
انٹرنیشنل ٹرانسلیشن کنسلٹنٹ برطانیہ۔

11۔ واسثے بویاجیان
ریسرچ اسسٹنٹ، ان ایرانین اسٹڈی۔ امریکہ۔

12۔ بہروز بارجستے دلفروز
سٹوڈنٹ ان ایرانین لینگوجز اپسالا یونیورسٹی سویڈن۔

13۔ آدم نادر باران زئی
اپسالا سویڈن

14۔ صابر بدل خان
لیکچرار، یونیورسٹی آف نیولی اٹلی۔

15۔ سرج اگیزینوف
ایرانین لینگوئج، اپسالا یونیورسٹی سویڈن

16۔ برنس آرچر، برطانیہ

17۔ سعید محمد الامیری
متحدہ عرب امارات۔

18۔ نیک محمد بزدار
ڈیپارٹمنٹ آف اکنامک کیلی فورنیا سٹیٹ یونیورسٹی۔ امریکہ۔

19۔ اسماعیل ممتاز۔
مناما بحرین

20۔ پروفیسر ڈاکٹر سعد ابودیہ
چیئرمین پولیٹکل سائنس ڈیپارٹمنٹ۔ اردن

21- پروفیسر واحد بزدار
نیشنل انسٹیٹیوٹ پاکستان اسٹیڈیز قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد

22- پروفیسر ڈاکٹر مبارک علی
ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری، یونیورسٹی آف سندھ جام شورو

23- پروفیسر ڈاکٹر فتح محمد مالک
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

24- پنجابی ڈیپارٹمنٹ
پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس لاہور

25- سرائیکی ڈیپارٹمنٹ
اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

26- ڈاکٹر نزہت
ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف پنجابی لینگویج کلچر لاہور

27- ڈاکٹر راج ولی شاہ خٹک
پشاور یونیورسٹی پشاور

28- ڈاکٹر گل حسن
نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پاکستان سٹڈیز قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد

29- مسٹر ضیاء الرحمٰن
لیکچرر بلوچی ڈیپارٹمنٹ آف پاکستانی لینگویج علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

30- مسٹر منیر احمد بادینی
سیکرٹری ایجوکیشن گورنمنٹ آف بلوچستان، کوئٹہ

31- پروفیسر ڈاکٹر زینت ثناء
چیئر پرسن جینڈر سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

32- ڈاکٹر عبدالصبور بلوچ
چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف بلوچی یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

33- ڈاکٹر عبدالرزاق صابر
ڈائریکٹر بلوچستان سٹڈی سینٹر یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

34۔ پروفیسر ڈاکٹر منیر احمد بلوچ
ڈائریکٹر ایریا سٹڈی سینٹر یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

35۔ پروفیسر غنی پرواز
عطا شاد ڈگری کالج تربت

36۔ مسٹر صدیق بلوچ
ایڈیٹر آزادی کوئٹہ

37۔ مسٹر عبید اللہ شاد
فوٹو فاسٹ سروسز مین چوک تربت

38۔ ڈاکٹر کہور خان
ایڈیشنل سیکرٹری C&W ڈیپارٹمنٹ بلاک نمبر 7۔ سول سیکرٹریٹ کوئٹہ

39۔ پروفیسر محمد یوسف۔
ڈگری کالج نوشکی

40۔ مسٹر محمد بیگ بیگل۔ کراچی

41۔ ایوب بلوچ
ممبر صوبائی پبلک سروس کمیشن کوئٹہ

42۔ ڈاکٹر شاہ محمد مری
پروفیسر بولان میڈیکل کالج کوئٹہ

43۔ حامد علی بلوچ
لیکچرار بلوچی ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی کوئٹہ

44۔ پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد
چیئرمین نیشنل لینگویج اتھارٹی اسلام آباد

45۔ ڈاکٹر فضل خالق۔ اورماڑہ

46۔ محمد کریم آزاد۔ پنجگور

47۔ ڈاکٹر رحیم بخش۔ لاہور

48۔ محمد پناہ بلوچ۔ کوئٹہ

49۔ ڈاکٹر راج ولی خٹک پشاور

50۔ ڈاکٹر طارق رحمٰن اسلام آباد

نامور شخصیات اور دانشوروں کا دورہ بلوچی اکیڈمی

بلوچی اکیڈمی کی عمارت (کمپلیکس) کی تعمیر کے بعد سے اکثر نامور شخصیات اس علمی ادارہ کا دورہ کرتے رہے ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

☆ جولائی 1995ء کو اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین جناب فخر زمان نے اکیڈمی میں ادیبوں اور دانشوروں سے ملاقات کی۔

☆ جولائی 1995ء میں کراچی کے نامور ادیب اور شاعر جناب بی آر ملا، بیگ محمد بیگل اور مراد ساحر نے اکیڈمی کا دورہ کیا۔

☆ ستمبر 1995ء میں ترکمانستان میں مقیم محمد شیر دل نے اکیڈمی میں ادیبوں سے ملاقات کی۔

☆ 1995ء میں اکادمی ادبیات کے چیئرمین جناب فخر زمان اکیڈمی تشریف لائے۔ اور چیئرمین نے اس دیوان میں ایک پر اثر مقالہ پڑھا۔

☆ مارچ 1996 میں اٹلی کے بلوچ دانشور ولید نادر خان ترکمانستان کے بلوچی استاد ولید محمد شیر دل ف بلوچ اور فخر زمان، چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان نے اکیڈمی کا وزٹ کیا اور بلوچ ادیبوں کے ساتھ دیوان کیا۔

☆ 7 مارچ 1996ء کو فری یونیورسٹی آف برلن کے ڈاکٹر" ایف یوشلزم" نے اپنے 28 طالبعلموں کے ساتھ اکیڈمی تشریف لائے اور بلوچی زبان وثقافت کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔

☆ ستمبر 1996ء میں یونیورسٹی آف پیسلوانیہ امریکہ کے پروفیسر مارگریٹ ملز نے اکیڈمی کے اراکین سے تبادلہ خیال کیا۔

☆ جون 1997ء میں بلوچ جبد کار بحرین کے سربراہ جناب اسماعیل ممتاز اور جناب غلام یاسین نے اکیڈمی کا دورہ کیا۔

☆ 18 اکتوبر 1997ء کو امریکن قونصلیٹ کراچی کے Patricia-L-Sharp نے بلوچی اکیڈمی کے اراکین سے ملاقات کی۔

☆ 14 اکتوبر 1997ء کو سویڈن میں مقیم دانشور موسیٰ حسین بُر بلوچ ودیگر دانشوروں نے اکیڈمی کے اراکین سے ملاقات کی۔

☆ 21 نومبر 1997ء کو عطا محمد حسین بُر نے اکیڈمی کا دورہ کیا۔

☆ فروری 1999ء میں خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر آقائے حجت اللہ ابراہیمیان نے اکیڈمی کی عمارت، لائبریری، ریسرچ سیکشن، سکالرز لاج اور دفاتر کا معائنہ کیا اور اکیڈمی کے اراکین کے ساتھ تبادلہ خیال اور باہمی مشورے سے فیصلہ کیا کہ بلوچ نامور فارسی شاعر ناطق مکرانی کے بارے میں ایک سیمینار منعقد کیا جائے۔

☆ فروری 1999ء کو اردو، پشتو اور ہزارگی ادبی اداروں کے اراکین نے بلوچی اکیڈمی کے کانفرنس ہال لائبریری، سکالرز لاج، دفاتر وغیرہ کا معائنہ کیا اور اکیڈمی کی ریسرچ کمپلیکس کی تیاری پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

☆ 19 مئی 1999ء کو امریکن قونصلیٹ جنرل کراچی کے انفارمیشن سروس (یو ایس آئی ایس) کے پبلک افیئر ز آفیسر ڈاکٹر جوزف جے بریگ اور کلچرل افیئر ز کے صادق جاوید اور امریکن سینٹر کے دوسرے افسروں نے اکیڈمی کے اراکین سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا اور عمارت کا معائنہ کیا۔

☆ جون 1999ء میں کوئٹہ کے صحافیوں نے اکیڈمی کا دورہ کیا اور اکیڈمی کے مختلف حصوں کا ملاحظہ کیا۔

☆ 1999ء میں شکار پور کے دانشور رحیم بخش جعفری اور میر ٹھلو، شاہ لطیف بھٹائی یونیورسٹی خیر پور کے امداد چانڈیو، لندن میں مقیم ڈاکٹر حمید بلوچ، کراچی کے اردو شاعر محسن بھوپالی نے اکیڈمی میں قیام کیا اور ادیبوں اور دانشوروں سے زبان وادب کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔

☆ اپریل 2000ء میں ایران میں مقیم ڈاکٹر عبدالحئی جمشید زئی۔ مراد بلوچ کے ساتھ قصر قند کے کریم باشندہ۔ امریکہ میں مقیم محمد حسن حسین بُر نے اکیڈمی میں قیام کیا اور ادیبوں اور شاعروں کے ساتھ دیوان کیا۔

☆ مئی 2000ء میں امریکن قونصلیٹ کراچی کے سید جاوید صادق، خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر آقائی عیسےٰ کریمی نے اکیڈمی میں آکر اکیڈمی کے عہدیداروں سے علم وادب کے بارے میں دیوان ومجلس کی۔

☆ جون 2000ء میں ملک کے نامور سکالر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے ایک ہفتہ بلوچی اکیڈمی میں قیام کیا اور بلوچی ادیبوں سے بلوچی زبان وادب کے سلسلے میں تبادلہ خیال کیا۔

☆ جون 2000ء میں کراچی کے نامور شاعر جی آر ملا نے 7 دن بلوچی اکیڈمی رہائش کی اور اکیڈمی کے عہدیداروارا کین سے دیوان کیا۔

☆ 16 اگست 2000ء کو صوبہ سرحد کے پشتو شعراء اور ادباء کے ایک وفد نے اکیڈمی کا دورہ کیا اور زبان وادب کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔

☆ 28 اکتوبر 2000ء کو سوئزرلینڈ کے سفیر کرسٹین ڈونالڈ نے اکیڈمی کے عہدیداروں سے زبان وادب کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔

☆ 17 نومبر 2000ء کو ٹوکیو جاپان کے انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹیل کلچر کے پروفیسر ٹیکسلن میٹسن نے اکیڈمی کا معائنہ اور عہدیداروں سے تبادلہ خیال کیا۔

☆ 5 دسمبر 2003ء کو ہمسائیہ ملک چین کے ادیبوں اور قلم کاروں کے ایک وفد نے اکیڈمی کا دورہ کیا، بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین اور عہدیداروں سے بات چیت کی۔ اس وفد کے ساتھ اکادمی ادبیات اسلام آباد کے چیئرمین جناب افتخار عارف صاحب بھی بلوچی اکیڈمی میں تشریف لائے۔

☆ 19 مارچ 2004ء کو سویڈن سے آئے ہوئے بلوچی زبان کے نامور محقق ناصر بلیدی نے بلوچی اکیڈمی کا دورہ کیا اور بلوچی اکیڈمی کے عہدیداروں سے بات چیت کی۔

☆ 22 مارچ 2004ء کو سید لبز انکی مجلس متحدہ عرب امارات کے مرکزی نائب صدر بشیر احمد بلوچ نے بلوچی اکیڈمی کا دورہ کیا اور بلوچی اکیڈمی کے عہدیداروں سے ملاقات کی۔

☆ 30 مارچ 2004ء کو متحدہ عرب امارات سے بلوچی زبان کے اسکالر، ادیب، اور دانشور جناب عبدالصمد امیری نے بلوچی اکیڈمی کا دورہ کیا اور اکیڈمی کے عہدیداروں سے ملاقات کی۔

☆ 22 اپریل 2004ء کو روس کے نامور ادیب ڈاکٹر مشکولا نے اکیڈمی کا دورہ کیا اور چیئرمین بلوچی اکیڈمی سے ملاقات کی۔

☆ 19 جولائی 2004ء کو لندن (UK) سے غلام رضا حسین بُر نے اکیڈمی کا دورہ کیا اور اکیڈمی کے عہدیداروں سے بات چیت کی۔

☆ 12 اگست 2004ء کو برطانیہ سے سماجی کارکن جناب عبدالصمد بلوچ نے بلوچی اکیڈمی کا دورہ کیا۔

☆ فروری 2005ء میں سلطنت عمان سے بلوچی کے نامور ادیب اور شاعر جناب میجر عبدالمجید نے بلوچی اکیڈمی کا دورہ کیا۔

☆ اپریل 2005ء میں برادر اسلامی ملک اسلامی جمہوریہ ایران کے ڈائریکٹر جنرل کلچرل افیئرز جناب وحید احمدی نے بلوچی اکیڈمی کا دورہ کیا اور بلوچی اکیڈمی کے اراکین سے ملاقات کی۔

☆ 13 اگست 2005ء کو برادر اسلامی ملک اسلامی جمہوریہ ایران کے خانہ فرہنگ کے ڈائریکٹر جناب آقائے کریمی نے ایک وفد کے ہمراہ بلوچی اکیڈمی کا دورہ کیا۔ جناب آقائے کریمی صاحب نے اکیڈمی کی خدمات کی تعریف کی۔

o

اکیڈمی کے بارے معزز مہمانوں کے تاثرات

صوبہ سندھ، سرحد، پنجاب اور بلوچستان کے علاوہ ایران، امریکہ، متحدہ عرب امارات اور خلیج کے دانشوروں نے اکیڈمی کا دورہ کیا اور یوں بعض وزٹرز نے اکیڈمی کی وزٹر بک پر بھی اپنے تاثرات ثبت کئے ہیں۔

O..............................O

مروچی تارِخ 17-9-1995 ءَ من بہ بلوچی اکیڈمی ءَ گوں مچیں دانشمندان ملاقات گرتہ وو تارا ادا بازوش گندین۔ منی امید اِش انت کہ اِش دوام پیدا کنت۔

محمد نادر

VIA LEONINA, 32 int.2
00184-ROME ITALY 17-9-1995

O..............................O

مروچی تارِخ 26-9-1995 من اولی بلوچون کہ چہ ترکمانستان ءَ وتی گلمین بلوچستان ءَ آحت من اکیڈمی بلوچی بازازت دآتش بازین کتابے دات انت کہ من پہ آبراتان برین من چہ اکیڈمی ءِ کارکناں سک بازمنت واراں من روگ ءَ آ ہگ بنگیج بیت بلوچستان سبز بات محمد شیر دل۔

Muhammad Serdil
Turkmanistan, Navi
Garagum.sov.gragumh.14 26-9-1995

O..............................O

Many thankfull for the warm wellcome thanks for the many books. 7-3-1996

Dr.schulz free University (FU) of Berlin.
on study tour with 28 students. 7-3-1996

O..............................O

Ve could have a nice and precious meeting with the espectable members of Balochi Academy. Thanking for resident and other members.

rof: Koraku Maeda,
Vako University, Tokyo, Japan   8 August 1996

O..............................O

t is very important experience for we historian, that the culture of Balochistan will be known to many asian poeple. Thanks for Academy of Balochistan.

Prof: Itaru Matsueda,
Vako University, Tokyo, Japan.   8-8-1996

O..............................O

گل آں مست بلوچی اکیڈی ءِ مبارک بادی اِتوو کہ پوسکنو جوانو دفتر اس جوڑ کرینے۔ ای بھا
خوش اُت اووادڑے بجنگ کرینٹ۔ کتاب ہم باز۔ مہربانی

Kazyuki Murayama
Vako University, Tokyo, Japan.   8-8-1996

O..............................O

The Balochi Academy alrady had a dstingushed record of acheivement. It is dear to me home meeting there who are activety involved in its woks, that the future will be even more muession.

PATRICIA L. SHARPE
U.S.I.S,US. Consolate Karachi.   3-10-1997

O..............................O

مے دلی واہگاں ہرو ہدکون شمانت پہ زبان ءُ لبزانک ءِ دیمروی ءِ حاترا ہرو ہد ءَ پہ شما ہروڑیں کمک ءَ تیار ین۔
دعا انت کہ شما گوں وتی نیکیں کاران سوبین باتے۔ واجہ دشتی ءَ ہزار آفریں کہ بلوچی اکیڈمی ءَ زندگ کنگ۔

Saleh Baloch,
780, Princess. st
New. westminster . bgv3M5*5, Canada 3-10-1997

O..............................O

مروچی 16 اکتوبر من بلوچی اکیڈمی کوئٹہ ءَ گندءَ تنداگرت۔ منا باز افتخار انت کہ واجہ عبدالقادر امیر شاہوانی وڑیں لائکیں وکارزانتیں عالمے اے ادارہ ءِ تہا بذمت کنگ ءَ انت، منا اُمیت انت کہ اے اکاڈمی مدام وتی جدو جہد ءَ پہ بلوچ ءِ زبان ءَ دیما بارت۔ اکاڈمی سوب منی بلوچ ءِ سوب۔

Dr. Musa Husain Bor Baloch,
Jyllandsgattan 151
16447 kista Sweden 14-10-1997

O..............................O

ما واجہ جان محمد دشتی ءِ دفتر ءَ اکیڈمی ءِ واجہاں گندوک ءِ دیوان کت جمعہ ءِ بیگاہ چار بج انت۔
اکیڈمی ءِ کارگس جوڑ بوہگ انت بلے افسوس اِنت کہ مالی کمزوری ءِ وجہ آ مجبور بوتگ انت وتی زمین ءِ بہرءَ بہا بہ کنت ءَ وتی جاگے ءَ بہ بندنت۔ ما اے واجہانی جوش و جذبات و بلوچی ذمہ داری ءِ بازمنت وار ین۔
آ وانی چاپتگیں کتاب ہمے کمیں وہد ءَ ایشی گواہ انت۔

Atta Mohammad Hossein,bor
Jyllandsg.151
16447, kista, Sweden. 21-11-1997

O...............................O

در تاریخ ۱۵ فروری از ساختمان جدید التاسیس آکادمی بلوچی دیدن نمودم، ساختمان باعظمت این اکادمی و کتابخانه وسالن کنفرانس آن، نشان دهنده، همت بلند مسؤول واعضای این اکادمی می باشد، انشاءالله موفق باشند۔

حجت اللہ ابراہیمیان

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

15 فروری 1999

O...............................O

اہل قلم اور ادبی ادارے زندہ قوموں کی پہچان ہیں۔ بلوچی اکیڈمی نے ادبی حوالے سے بڑا کام شروع کیا ہے دعا ہے کہ اپنے مقصد میں کامیابیوں سے ہمکنار رہے اور علاقائی ادب کی خدمت کرتی رہے۔

Liaqat Junejo,
Shittai Press, Umerkot,
Sindh.

19-5-1999

O...............................O

I am very much impressed to visit the Balochi Academy. I would like to give my tribute to those Balochis, who take efforts to established such a beautiful institution.

Dr. Adal Soomro ,
Shah A. Latif University,
Khair Pur.

19-5-1999

O...............................O

بلوچی اکادمی کے باشعور اور سچے قلمکاروں نے اس مقدس ادارے کی بنیاد رکھی ہے جو نہایت فخر

کے لائق ہے۔ قلم قوم کو شعور دیتا ہے۔ یہ قدم ادبی ماحول میں خوشگوار فضا قائم کرے گا۔ ہمیں یہاں آ کے بڑی مسرت ہوئی ہے۔

Bashir Mangi

III-7 Barrage Colony, Sukkur, Sindh. 19-5-1999

O..............................O

بلوچی اکیڈمی جو کم اھم ایں سُٹھو آ ھی۔ خدا تعالیٰ اجاں کھین اگرو کندو۔

Irshad Sheikh (Aadarsh)
10/216, Ghighrani Street,Shikar Pur, Sindh. 19-5-1999

O..............................O

بلوچی اکیڈمی میں قیام کرنا ایک خوشگوار تجربہ ہے اور اس حقیقت کا یقین کہ بلوچ ایک خوبصورت روایت اور تاریخ کے حامل ہیں۔ بلوچی اکیڈمی کی عمارت اور اس کا کام دیکھ کر دلی مسرت ہوئی، مرحبا۔

خیال آفاقی

گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس کامرس کالج کراچی 19-5-1999

O..............................O

سندھ کے ادیبوں کی طرف سے بلوچی اکیڈمی کے کارکنان کا شکریہ اور جو کام وہ اپنی اکادمی کے حوالے سے کر رہے ہیں، اس پر آفریں اور سلام۔

فرحان درانی

418/18 ایف بی ایریا کراچی 19-5-1999

O..............................O

بلوچی اکیڈمی نے ہماری میزبانی کی اور بلوچ روایات کو زندہ رکھا۔ بلوچی اکیڈمی نے جو ادب

کے حوالے سے کام کیا ہے وہ ایک نہایت تاریخی کارنامہ ہے۔ ہماری درخواست ہے وہ بلوچی آرٹ گیلری بھی قائم کرے جس سے بلوچستان کی ثقافتی عکاسی ہو۔ رسم الخط کے حوالے سے سندھی، بلوچی دانشوروں اور ماہرین ادب کی مشترکہ کمیٹیاں قائم کرنے اور مشترکہ ورک شاپ کرنے کی درخواست ہے۔ کراچی میں بھی بلوچی اکیڈمی کی شاخ قائم کی جائے۔

آغا نور محمد پٹھان

80-A/2 پی ای سی ایچ ایس، کراچی 19-5-1999

O..............................O

بلوچی اکیڈمی ءِ نوکیں آفس بلڈنگ مبارک، البت بلوچی زبان ادب گہتری و ترقی واسطہ باز جہد وکوشت ضرورت است ایں۔ امید بلوچ اکیڈمی بلوچی اولس ءَ ہمیں خواہش سراپسا۔ ایر کیت۔

Rahim Bux Jafri Baloch
near Gymkhana,
Shikar Pur (Sindh)

21-8-1999

O..............................O

Balochi Academy staff is very much welcoming but the library very much poor, I hope Balochi elite class will feel and give due response to this academy to make it a pride of Balochistan.

Mir Thebo,
D.403-R. Minhas Road,
Karachi.

21-8-1999

O..............................O

We were impressed by the hospitality shown by Academy Seceratry and other staff, Balochs home now atleast a little but beautiful building for their language Academy. The

promotion and development of Balochi would need further radical measures.

Imdad Chandio,
C.I-118 R. B.B Colony Jamshoro Lecturer, Deptt: of IR , Shah A. latif University, 21-8-1999
Khairpur.

O..............................O

مرچیکیں بلوچستان ءَ منی دیستگیں وزانتگیں کشی گیشتریں چیر گوشے گار انت۔ اکیڈمی وعاقبت ءِ یکیں نشان انت۔

ڈاکٹر واحد بلوچ

6 Chalky Road Broedmeue U.K 23-8-1999

O..............................O

بلوچی اکیڈمی کا حسن انتظام دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی۔ میری دعا ہے کہ یہ اکیڈمی اسی طرح ادب اور اہل ادب کی خدمت کرتی رہے۔ عہدیداران واراکین مبارکباد۔ ناچیز۔ محسن بھوپالی۔

محسن بھوپالی

محسن منزل IV ایف۔۵۔۱۳/ ۷ ناظم آباد، کراچی۔ 23-8-1999

O..............................O

بلوچی اکیڈمی ءِ بارو امن باز اشکتگ بلے وہد ءِ من کوئٹہ ءَ وارد بوتاں تہ من اکیڈمی ءِ سیل کت۔ منی اولی ملاقات گوں واجہ جان محمد دشتی ءَ بوت و منی قسمت خوب ات کہ واجہ حکیم بلوچ کہ منی کہنیں دوست ات ہم بوت واجہ اشیر عبدالقادر شاہوانی ہم منت واراں من تمامیں وجہاناں کہ ادبی کارگائش بوتگنت منت واراں۔ اکیڈمی ماڑی باز جوان انت و ماراواجکاراں ہمید اوتی مہمان کت پہ ادب دوستاں اے واجکارانی مبارکبا

دی مستحق انت۔

Dr. A.H Jamshed Zahi,
Khayaban Zahra,
10- Jamshedzai street, Iran shar 6-4-2000

O..............................O

بلوچی اکیڈمی ءِ ہزک پمن بے باوری حبرے ات آئی مزن شانئیں بلڈنگ گوں بلوچ ءِ بدی روچ ءِ تو گشے زانے آئی چ ہمرے جہت انت والیہ فرینی سودانے مزنے کردچے کہ نہ کت۔

کریمی باشندہ

قصرقند سیستان، بلوچستان، ایران۔ 14-4-2000

O..............................O

Balochi Academy Staff is very interesting and welcoming to every Baloch National . I was very impressed about the library and Building.

Murad Baluch,
Pike Pl # 6 Seattle W A 10-5-2000

O..............................O

The Balochi Academy has made a significant contribution to advancement of Balochi Language literature and history. I also appreciate the fine hospitality accorded to me and wish them all the success.

محمد حسن حسنی

815-west Mor land street Mclean VA 22101 USA, 18-5-2000

O..............................O

The Scholars accomodation at the Balochi Academy would go a long way in attracting scholars to undertake serious research for a sustained period of time. congratulations.

Syed Javed Sadiq,

Cultural Affairs Advisor,
U.S Consulate, Karachi

19-5-2000

O..............................O

امروز کہ ازین موسہ بزرگ فرھنگی بازرید کرام آنچہ ادیم بیش لذ انتظار بود، ساقتمان زرگ واساسی برار پاسداری وکترش ادبیات بلوچی باھمہ ابزارکا مانند کتابخانہ، رایانہ، مہمان سرا وکارکنانی پرتلاش وصمیمی بوژہ آقایان دشتی وشاھوانی کہ درمترین علاقہ ومترکات فرھنگی ایران وپاکستان گام حای استواری برداشتہ اند، خانہ فرھنگ صبرآ ازام این فرھنگس زاھمکار پرافتخار خوری دار۔

عیسیٰ کریمی

خانہ فرہنگ ایران۔ کوئٹہ

30-5-2000

O..............................O

I feel honoured to have stay in the beautiful new bulding of the Balochi Academy completed last year (1999). It has already became the center of socio-cultural gartherings in Quetta. The institution besides its own program is rendering a great services to other organizations for holding their programe, and meetings here. Best wishes for future.

Prof. Dr. N. A. Baloch ,
Professor Emerites, University of Sindh
Jam Shoro, Hyderabad, Sindh

16-6-2000.

O..............................O

بلوچ قوم کو اپنی ادبی اور ثقافتی ترویج وترقی کیلئے حالات نے بلوچی اکیڈمی کی شکل میں ایک موقع فراہم کیا ہے۔ امید ہے یہ موقع ضائع نہیں کیا جائے گا۔

ہمیش خلیل

ڈاک خانہ

16-8-2000

O..............................O

بلوچی زبان اس سرزمین کے باشندوں کی ایک قدیم زبان ہے۔لیکن ابھی تک بے توجہی کی شکار رہی۔ بلوچی اکیڈمی کے قیام سے اُمید پیدا ہوگئی ہے کہ وہ اس کمی کو دور کریں گے۔

ڈاکٹر میاں سہیل انشاء

گاؤں وڈاکخانہ بہی محلہ میانخیل

ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد

16-8-2000

O..............................O

Splendid facilities for Baloch studies! I hope, I would be able to visit and hopefully to stay here. I am sorry, could not see Mr.Jan Mohammad Dashti, whom I met on 1985 at Turbat.

Prof, Takeshi Matsui,
Institute of Oriental Culture,
The University of Tokyo, Japan.

27-11-2000

O..............................O

پاکستان کے ایک معتبر علمی ادارے بلوچی اکادمی آ کر دلی خوشی ہوئی بلوچی زبان وادب ہماری اجتماعی شناخت کا معتبر حوالہ ہے اس کی ترقی کیلئے ہم سے جو کچھ بنے گا وہ کیا جائے گا۔ اتنے بڑے علمی اور تہذیبی ورثے کے فروغ وترویج میں اس ادارے نے موثر کام کیا ہے۔ اُمید ہے اس کے دائرے کو اور زیادہ وسیع وضع کیا جائے۔

افتخار عارف

اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد

17-2-2000

O..............................O

ازجمل آ قارے بلوچ بازید اقدار: شایزائی اور خصوصی احیای فرہنگ بلوچ، نوکو آ زما اپنی آرایہ امیدوا۔ ترقی سنہ

Nesir Saheb Kholgll,

وزارت خارجہ

O..............................O

Mouy teouhi fatle wom weldoue the pomhtityte duiaus miterting puetuour aur Baļochistan. May theuh to for the deliuan.

Many thanks for the warm welcome, the promotion intresting information on Balochistan. many thanks to for the decision made togather with so many honorable Balochies.

Schulz, Fored Prof.Dr.

F.University of Berlin, Germany 27-4-2002

O..............................O

بلوچی اکیڈمی میں بیو بھیرواچڑ تھیو آ ھی، ھی ھک اھم ادارو آ ھی جھن کھی پنھنجی شاندار عمارت آ ھی، ضرورت آ ھی تہ بلوچی بولی این ادب تی ودھ کھاں ودھ تحقیق کی وجھیں این کتاب شایع کیا وجھن۔

Dr.Ada! Soomro

Shah A. Latif University Khar pur 21-5-2002

O..............................O

میرا بلوچی اکیڈمی میں آنے کا پہلا اتفاق ہوا ہے۔ جتنی اس کی شاندار عمارت ہے اُتنا ہی بلوچی ادب میں کام کی گنجائش موجود ہے اُمید ہے کہ دوسری زبانوں کے ادب سے وابستہ اور تعاون کر کے بلوچی ادب ایک

بلند اور بادب مقام حاصل کرے گا۔ نیک تمناؤں کے ساتھ۔

Dr. Abdul Qadir Mangrio,

M.O. DHO Hospital, Sibi 21-5-2002

O..............................O

آج میں بسلسلہ رونمائی کتاب قیوم بیدار بلوچی اکیڈمی میں آیا ہوں یہ جانکر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ جتنی یہ دیدہ زیب بلڈنگ ہے اس سے بہتر جناب بندیگ کی سرکردگی میں اس کا انتظام چلایا جارہا ہے۔

میر حسین بخش بنگل زئی

صوبائی وزیر بلدیات بلوچستان 4-8-2002

O..............................O

(تحریر چینی زبان میں)

ترجمہ: ساری زندگی آزادی کی تلاش میں اور اس پر آپ ہمیشہ قائم رہیں۔

ران شیین لنگ و دیگر 12-5-2003

O..............................O

I am really impressed by the working of the Academy.

Prof. Dr. Riaz Ahmed,

Director NIHCR, Islamabad 22-5-2003

O..............................O

جام درک مست توکلی سے عطا شاد تک ایک عظیم ادبی روایت کے امانت دار بلوچستان کے نمائندہ ادبی ادارے بلوچی اکادمی میں حاضری ہمیشہ میرے لئے سبب مسرت وافتخار ہے۔ ان کا کام دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اپنی عظیم ادبی اور تہذیبی میراث کو محفوظ کرنے اور اس کو آگے بڑھانے کی

توفیق عطا فرمائیں۔

افتخار عارف

5-12-2003

O..............................O

I am very happy that after very years of my studis on the Balochi language and culture. I have this honoure to be here in Quetta. The center of Balochi Cultuer and have this opportuenity to meet famous Balochi schalors and wish sincerely to them sucesess in their study for the good of the Balochis and huminitys.

Dr. Viaches lav V.Moshkalo,

Russia, Mascow. 22-4-2004

O..............................O

Balochi Academy is the main institute which is realy active in promotin Balochi literatue and Balochi Culture. I was really pleased to be a guest. This is a fasinating institute. I wish Balochi Academy good and sucesess in the years to come.

Abdul Samad Baloch,

45. Elliotts Row London 12-8-2004

O..............................O

از حُسن خلق و مھمان نوازی و مراتب محبت برادران و دوستان، مسلمان و ھمسایہ، تشکر می کنم، علایق واشتراکات فی مابین دوایالت بلوچستان پاکستان و ایران می توان پیشنھادھای مطرح شدہ از جملہ فراھم سازی بخش بلوچ در دانشگاہ زاھدان، تبادل استاد و دانشجو، برگزاری برنامہ ھا فرھنگی، فری بصورت مشترک، برای پیشرفت و ارتقاء مطالعہ فرھنگ دو طرف مکتوب کردہ پیگیری شود، بہ امید رفع موانع از پیشرفتی و تبادل شایشہ و مطلوب با کیفیت بیشتر از بیش دوستی پاکستان و ایران پایندہ و جاری باد۔ سال روز استقلال جمھوری اسلامی

پاکستان۔ مبارک ہو۔

ریز رحیمی۔ سرپرست خانہ فرہنگ

جمہوری اسلامی ایران۔ کوئٹہ

13-8-2005

O..............................O

بلوچی اکیڈمی انتہائی سردی میں دیکھی۔ لیکن بہت گرم پائی۔ لائبریری میں لگے قطعے مجھے صدیوں پہلے کے کلاسیکل بلوچی ادب میں لے گئے۔ یہاں قدیم شاعروں کی بازگشت سنائی دی۔ خوشی ہوئی کہ ہر سال کئی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے ادب اور ذہن کو سمجھنے کیلئے ایک دوسرے کی تخلیقات کو اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کرنا چاہیے اکیڈمی آف لیٹرز کو بلوچی۔ سندھی، پشتو، پنجابی اکیڈمیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنی چاہیے۔ بلوچی اکاڈمی کے عہدیدار قابل تحسین ہیں کہ وہ محنت اور محبت سے زبان و ادب کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

Mehmmod Shaam,

Daily Jang Karachi 24-12-2009

O..............................O

O

مستقبل کے منصوبے

اکیڈمی کے وسائل بہت محدود اور عزائم لامحدود ہیں۔ ہماری دلی خواہش اور حتی الامکان کوشش ہے کہ ہم بلوچی زبان و ادب کو دنیا کی دیگر ترقی یافتہ زبانوں اور ادب کے برابر لائیں۔ اس سلسلے میں ہم خاص منصوبہ بندی اور واضح لائحہ عمل پر عمل پیرا ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ:

1۔ بلوچی کا ایک معیاری اور قابل عمل رسم الخط رائج کیا جائے۔

2۔ بلوچی زبان میں علوم وفنون کا ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا (بلوچی گنج) ترتیب دیا جائے۔

بلوچی میں ایک جامع لغت کی ترتیب وتدوین کا کام جاری ہے۔ جو 2011ء کے آخر میں منظر عام پر آئے گا۔)

3۔ اصطلاحات اور محاورات پر مشتمل ڈکشنریوں کی ترتیب کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

4۔ زبان وثقافت کے سلسلے میں قومی اور بین الاقوامی سیمینار منعقد کئے جائیں۔

5۔ ایک میوزیم یعنی کلچرل آرٹ گیلری قائم کی جائے جس میں بلوچی کے فنون اور ثقافتی زندگی پر مشتمل نوادرات اور ہمہ نوع نمائندہ اشیا رکھی گئی ہوں۔

6۔ مخطوطات، قلمی نسخوں، مطبوعہ اور نایاب تحقیقی کتب، فلم، آڈیو، وڈیو کیسٹ اور دیگر جدید سائنسی وعلمی مواد پر مشتمل عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ سائنسی انداز میں ایک وسیع تر لائبریری قائم کی جائے۔

7۔ علمی، ادبی، تحقیقی اور جدید تقاضوں کے مطابق بلوچی، اردو اور انگریزی تین زبانوں میں

بلوچ، بلوچی اور بلوچستان شناسی پر مبنی تحقیقی مضامین اور مقالوں پر مشتمل ایک معیاری مجلہ باقاعدگی سے شائع کیا جائے۔

8۔ اکیڈمی میں ایک مؤثر، فعال اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ریسرچ سیل قائم کیا جائے جہاں ہماری لوک ریت، لوک ادب، روایات منظوم داستانوں، لوک علاج معالجہ، لوک تماشوں، روایتی کھیلوں، لوک دانش کے قصوں، جنگوں اور بہادری کے اہم واقعات، محبت کی لازوال داستانوں، فکر وفنون کلچر، ثقافت، تاریخ، مشہور مقامات، نامور شخصیات اور لوک ورثے کے تحفظ اور اس پر مستند اور صحیح طریقے سے تحقیق اور اس کے جدید سائنسی بنیادوں پر تراجم واشاعت کا کام مستعدی سے جاری رکھا جائے۔

9۔ بلوچی سے بلوچی ڈکشنری کو مختلف زبانوں مثلاً بلوچی انگلش، بلوچی اُردو، بلوچی فارسی، بلوچی عربی، بلوچی براہوئی، بلوچی سندھی، بلوچی اور بلوچی پشتو وغیرہ میں بھی ترجمہ کیا جائے۔

10۔ بلوچی قوم کی تین ہزار سالہ مکمل تاریخ پر بھی تحقیق کر کے اُسے کتابی شکل دی جائے۔

O

ضمیمہ (الف)

اکیڈمی کے کنوینز

عبدالقیوم بلوچ

عبدالقیوم بلوچ 8 اگست 1925 کو پنجگور (مکران) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایم اے کے علاوہ لاء کی بھی ڈگری حاصل کی ہے۔ سرکاری ملازمت کے دوران ڈپٹی سیکریٹری کے عہدے تک ترقی کی اور اسی عہدے پر ریٹائر ہوئے۔ آپ کچھ عرصہ "زمانہ "بلوچی کے مدیر رہے۔ بلوچی اکیڈمی کے قیام کی تحریک کا سہرا آپ کے سر ہے۔ 1957 میں آپ نے بحیثیت کنوینر بلوچی اکیڈمی کے قیام اور بلوچی زبان وادب کے فروغ کیلئے ایثار کیش خدمات انجام دیں، اس بنا پر 1958 میں پابند سلاسل بھی ہوئے۔ آپ دسمبر 1967 سے جون 1968 تک بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین بھی رہے۔ آپ نے 29 نومبر 1999 میں وفات پائی۔

آپ کی تصانیف میں یہ کتابیں شامل ہیں:

1۔	بلوچی بومیا............	بولان بک کارپوریشن اور بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	2000/1964
2۔	بلوچی زھگ بلد............	بولان بک کارپوریشن کوئٹہ،	1972
3۔	رسول پاک ءِ پاکیں زند......	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ،	1980

o

ضمیمہ (ب)

بلوچی اکیڈمی (کراچی) کی
پہلی مجلسِ منتظمہ کے عہدیدار

1۔ حاجی محمد اقبال	صدر
2۔ عبدالواحد آزات جمالدینی	سیکریٹری
3۔ محمد ہاشم پنجگوری	خزانچی
4۔ جان محمد بمپوری	معاون
5۔ محمد یوسف نستقندی	معاون

ضمیمہ (ج)

بلوچی اکیڈمی کے موجودہ اراکین

یکم اگست 2011ء

نمبر شمار	نام	پتہ
1۔	اشیر عبدالقادر شاہوانی	کوئٹہ
2۔	اختر ندیم	مستونگ
3۔	اسلم جنگیاں	حب چوکی
4۔	اُلفت نسیم	پنجگور
5۔	انور میر مزار	تربت
6۔	اے۔آر۔داد	تربت
7۔	بیزن بلوچ ڈاکٹر	تربت
8۔	بیرگ بلوچ	نوشکی
9۔	جان محمد دشتی	تربت
10۔	جاڑین کریم	تربت
11۔	حبیب رند	سبی
12۔	حسن جانان	نوشکی
13۔	شکیل بلوچ	پنجگور
14۔	دوست محمد گشکوری	سبی

15۔	زینت ثناء ڈاکٹر	کوئٹہ
16۔	زاہد دشتی	تربت
17۔	شکر اللہ یوسف	تربت
18۔	صبیحہ کریم	تربت
19۔	ظفر کریم	تربت
20۔	صدیق بلوچ	کوئٹہ
21۔	ظفر علی ظفر	کراچی
22۔	ظاہر جان جمالدینی	نوشکی
23۔	عبدالرزاق صابر	مستونگ
24۔	قاسم مینگل	قلات
25۔	عبدالواحد بندیگ	نوشکی
26۔	عبداللہ بلوچ	تربت
27۔	عبدالرزاق نادر	مشکے
28۔	عبید شاد	تربت
29۔	عبدالغنی پہوال	کراچی
30۔	عبدالصبور بلوچ	تربت
31۔	(علی عیسیٰ) علی محمد بلوچ	گوادر
32۔	عبدالغنی نقش	کراچی
33۔	غلام فاروق نوشیروانی	خاران
34۔	غوث بہار	اورماڑہ
35۔	فضل خالق ڈاکٹر	تربت

36-	فقیر محمد عنبر	پنجگور
37-	کمبر دشتی	تربت
38-	کہور خان ڈاکٹر	تربت
39-	محمد سعید قاضی	تربت
40-	منیر احمد جان	کراچی
41-	منیر احمد گچکی	تربت
42-	محمد حیات برق	تربت
43-	ممتاز یوسف	تربت
44-	محمد پناہ بلوچ	ڈیرہ مراد جمالی
45-	محمد یوسف پروفیسر	نوشکی
46-	محمد یوسف ڈاکٹر (لال جان)	تربت
47-	نصیر دشتی ڈاکٹر	تربت
48-	ناگمان بلوچ ڈاکٹر	تربت
49-	واحد بزدار پروفیسر	کوہ سلیمان
50-	ہیبتان دشتی	تربت

O

ضمیمہ (و)

اعزازی اراکین

1۔	میر عبداللہ جان جمالدینی۔	نوشکی۔ فیض آباد سریاب روڈ کوئٹہ
2۔	عبدالصمد امیری۔	Saeed Mohabbad. P.O.Box No.1357, Ajman (U.A.E)
3۔	اکبر بارکزئی۔	لندن
4۔	اسماعیل ممتاز۔	Delta Services P.O. Box No.26097. Manama - BAHRAIN
5۔	جی آر ملا۔	جیونی گوادر
6۔	محمد بیگ بلوچ۔	آٹھ چوک، لیاری ٹاؤن کراچی
7۔	ڈاکٹر نیک محمد بزدار۔	کیلی فورنیا سٹیٹ یونیورسٹی۔ امریکہ
8۔	صدیق آزاد۔	P o Box No.1016 Al-Ain U.A.E.
9۔	ملک طوقی	امریکہ
10۔	محمد صالح (مرحوم)	کینیڈا
11۔	مولانا عبدالحق بلوچ (مرحوم)	تربت
12۔	بشیر احمد بلوچ (مرحوم)	تربت

O

ضمیمہ (ہ)

سابقہ اراکین

ان معزز سابق اراکین کے نام جو گذشتہ (50) سالوں کے دوران اکیڈمی کے رکن رہے، یا اس سے منسلک رہے، لیکن اب وہ وفات پا چکے ہیں، یا ان کی باقاعدہ ممبر شپ نہیں ہے۔

1۔ احمد شاہ مری

2۔ اکرم دوست

3۔ اختر اسرن

4۔ امام بخش امام

5۔ امان اللہ گچکی

6۔ آغا نصیر خان احمد زئی

7۔ انور ساجدی

8۔ امیر بخش مینگل

9۔ بہادر خان رودینی

10۔ بشیر احمد بلوچ (مرحوم)

11۔ بشیر احمد بگٹی

12۔ پیر محمد زبیرانی (مرحوم)

13۔ جی ایچ خالد

14۔ چنگیز خان عالیانی (مرحوم)

15۔ خدائی رحیم حکیم (مرحوم)

16۔ خدابخش مری جسٹس (مرحوم)

17۔ دین محمد گشکوری (مرحوم)

18۔ رحم دل بوت

19۔ رحیم خان جسنی (مرحوم)

20 رحمت اللہ

21۔ سلطان نعیم قیصرانی

22۔ شاہ محمد مری

23۔ شکر اللہ بلوچ پروفیسر (مرحوم)

24۔ شفیع زہری ڈاکٹر

25۔ صورت خان مری

26۔ طاہر محمد خان (مرحوم)

27۔ عبدالقیوم ز(مرحوم)

28۔ عبداللہ جان جمالدینی

29۔ عبدالکریم شورش (مرحوم)

30۔ عبدالرحمٰن بلوچ

31۔ عبدالواحد آزات جمالدینی (مرحوم)

32۔ عبدالرحمٰن غور (مرحوم)

33۔ عبدالحکیم بلوچ

34۔ عبدالرحمٰن فکر

35۔ عزیز محمد بگٹی

36۔ عاقل خان مینگل (مرحوم)

37۔ علی دوست بلوچ ڈاکٹر

38 عطا شاد (مرحوم)

39۔ غلام حسین صباد شتیاری (مرحوم)

40۔ غوث بخش صابر

41۔ لالہ جورک (مرحوم)

42۔ میر محمد سردار خان گشکوری (مرحوم)

43۔ میر مٹھا خان مری (مرحوم)

44۔ محمد قاسم عینی حکیم

45۔ محمد افضل خان میر کھوسہ بار ایٹ لاء (مرحوم)

46۔ ملک محمد پناہ (مرحوم)

47۔ محمد گل بنگلزئی

48۔ محمد ایوب بلوچ

49۔ منیر احمد بادینی

50۔ منیر عیسیٰ

51۔ کرنل محمد ہاشم شاکر

52۔ محمد یوسف گچکی

53۔ میر محمد خان مری (مرحوم)

54۔ محمد رمضان ملک (مرحوم)

55۔ محمد خان رئیسانی

56۔ نادر قمبرانی (مرحوم)

57۔ نسرین بلوچ

58۔ نور محمد گشکوری

59۔ نعمت اللہ گچکی، ڈاکٹر

60۔ فقیر بخش بگٹی

61۔ عبدالغفار ندیم (مرحوم)

62۔ معاذ اللہ جمالدینی

63۔ محمد بخش مومن

64۔ گلزار مری

65۔ چاکر خان بلوچ (مرحوم)

o

ضمیمہ (د)

مختلف اوقات میں منتخب ہونے والی

مجلسِ منتظمہ کے عہدیداراوراراکین

16 دسمبر 1961 تا 9 دسمبر 1967

1961 سے 9 دسمبر 1967 تک میر محمد سردار خان گشکوری چیئرمین رہے اور مندرجہ ذیل حضرات اس کی مجلس منتظمہ میں شامل رہے۔

1۔ بشیر احمد بلوچ
2۔ پیر محمد زبیرانی
3۔ خدابخش مری میر
4۔ رحیم خان حسنی
5۔ صورت خان مری
6۔ عبدالقیوم بلوچ حاجی
7۔ عطا شاد
8۔ عبدالحکیم بلوچ
9۔ عبدالکریم شورش
10۔ مٹھا خان مری میر
11۔ محمد پناہ ملک
12۔ محمد رمضان ملک
13۔ محمد افضل کھوسہ میر ایڈووکیٹ
14۔ محمد طاہر مرزا

10 دسمبر 1967 تا 6 جون 1968

1۔ حاجی عبدالقیوم بلوچ .... چیئرمین

2۔ مٹھا خان مری، میر .... وائس چیئرمین

3۔ محمد طاہر، مرزا ایڈووکیٹ .... جنرل سیکریٹری

4۔ محمد پناہ ملک .... جوائنٹ سیکریٹری

5۔ امان اللہ گچکی .... ممبر

6۔ بشیر احمد بلوچ .... ممبر

7۔ چنگیز خان عالیانی .... ممبر

8۔ دین محمد گشکوری .... ممبر

9۔ صورت خان مری .... ممبر

10۔ عبدالحکیم بلوچ .... ممبر

11۔ عطا شاد .... ممبر

12۔ غوث بخش صابر .... ممبر

13۔ فقیر محمد عنبر .... ممبر

14۔ محمد رمضان، ملک .... ممبر

15۔ محمد خان رئیسانی .... ممبر

☆ عبدالقیوم بلوچ اور اس کے نومنتخب کابینہ کو چارج نہیں دیا گیا۔ اس لئے وہ باقاعدہ کام نہ کر پائے۔

7 جولائی 1968 تا 31 دسمبر 1970

1- میر محمد سردار خان گشکوری .... چیئرمین
2- حاجی عبدالقیوم بلوچ .... وائس چیئرمین
3- میر مٹھا خان مری .... جنرل سیکریٹری
4- میر خدا بخش مری .... جوائنٹ سیکریٹری
5- بشیر احمد بلوچ .... ممبر
6- پیر محمد زبیرانی .... ممبر
7- رحیم خان حسنی، میر .... ممبر
8- شکر اللہ بلوچ .... ممبر
9- صورت خان مری .... ممبر
10- عبدالحکیم بلوچ .... ممبر
11- عبدالکریم شورش .... ممبر
12- عطا شاد .... ممبر
13- ملک محمد پناہ .... ممبر
14- ملک محمد رمضان .... ممبر
15- محمد طاہر مرزا .... ممبر

یکم جنوری 1970 تا 31 دسمبر 1973

1- میر محمد سردار خان گشکوری .... چیئرمین
2- حاجی عبدالقیوم بلوچ .... وائس چیئرمین
3- میر مٹھا خان مری .... جنرل سیکریٹری
4- میر خدا بخش مری .... جوائنٹ سیکریٹری
5- بشیر احمد بلوچ .... ممبر
6- پیر محمد زبیرانی .... ممبر
7- رحیم خان حسنی، میر .... ممبر
8- شکر اللہ بلوچ .... ممبر
9- صورت خان مری .... ممبر
10- عبدالحکیم بلوچ .... ممبر
11- عبدالکریم شورش .... ممبر
12- عطا شاد .... ممبر
13- محمد طاہر مرزا .... ممبر
14- محمد پناہ ملک .... ممبر
15- ملک محمد رمضان .... ممبر

یکم جنوری 1974 تا جولائی 1977

1-	میر محمد سردار خان گشکوری	............چیئرمین
2-	ملک محمد پناہ	.... وائس چیئرمین
3-	میر مٹھا خان مری	............جنرل سیکریٹری
4-	غوث بخش صابر	............جوائنٹ سیکریٹری
5-	پیر محمد زبیرانی	.... ممبر
6-	دین محمد گشکوری	.... ممبر
7-	صورت خان مری	.... ممبر
8-	عبدالغفار ندیم	.... ممبر
9-	عبدالقیوم بلوچ حاجی	.... ممبر
10-	عبدالرحمٰن بلوچ	.... ممبر
11-	عبدالرحمٰن غور	.... ممبر
12-	عطا شاد	.... ممبر
13-	فقیر بخش بگٹی	.... ممبر
14-	گلزار خان مری	.... ممبر
15-	محمد خان مری	.... ممبر

7 جولائی 1977 تا جون 1980

1۔	میر محمد سردار خان گشکوری	....	چیئرمین
2۔	ملک محمد پناہ	....	وائس چیئرمین
3۔	غوث بخش صابر	....	جنرل سیکریٹری
4۔	عزیز محمد بگٹی	....	جوائنٹ سیکریٹری
5۔	اثیر عبدالقادر شاہوانی	....	ممبر
6۔	انور ساجدی	....	ممبر
7۔	آغا نصیر خان احمد زئی	....	ممبر
8۔	پیر محمد زبیرانی	....	ممبر
9۔	عبدالغفار ندیم	....	ممبر
10۔	گلزار خان مری	....	ممبر
11۔	محمد خان مری	....	ممبر

جولائی 1980 تا ستمبر 1983

1-	میر محمد سردار خان گشکوری	.... چیئرمین
2-	عاقل خان مینگل	.... وائس چیئرمین
3-	عزیز محمد بگٹی	.... جنرل سیکریٹری
4-	منیر احمد بلوچ	.... جوائنٹ سیکریٹری
5-	انور ساجدی	.... ممبر
6-	آغا نصیر خان احمد زئی	.... ممبر
7-	بشیر احمد بگٹی	.... ممبر
8-	پیر محمد زبیرانی	.... ممبر
9-	دوست محمد گشکوری	.... ممبر
10-	عبدالخالق بلوچ	.... ممبر
11-	گلزار خان مری	.... ممبر

یکم اکتوبر 83 تا 26 جولائی 1986

1۔	ملک محمد رمضان بلوچ	..........چیئرمین
2۔	عاقل خان مینگل	.... وائس چیئرمین
3۔	گلزار خان مری	.... جنرل سیکریٹری
4۔	منیر احمد بلوچ	..........جوائنٹ سیکریٹری
5۔	اثیر عبدالقادر شاہوانی	.... ممبر
6۔	انور ساجدی	.... ممبر
7۔	اختر ندیم	..........ممبر
8۔	آغا نصیر خان احمد زئی	..........ممبر
9۔	بشیر احمد بگٹی	.... ممبر
10۔	پیر محمد زبیرانی	.... ممبر
11۔	عبدالرحمٰن غور	.... ممبر

27 جولائی 1986 تا 7 جولائی 1989

1-	بشیر احمد بلوچ	....	چیئر مین
2-	عاقل خان مینگل	....	وائس چیئر مین
3-	ایوب بلوچ	....	جنرل سیکریٹری
4-	بشیر احمد بگٹی	....	جوائنٹ سیکریٹری
5-	انور ساجدی	....	ممبر
6-	آغا نصیر خان احمدزئی	....	ممبر
7-	پیر محمد زبیرانی	....	ممبر
8-	عبدالخالق بلوچ حاجی	....	ممبر
9-	عبداللہ جان جمالدینی	....	ممبر
10-	عطا شاد	....	ممبر
11-	نادر قمبرانی	....	ممبر

8 جولائی 1989 تا 25 ستمبر 1992

1۔	بشیر احمد بلوچ	............چیئرمین
2۔	عزیز محمد بگٹی	............وائس چیئرمین
3۔	محمد ایوب بلوچ	............جنرل سیکریٹری
4۔	عبداللہ بلوچ	............جوائنٹ سیکریٹری
5۔	اثیر عبدالقادر شاہوانی	............ممبر
6۔	آغا نصیر خان	............ممبر
7۔	پیر محمد زبیرانی	............ممبر
8۔	عبداللہ جان جمالدینی	............ممبر
9۔	عاقل خان مینگل	............ممبر
10۔	محمد خان مری	............ممبر
11۔	نادر قمبرانی	............ممبر

26 ستمبر 1992 تا 6 جولائی 1995

1-	عبداللہ جان جمالدینی	..........چیئرمین
2-	عزیز محمد بگٹی	..........وائس چیئرمین
3-	محمد ایوب بلوچ	..........جنرل سیکریٹری
4-	عبداللہ بلوچ	..........جوائنٹ سیکریٹری
5-	اثیر عبدالقادر شاہوانی	..........ممبر
6-	آغا نصیر خان احمد زئی	..........ممبر
7-	عاقل خان مینگل	..........ممبر
8-	پیر محمد زبیرانی	..........ممبر
9-	لالہ جورک	..........ممبر
10-	نادر قمبرانی	..........ممبر
11-	نعمت اللہ گچکی، ڈاکٹر	..........ممبر

7جولائی 1995 تا 6جولائی 1998

1۔	جان محمد دشتی	.... چیئرمین
2۔	گلزار خان مری	.... وائس چیئرمین
3۔	اشیر عبدالقادر شاہوانی	.... جنرل سیکریٹری
4۔	زینت شاہ	.... جوائنٹ سیکریٹری
5۔	اختر ندیم	.... ممبر
6۔	دوست محمد کشکوری	.... ممبر
7۔	عبدالواحد بندیگ	.... ممبر
8۔	عبداللہ بلوچ	.... ممبر
9۔	عطا شاد	.... ممبر
10۔	عبدالخالق	.... ممبر
11۔	منیر احمد گچکی، ڈاکٹر	.... ممبر

7 جولائی 1998 تا 6 جولائی 2001

1-	جان محمد دشتی	.... چیئرمین
2-	صدیق بلوچ	.... وائس چیئرمین
3-	اثیر عبدالقادر شاہوانی	.... جنرل سیکریٹری
4-	منیر احمد جان	.... جوائنٹ سیکریٹری
5-	اختر ندیم	.... ممبر
6-	عبدالواحد بندیگ	.... ممبر
7-	عبداللہ بلوچ	.... ممبر
8-	کہور خان ڈاکٹر	.... ممبر
9-	معاذاللہ جمالدینی	.... ممبر
10-	ممتاز یوسف	.... ممبر
11-	منیر احمد گچکی ڈاکٹر	.... ممبر

نوٹ:

اختر ندیم نے ذاتی وجوہ پر مجلس منتظمہ کی رکنیت سے 8 جون 1999 کو استعفیٰ دے دیا۔ ان کی جگہ باقی مدت کیلئے ڈاکٹر ناگمان بلوچ کو مجلسِ منتظمہ کا رکن نامزد کیا گیا۔

یکم اگست 2001 سے یکم اگست 2004

1۔	عبدالواحد بندیگ	.... چیئرمین
2۔	دوست محمد	.... وائس چیئرمین
3۔	اثیر عبدالقادر شاہوانی	.... جنرل سیکریٹری
4۔	عبدالصبور	.... جوائنٹ سیکریٹری
5۔	یزدان ڈاکٹر	.... ممبر
6۔	زینت ثناء	.... ممبر
7۔	علی عیسیٰ	.... ممبر
8۔	غلام فاروق نوشیروانی	.... ممبر
9۔	معاذ اللہ جمالدینی	.... ممبر
10۔	ممتاز یوسف	.... ممبر
11۔	منیر احمد جان	.... ممبر

1۔اگست 2004 تا 2اگست 2007

1۔	عبدالواحد بندیگ	............چیئرمین
2۔	دوست محمد گشکوری	............وائس چیئرمین
3۔	ممتاز یوسف	.... جنرل سیکریٹری
4۔	ڈاکٹر بیزن	............جوائنٹ سیکریٹری
5۔	اشیر عبدالقادر شاہوانی	............ممبر
6۔	زینت ثناء	............ممبر
7۔	صدیق بلوچ	.... ممبر
8۔	عبدالصبور بلوچ	............ممبر
9۔	عبدالرزاق صابر	............ممبر
10۔	علی عیسیٰ	............ممبر
11۔	غلام فاروق نوشیروانی	.... ممبر

اگست 2010 تا اگست 2013

	عبدالواحد بندیگ	...... چیئرمین
1-	منیر جان	...... وائس چیئرمین
2-	عبدالقادر شاہوانی	...... جنرل سیکرٹری
3-	محمد پناہ بلوچ	...... جوائنٹ سیکرٹری
4-	عبدالصبور بلوچ	...... ممبر
5-	صدیق بلوچ	...... ممبر
6-	قمبر دشتی	...... ممبر
7-	ظاہر جان جمالدینی	...... ممبر
8-	عبدالرزاق صابر	...... ممبر
9-	عبداللہ جان	...... ممبر
10-	میرانور میر مزار	...... ممبر
11-		

نوٹ:

محمد قاسم مینگل نے ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مورخہ 29 اپریل 2011 کو جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے سے استعفیٰ دیا جس پر مجلس منتظمہ نے محمد پناہ بلوچ کو جوائنٹ سیکرٹری اور قمبر دشتی کو ممبر نامزد کیا۔

ضمیمہ (ز)

اکیڈمی کے چیئرمین

(تعارف)

محمد سردار خان گشکوری

(1998-1918)

میر محمد سردار خان گشکوری نے علی گڑھ سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ ریاست قلات میں وزیر تعلیم رہے۔ دسمبر 1961 سے ستمبر 1983 تک (دسمبر 67 تا جون 1968 کا درمیانی عرصہ شامل نہیں) بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین رہے۔ آپ بلوچستان ٹیکسٹ بک کے چیئرمین بھی رہے اس کے علاوہ ملک کے مختلف علمی و ادبی اداروں سے منسلک رہے۔ آپ کی تالیف وتصنیفات کی تفصیل یہ ہے۔

1۔	گریٹر بلوچستان	لاہور	1945
2۔	بلوچ ریس اینڈ بلوچستان	کراچی	1958
3۔	دی گریٹ بلوچ	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	1965
4۔	پلنگ و بلوچ	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	1965
5۔	لٹریری ہسٹری آف بلوچیز، جلد اول و دوئم	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	1977
6۔	دی گریٹ سینٹس آف پاکستان	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	1980
7۔	دی گریٹ مین آف دی ورلڈ	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	1981

عبدالقیوم بلوچ

1999-1925

حاجی عبدالقیوم بلوچ دسمبر 1967 میں بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ اور جون 1969 میں مستعفی ہوئے۔

حاجی عبدالقیوم بلوچ کا مکمل تعارف ضمیمہ (الف) صفحہ (22) پر ملاحظہ ہو۔

ملک محمد رمضان بلوچ

(1991- 1918)

ملک محمد رمضان بلوچ لہڑی (ضلع کچھی) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مستونگ سے ہفت روزہ ''ساربان'' کے نام سے ایک جریدے کا اجراء کیا۔ 1985 میں پاکستان کے مجلسِ شوریٰ کے ممبر رہے۔ کم اکتوبر 1983 سے 26 جولائی 1986 تک بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین رہے۔ آپ کی تصانیف میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

1. بلوچی شاعری .... محکمہ اطلاعات بلوچستان کوئٹہ، 1961
2. بلوچی ثقافت .... بزمِ ثقافت کوئٹہ، 1963
3. بلوچی سماج کے خدوخال .... مکتبہ ساربان مستونگ، 1976
4. دگی راہبند .... بلوچی اکیڈمی کوئٹہ، 1977
5. پنت وشون .... مکتبہ ساربان مستونگ، 1981
6. گنج اصغر .... مکتبہ ساربان مستونگ، 1982

بشیر احمد بلوچ

(2004- 1935)

بشیر احمد بلوچ 2 جولائی 1935 کو سولبند (ضلع کیچ) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے معاشیات میں ایم اے کیا اور لاء کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ حکومت بلوچستان میں سیکریٹری اطلاعات وثقافت کے عہدے پر فائز رہے۔ اور ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان کے عہدے پر ریٹائر ہوئے۔ آپ 27 جولائی 1986 سے 26 ستمبر 1992 تک بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین رہے۔ آپ نے ریڈیو پاکستان میں ملازمت کے دوران مختلف شاعروں اور گویوں کے قدیم بلوچی کے بے شمار اشعار جمع کیے۔ جنہیں اُنھوں نے کتابی شکل دی۔ اس سلسلے میں آپ کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ درچین	.... بلوچی اکیڈمی کوئٹہ،	1963
2۔ شپ چراگ	.... بلوچی اکیڈمی کوئٹہ،	1968
3۔ لٹاؤ گراناز	.... بلوچی اکیڈمی کوئٹہ،	1970
4۔ بلوچی لوک کہانیاں	.... بلوچستان آرٹس کونسل کوئٹہ،	1978
5۔ پھکیں اشرفی	.... بلوچستان پبلی کیشنز کوئٹہ،	1987

عبداللہ جان جمالدینی

عبداللہ جان جمالدینی 8 مئی 1922 کو کلی جمالدینی نوشکی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اردو میں ایم اے اور فارسی میں آنرز کیا۔ ریاست قلات میں بحیثیت نائب تحصیلدار ملازمت کی اور بعد میں مستعفی ہوئے۔ 1974 میں آپ بلوچستان یونیورسٹی میں بلوچی کے لیکچرار متعین ہوئے بعدازاں انھوں نے بلوچی میں بھی ایم۔ اے کیا۔ آپ 27 ستمبر 1992 سے 6 جولائی 1995 تک بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین رہے۔ آپ نے نوشکی کے شاعر فقیر شیر جان کے مجموعہ کلام کو "مرگ مینا" کے نام سے ترتیب دے کر بلوچی اکیڈمی سے شائع کرایا جبکہ لٹ خانہ، شمع فروزاں اور سرداری نظام اور بلوچستان کے نام سے 3 کتابیں شائع ہوئے اس کے علاوہ آپ کے کتابوں پر تبصرے اور دیگر مضامین بلوچی اور اردو کے اخبارات و رسائل میں چھپتے رہے ہیں۔ 1996 میں حکومت پاکستان نے آپ کو تمغہ حسن کارکردگی سے نوازا۔ آپ کی تصانیف میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

جان محمد دشتی

جان محمد دشتی یکم اکتوبر 1951 کو کُنچتی، دشت، (ضلع کیچ) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کراچی سے صحافت میں ایم اے کیا۔ 1973 میں پہلے حکومت بلوچستان اور بعد میں وفاقی حکومت کے محکمہ اطلاعات، نشریات میں خدمات سرانجام دیں۔ 1979 میں صوبائی حکومت میں اسسٹنٹ کمشنر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ حکومت بلوچستان میں سیکریٹری کے عہدے پر فائز ہیں۔ آپ 7 جولائی 1995 سے 2001 تک بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین رہے۔ آپ نے بلوچی رسائل و جرائد میں "شے رگام" کے قلمی نام سے کئی مضامین لکھے ہیں۔ بلوچی ادب ثقافت اور تاریخ سے متعلق آپ کی انگریزی اور بلوچی میں مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

1۔ دی بلوچ کلچرل ہیریٹیج.....	(انگریزی)	رائل بک کمپنی کراچی،	1982
2۔ بلوچ نیشنل اسٹرگل ان پاکستان.....	(انگریزی)	گوشہ ادب کوئٹہ	1989
3۔ شپ روچ شپ..........	(بلوچی)	بلوچی پبلی کیشنز کوئٹہ	2000
4۔ رژن ءِ قہریں نیت..........	(بلوچی)	بلوچی پبلی کیشنز کوئٹہ	2000
5۔ عہد ءِ سیاہیں کفن..........	(بلوچی)	بلوچی پبلی کیشنز کوئٹہ،	2000
6۔ دل ہوستانی سنگکیں طالع.....	(بلوچی)	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ	2008

صدیق بلوچ

صدیق بلوچ 10 اگست 1940ء کراچی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ایس ایم سکول لیاری سے حاصل کی۔ کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس معاشیات کی ڈگری حاصل کی۔ 1966ء میں روزنامہ ڈان سے صحافت کی ابتداء کی۔ 28 سال تک ڈان میں مسلسل کام کیا۔ آپ کراچی یونین آف جرنلسٹس کے دومرتبہ صدر رہے۔ کراچی پریس کلب کے وائس پریذیڈنٹ اور دومرتبہ بلوچستان نیوز پیپر ایڈیٹرز کونسل کے صدر رہے۔ آپ 73-1972ء میں گورنر بلوچستان کے پریس سیکرٹری رہے۔ آپ نے صحافی کی حیثیت سے متحدہ ریاستہائے امریکہ، چین، برطانیہ، روس، فرانس، جرمنی وغیرہ کا دورہ بھی کیا۔

آپ نے انگریزی میں ''پولیٹیکل اکانمی آف بلوچستان'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے آجکل بلوچستان ایکسپریس اور روزنامہ آزادی کے ایڈیٹر ہیں۔ 2007ء سے اگست 2010ء تک بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین رہے۔

عبدالواحد بندیگ

عبدالواحد بندیگ 1950 میں کلی صاحبزادہ نوشکی میں پیدا ہوئے۔ 1986 میں ماہتاک بلوچی کے نام سے ایک ماہنامہ رسالہ کا اجرا کیا۔ بندیگ ایڈیٹرز کونسل جرائد بلوچستان کے صدر بھی رہے ہیں۔ آپ دس سال خلیج میں رہ کر سید لبزانکی مجلس اور بلوچ کمکار جماعت کے سرگرم کارکنوں کے ساتھ مل کر بلوچ اور بلوچی زبان کی خدمت کرتے رہے۔ اور 1987 سے بلوچی اکیڈمی سے منسلک ہیں۔ بلوچی ادب اور تاریخ و ثقافت پر آپ نے بلوچی اور اُردو زبان میں کئی مضامین لکھے ہیں جو کئی اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں۔ آپ 2001ء تا 2006 بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین رہے اور 2010ء تا 2013 کیلئے بلوچی اکیڈمی چیئرمین منتخب ہوئے۔

ضمیمہ (ح)

15 جولائی 1996 کو اکادمی ادبیات کے چیئرمین جناب فخر زمان کے بلوچی اکیڈمی تشریف آوری کے موقع پر اکیڈمی کے چیئرمین جناب جان محمد دشتی کا شاعروں اور ادیبوں کے اجتماع سے پاکستانی زبان وادب اور ثقافت کی ترقی وترویج کے بارے میں خطاب:

پاکستان ایک کثیر القومی مملکت ہے۔ یہاں کی ثقافت، اپنی وسعت میں بے کراں ہے۔ یہاں کی تہذیبی قدریں، زبان وادب، اس مملکت کا اصل سرمایہ ہیں، اسکے وجود کے ضامن ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ثقافتی پالیسی واضح اور دوٹوک ہونی چاہیئے، ادب کھلے ذہنوں کی تخلیق ہوتا ہے، اس کا کسی قسم کی بنیاد پرستی سے چاہے وہ سیاسی ہو، معاشرتی ہو یا مذہبی، قطعاً کوئی رشتہ نہیں۔ لہٰذا اس حوالے سے جو پالیسی ترتیب دی جائے اسے بنیاد پرستی سے بالاتر ہونا چاہیے۔

پاکستان میں قومیتوں کے ثقافتی حقوق کے بارے میں ہمیشہ ابہام کی سی کیفیت رہی۔ ایک خوف رہا حکمرانوں کے دلوں میں۔ یہاں کے لوگوں سے انکی ثقافت سے۔ اس لئے یہاں کی اقوام کے ثقافتی تشخص کو صحیح معنوں میں کبھی اجاگر نہیں کیا گیا۔ لوگ جو اقتدار میں رہے۔ انہیں خوف آیا اس بات سے کہ وہ بلوچی، سندھی، پشتو یا پنجابی زبان وثقافت کو تسلیم کریں اور خوف کا یہ سلسلہ کئی دہائیوں پر محیط ہے۔ اس طرح کی غیر فطری، غیر حقیقت پسندانہ پالیسی کو برقرار رکھنے اور اس کیلئے مناسب جواز کی تگ و دو میں جو پروپیگنڈہ ہوا، اس سے ذہنی اور فکری فتور نے اس طرح جنم لیا کہ ایک طرف پاکستان میں قومیتوں کے حقوق سے انکار کیا گیا، بلکہ ان کے وجود سے انکار کیا گیا اور دوسری طرف انکی زبان وثقافت سے انکار حکومتی پالیسی کا حصہ بنا رہا۔ اس ایک حقیقت سے انکار نے، ریاستی اداروں کیلئے الجھنیں پیدا کیں۔ اس طرح پاکستانی کلچر کو بلا جواز مشرق وسطیٰ کی ثقافت سے وابستہ کرنے کی غیر ضروری کوششیں کی جاتی رہیں۔ حالانکہ پاکستان ثقافتی اعتبار سے مشرق وسطیٰ سے جڑا ہوا نہیں ہے۔ ہماری اپنی شناخت ہے، ہمارے کلچر کی اپنی ایک پرکشش پرسنلٹی ہے۔ پاکستانی اقوام جو صدیوں سے یہاں آباد ہیں، انکی علاقائی ثقافت میں سنٹرل ایشیا اور خود برصغیر پاک وہند کا کلچر سمٹا ہوا ہے، سمویا ہوا ہے۔ لیکن

چونکہ یہاں پاکستانی عوام کی خواہشات کو اہمیت نہیں دی گئی اس لئے ایک طرف مذہبی وابستگی کا سہارا لیا جاتا رہا اور دوسری طرف پاکستانی کلچر کو مڈل ایسٹ کے ان ممالک سے جوڑا گیا جہاں عرب آباد ہیں اور جو اسلام کے پیروکار ہیں۔ اسی مذہبی مماثلت کو، اسی مذہبی ہم آہنگی کو ثقافتی مماثلت کا نام دیکر پاکستانی اقوام کے اصل ثقافتی تشخص کی نفی کی جاتی رہی۔ اس سے بظاہر کئی فوائد حاصل ہوتے رہے۔ یہ فوائد سیاسی تھے، حکمرانی سے متعلق تھے، سماجی تھے، یہ سب وقتی اور عارضی تھے۔ لیکن اس سے یہ کام ضرور ہوا کہ پوری قوم ایک ثقافتی ابہام کے بھنور میں پھنس کر رہ گئی۔

اب بھی وقت ہے کہ پاکستانی کلچر کی شناخت، اسکی اقوام کی زبان اور ثقافت، جو جغرافیائی اور تاریخی رشتوں میں پروئی ہوئی ہے اسے بنیاد بنا کر ثقافتی پالیسی تشکیل دی جائے۔ اور یہ پالیسی ہمہ گیر ہو، اس میں وسعت ہو، یہ پاکستان کی ثقافتی اور لسانی سچائیوں سے ہم آہنگ ہو۔

بلوچی اکیڈمی سے وابستہ ادیبوں اور دانشوروں نے یہ بات محسوس کی ہے اور بڑی شدت سے محسوس کی ہے کہ اس طرح کی کلچرل پالیسی میں مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ ثقافتی پالیسی ایسی ہو کہ جس میں بالغ نظری ہو، یہ وقتی سیاسی ضرورتوں کے تابع نہ ہو۔ یہ تاریخی حقائق پر مبنی، ثقافتی حقائق پر مبنی، اپنی مٹی سے نمو پائی ہوئی اور لوگوں کے احساسات پر مبنی ہو۔

پاکستانی معاشرہ بڑی آزمائشوں سے گذرا ہے۔ اس نے بڑا سخت وقت دیکھا ہے، کٹھن راہیں طے کی ہیں۔ آمریت کے طویل ادوار دیکھے ہیں، ظلم اور ناانصافی دیکھی ہے۔ اور ابھی تک امید، خوف اور غیر یقینی کی یہ فضا ختم ہونے کو نہیں آئی۔

سماجی زندگی کا رخ ابھی تک متعین ہونا باقی ہے۔ بلوچستان میں بالخصوص اور پاکستان میں بالعموم جہد حیات کی راہیں واضح نہیں ہوئی ہیں۔ کافی عرصہ بعد، عوام کو اپنی سیاسی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، یہ اختیار ایک خوفزدہ سماج میں، خوف زدہ اور افلاس زدہ لوگوں کو دیا گیا ہے جو اس اختیار کے استعمال سے ہی خوف زدہ نظر آتے ہیں اور پھر وہ اس حق کی، اس اختیار کی حفاظت کے طریقوں سے بھی پوری طرح آشنا نہیں ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اب زبان اور قلم پر کوئی بندش نہیں، کوئی قدغن نہیں۔ اس دعویٰ کی ظاہری نوعیت پر کسی کو انکار نہیں لیکن اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو جہالت، افلاس، گھٹن، بیروزگاری اور خوف کا مارا ہوا بلوچ، پنجابی،

پٹھان، سندھی اپنے قلم یا زبان یا سیاسی آزادی کا نام نہاد حق کہاں تک استعمال کر سکتا ہے یہ سوچنے کی بات ہے۔
یہاں سے تو اصل قصہ کی ابتداء ہوتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں نہ صرف یہ کہ تشدد اور نفرت نے رواداری، اخلاق اور محبتوں کی جگہ لے لی ہے بلکہ اس نے فکری ناتوانی کو ابھارا ہے، تنگ نظری کو جنم دیا ہے۔ ان سماجی حقیقتوں نے عام آدمی کے ساتھ ساتھ ادب اور فن کی تخلیق کرنے والے طبقہ کو بے حد متاثر کیا ہے۔ ادیب، شاعر، دانشور، قلم کار، اس معاشرہ میں تنہا نہیں ہیں اور نہ معاشرہ سے وابستہ حقیقتوں کو معیشت، تہذیب اور سیاست کے الگ الگ خانوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

یہاں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ادیبوں، دانشوروں اور اہل قلم نے اس ملک کے قیام اور بقا کی جدوجہد میں، اس ملک کے عوام کے حق حکمرانی کی جدوجہد میں، اس ملک کو ظلم و ناانصافی کے اندھیروں سے نکالنے کی جدوجہد میں، بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ عوام کے شانہ بشانہ جنگ لڑی ہے، آمروں سے ٹکر لی ہے، قید و بند کی صعوبتیں کاٹی ہیں کوڑے کھائے ہیں۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ ادیب، دانشور، قوم کی اجتماعی فکر کی، اسکی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن ادیبوں کے ساتھ، دانشوروں کے ساتھ جو بے اعتنائی برتی جاتی ہے اسے کیا نام دیا جانا چاہیئے۔ میں تو اسے غداری کہوں گا، غداری ان تمام مقاصد سے جو ایک قوم کو اپنی شعوری منزل کی طرف لے جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں سیاسی دھارے نے کچھ ایسی جہت اختیار کی ہے کہ یہاں قوم میں سوچ رکھنے والے طبقے کو دیوار کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ نعرے، بہت سستے نعرے، سب سے نچلے طبقے کے نام پر لگائے جاتے ہیں اور فوائد سب سے اونچے طبقے کو پہنچائے جاتے ہیں۔ دانشور، ادیب قلم کار کا کوئی طبقہ نہیں، یہ اپنے آپ میں ایک طبقہ ہے۔ اس کا تعلق فکر سے، سوچ سے ہے، علم و دانش سے ہے۔ اسکی ضرورت حکمرانوں کو بھی ہے، اور عوام کو بھی ہے۔ حکمرانوں کو اسکی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب ملک و ملت کے فکری سرحدوں کو خطرہ لاحق ہو، جب انتشار ہو، جب نفرتیں پھیلیں۔ اس وقت یہی لوگ ادیب، قلمکار، قوم کی شعوری منزل کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ عوام جب ظلم، ناانصافی کے بھنور میں پھنس جائیں اس وقت بھی یہی طبقہ انکے شانہ بشانہ مصیبتیں جھیلنے کیلئے تیار ہوتا ہے۔ مگر ان لوگوں پر کسی کی نظر نہیں ہے، ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کیا اندھیر نگری ہے۔ کیا بے حسی ہے۔
اس موضوع پر میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

ہم بلوچی اکیڈمی سے وابستہ تمام افراد، پاکستان کی تمام اقوام کے مساوی حقوق کے حامی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے تمام شہری، بلوچ، پختون، پنجابی، سندھی اور ہندستان سے آئے ہوئے مہاجر، بلا امتیاز نسل، رنگ، زبان، آپس میں مساوی ہیں، انکے حقوق اور فرائض مساوی ہیں۔ ان میں کوئی بڑا نہیں کوئی چھوٹا نہیں اور ایکی زبان کوئی بری نہیں، سب اچھی ہیں سب میٹھی ہیں۔

بلوچی اکیڈمی بنیادی انسانی حقوق پر کسی سیاسی، لسانی، قبائلی یا مذہبی فرقہ پرستی کے حوالے سے لگائی گئی قدغن کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ایسے اقدام کی حمایت کرتی ہے جو انسان کی فکری نشو نما، اس کے آزادانہ اظہار اور ابلاغ کے ضامن ہوں اس طرح ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے ہر علاقہ کے باشندوں کو سماجی اور تہذیبی ترقی کا پورا حق حاصل ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس حق کو اس حقیقت کو قانونی اور دستوری حمایت حاصل ہونا چاہیئے۔ میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ثقافتی پالیسی کے مقاصد میں جہاں اردو کی ترقی وترویج کی بات کی گئی ہے اور جہاں پاکستانی ثقافتی ورثہ کو محفوظ کرنے اور اسے ترویج دینے کے عزائم کا اظہار ملتا ہے۔ وہاں یہ عزائم یا مقاصد اس وقت تک بے معنی ہوں گے جب تک کہ فراخدلی کے ساتھ، بالغ نظری کے ساتھ، بلوچی،، پشتو، سندھی، پنجابی، سرائیکی زبانوں کی ترقی اور ترویج ان مقاصد کا حصہ نہ ہوں۔ اور واضح طور پر ان کی حمایت نہ کی گئی ہو اور انکی ترقی کے اقدامات تجویز نہ کیئے گئے ہوں۔

بلوچی اکیڈمی کے پاس نہ کوئی آفس ہے نہ اسکے پاس وسائل ہیں کہ وہ اپنی علمی اور ادبی سرگرمیاں جاری رکھ سکے۔ ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ اپنی ثقافتی پالیسی کے تحت، جہاں آپ پاکستان کی تمام زبانوں اور ثقافت کیلئے عملی اقدامات چاہتے ہیں، وہاں آپ بلوچی اکیڈمی کیلئے صرف دوملین روپے کی ایک خصوصی گرانٹ کی منظوری دیدیں تاکہ ہم بلوچی اکیڈمی کیلئے ایک مناسب دفتر کا اہتمام کرسکیں۔ ہم آپ سے یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ بلوچی اکیڈمی کی سالانہ گرانٹ میں اضافہ کر کے اسے کم از کم دس لاکھ روپے سالانہ کیا جائے تاکہ بلوچی اکیڈمی اپنے مقاصد کے حصول میں تیزی لا سکے۔

O

ضمیمہ (ط)

عطا شاد ادبی ریفرنس

1997 میں عطا شاد ادبی ریفرنس منعقد کیا گیا جس کی صدارت بلوچستان کے وزیر اعلیٰ سردار اختر جان مینگل نے کی اور اس ریفرنس میں وزیر اعلیٰ نے عطا شاد کے بچوں کی کفالت کیلئے 5 لاکھ روپے اور اُس کی بیٹی کیلئے سرکاری ملازمت اور سرکاری مکان میں رہنے کی منظوری دی۔

اس موقع پر اکیڈمی کے چیئرمین جان محمد دشتی نے جو تقریر کی اُس کے اقتباسات اس طرح ہیں:

"بلوچی شاعری اور بلوچی زبان وادب میں عطا شاد کس حیثیت کا مالک تھا۔ اس پر وہ لوگ اظہار خیال کر سکتے ہیں جو زبان وادب کے امور میں مہارت رکھتے ہیں جو اہل علم و دانش ہیں۔ ہم جیسے عام لوگوں کیلئے تو یہ ہے کہ بلوچی اکیڈمی نے ایک ادبی ریفرینس دائر کیا۔ دیوان منعقد کیا اور ہم اس میں شریک ہوئے۔

بلوچی اکیڈمی نے شاید اس گمان پر کہ عطا شاد مر گیا یہ پرسی دیوان منعقد کیا۔ بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین کی حیثیت سے مجھے کئی بار کہا گیا کہ میٹنگ کرو، جلسہ کرو کہ عطا شاد مر گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عطا شاد جیسا شخص مشکل سے مرتا ہے۔ ایسی شخصیتیں صرف آنکھوں سے اوجھل ہوتی ہیں مرتی نہیں اور پھر عطا نے تو اپنی فکر، اپنی شناخت، اپنی روح، بلوچی کو اپنی شاعری کی شکل میں عطا کی جو لازوال ہے، ابدمان ہے، دائمی ہے۔ اس ابدمانی کا احساس عطا شاد کو خود بھی تھا جب اس نے کہا کہ:

من اگس درچکے آں دے آس منی بالادءَ
بلے پہ پنتے ءَ کوہے بوتچیت چوش نہ بیت

میں عطا شاد کی جسمانی موت کو موت نہیں کہوں گا، قتل کہوں گا، کوش کہوں گا، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ عطا شاد کا قتل جس معاشرے کے ہاتھوں ہوا، اس کو عطا شاد نے دیا بہت کچھ تھا اس سے لیا کچھ نہیں تھا۔ عطا نے کسی کو نہیں مارا تھا، اس پر کسی کا بدلہ نہیں تھا، اس نے نفرتیں نہیں محبتیں بانٹی تھیں۔ لیکن اس کینہ پرور، ظالم وقت

نے معاشرے نے عطا کو قتل کیا اور اس قتل کا بدلہ لینے کے بجائے اس طرح کے ماتمی دیوان ہم اس لئے منعقد کرتے ہیں کہ اس سے شاید ہمیں اپنے احساس جرم سے نجات ملے۔

آج اگر کوئی کہے کہ عطا شاد کے قاتلوں کا کیا ہوا؟ عطا نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ بے ضرر بندہ تھا۔ مردم آزار شخص تھا۔ اس نے کسی سے کچھ نہیں لیا لیکن بلوچی زبان و ادب، بلوچی شاعری کو توانائی دی۔ اس کے بدلے اگر ہم نے اسے کچھ دیا تو اسے درد و غم دیا، مایوسی دی، ہم نے اسے وہ مقام نہیں دیا جس کا وہ حق دار تھا۔ دراصل ہم نے عطا کو کبھی نہیں پہچانا۔ اس حقیقت کا اس کو شدت سے احساس تھا اپنی وفات سے چند دن پہلے اپنی ایک غزل میں اس نے اس احساس درد کا یوں ذکر کیا تھا۔

نہ رہ سرے ، نہ نشانے، نہ منزلے نہ مراد
کجا بروت اے دل ءِ کارواں، شپ انت نہ روچ

اسی مایوسی اسی رنج و غم کی حالت میں عطا شاد کی زندگی کا یہ کاروان بظاہر اپنی منزل مراد کو پہنچ گیا۔ اس کے لئے اب نہ احساس شب ہے، نہ احساس روچ۔

اس طرح کے پرسی دیوان روایتی ہیں۔ اس طرح کے ادبی دیوان ادبی منافقت کے زمرے میں آتے ہیں۔ اور یہ اب ہماری ادبی ثقافت کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ عطا شاد جب تک زندہ تھا کسی نے اس کی خبر نہ لی جب مرا ہم سب ماتم کناں ہیں۔ جس دن عطا شاد کو سپرد خاک کیا گیا، ایک نوجوان ادیب جناب بیزن صبا نے مجھے بلوچی کا ایک محاورہ یاد دلایا:

زندگ انت او لبے نہ دنت پچّی
کہ مریت ہوشے من گورءِ تنچیت

شیکپیئر کا ایک ڈرامہ ہے۔ جولیس سیزر، شیکسپیئر کے ڈرامے، تاریخی ڈرامے، اکثر و بیشتر اس دور کے اس عہد کے ثقافتی، تاریخی اور روایتی حقیقتوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ ڈرامہ یوں ہے کہ روم کا حاکم سیزر مارا جاتا ہے۔ اور اس کے قاتل خود اس کے قریبی دوست ہوتے ہیں جن میں بروٹس بھی ہے۔ سیزر کی لاش سینیٹ کی سیڑھیوں کے سامنے پڑی ہے لوگ جمع ہیں اور غمزدہ ہیں۔ اس دوران بروٹس اپنے سازشی ساتھیوں کے ساتھ آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ لوگ اس بات پر غمزدہ ہیں

کہ سیزر کو کیوں اور کس نے مارا ہے؟ ہم یہ بتانے آئے ہیں کہ سیزر کو ہم نے مارا ہے۔ لیکن آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہم نے سیزر کو کیوں مارا ہے؟ ہم نے سیزر کو اس لئے مارا کہ اس نے روم سے غداری کی، عوام سے غداری کی، ہم سب سے غداری کی۔ روم نے، اس کے عوام نے اس کو عزت اور توقیر دی، اسے حاکم بنایا لیکن اسی سیزر نے عوام کے حق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی۔ اس نے بادشاہت لی۔ اس نے روم کو قتل کرنے کی کوشش کی، اس لئے ہمارے پاس دو راستے تھے۔ یا تو ہم اس کو مارتے یا وہ ہم سب کو یا روم کو مارتا، اس لئے ہم نے اسے مارا۔ لوگ بڑے خوش ہوئے، واہ واہ کی اور کہنے لگے کم از کم ایک غدار سے، ایک وطن فروش سے، ایک غاصب سے تو نجات ملی۔

چند لمحے بعد، مارک انتھونی اپنے کچھ وفادار ساتھیوں کے ہمراہ آ جاتا ہے۔ اور لوگوں سے کہتا ہے کہ لوگو! یہ جو پڑا ہے یہ اس شخص کی لاش ہے جس نے آپ کی خاطر، عوام کی خاطر جنگیں لڑیں لیکن اپنے لئے مال غنیمت اکٹھا نہیں کیا کیونکہ اس کیلیے روم کی سربلندی ہی سب کچھ تھی۔ لیکن آج چند غداروں نے غاصبوں نے روم کے اس عظیم فرزند کو ہمیشہ کیلیے موت کی نیند سلا دیا۔ کیا اس شخص کے قتل کا بدلہ تمہارا فرض نہیں اس پر لوگ مشتعل ہو گئے، تلواریں نکالیں اور سیزر کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

وقت نے، معاشرے نے، ہم سب نے عطا کو مار دیا۔ روم کے عوام نے اپنے محسن سیزر کے قتل کا بدلہ لیا کیونکہ سیزر نے خدمت کی تھی۔ عطا نے بلوچی کی خدمت کی اور اس حوالے سے بلوچوں کی خدمت کی۔ بلوچی زبان کو شاعری کی انتہا تک پہنچایا لیکن میرے خیال میں بلوچی زبان وادب کے دوز واہ، اس کے ہمدرد اور اس کے حامیوں میں یہ قوت نہیں کہ وہ عطا شاد کی خدمات کا تھوڑا سا بھی بدلہ دے سکیں۔ عطا کے پسماندگان اور اس کے بچوں کی مدد کر سکیں یا یہ کہ وہ بلوچی شاعری کو ایک اور عطا، عطا کر سکیں۔

تقریر کے مزید اقتباسات

بلوچی اکیڈمی کے بنانے والے یا فاؤنڈنگ فادرز کا خیال تھا کہ وہ بلوچی زبان وادب کی خدمت کریں گے۔ انکی یہ بھی خواہش تھی کہ اس کام میں بلوچ قوم کی، اس کے قائدین کی تائید وحمایت یقیناً انہیں حاصل ہوگی۔

اکیڈمی کو آج 39 سال ہوئے ہیں۔ اکیڈمی اور اس کے محدودے چند ممبروں نے بساط بھر

اکیڈمی کی خدمت کی اور کتابیں چھپوائیں، بلوچی زبان وادب کے نایاب سرمایہ کو محفوظ کیا۔ لیکن ان کی خوش فہمی کہ بلوچ قوم کے رہنما یا ان کے عوامی نمائندے اس خدمت میں ان کے ساتھ ہونگے، ان کی حوصلہ افزائی کریں گے، وہ خوش فہمی ہی رہی۔

میں یہ کہوں گا کہ اکیڈمی کے بنانے والے واقعی خوش فہمی میں تھے وہ لوگ مخلص ضرور تھے لیکن جس قوم نے زبان وادب کی خدمت کی، کیا اس قوم نے، اس کے راہنماؤں نے اس بات کو کبھی محسوس کیا کہ ان کی زبان کی ترقی ہونی چاہیئے، ان کی ثقافتی قدروں کی آبیاری ہونی چاہیے، ان کے تاریخی ورثے کو محفوظ ہونا چاہیئے، نہیں۔ زبانی کلامی باتوں کے علاوہ کبھی نہیں۔ اگر واقعی وہ مخلص ہوتے تو 39 سال گذرنے کے بعد بلوچی اکیڈمی اکیڈمی ہی ہوتی۔ یہ مہاجر نہ ہوتی، پاوندہ نہ ہوتی۔ کبھی یہ اپنی کتابیں کو کرائے کے مکان میں اور کبھی کسی کے مکان میں منتقل نہ کرتی پھرتی۔ اس کی اپنی ایک جائے پناہ ہوتی، بلڈنگ ہوتی اس میں ریسرچ کا کام ہورہا ہوتا۔

غلطی کی تھی ان لوگوں نے جنہوں نے یہ ادارہ بنایا۔ خوش فہمی میں تھے وہ لوگ جنہوں نے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ کیا ضرورت تھی ایسی قوم کی خدمت کی جسے اس کا احساس نہ ہو۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس اُس وقت ہوا جب میں نے اس ادارے کی چیئرمینی قبول کی اور میں نے بلوچ سیاسی راہنماؤں اور نام نہاد قوم پرست سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کو خط لکھے اور اکیڈمی کی مدد کی درخواست کی۔ قوم پرست لیڈر جو اُس وقت حکومت میں تھے اور حکومتی مراعات سے لطف اندوز ہورہے تھے انھوں نے ہماری درخواست لینے سے بھی گریز کیا۔

اس ادارہ کو اس قوم کے رہنماؤں کی جانب سے حکومت بلوچستان کی جانب سے کیا ملتا ہے؟ صرف ایک لاکھ روپے سالانہ۔ اس رقم سے کیا کیا جا سکتا ہے؟ اس سے ایک ادارہ کی فلاح ہو سکتی ہے؟ زبان وادب کی خدمت کی جا سکتی ہے؟ یہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔

حکومت کا، عوام کا پیسہ کس طرح لٹایا جاتا ہے۔ ہر شخص کو علم ہے مگر عوام کے پیسے کو خود عوام کی زبان وادب اور اس کے تاریخی اور ثقافتی ورثے کو محفوظ کرنے کیلئے کچھ دینا، خرچ کرنا معیوب ہے۔ آج میں اس پلیٹ فارم سے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اگر بلوچی زبان

ادب کی خدمت کیلئے ان کے پاس سالانہ صرف ایک لاکھ روپیہ ہے اور اگر عوام کی اس حکومت کے پاس اس ادب کی خدمت کرنے کو کچھ نہیں تو میں ایک لاکھ روپے کی یہ سالانہ خیرات لینے سے انکار کرتا ہوں اور اسے حکومت بلوچستان کو واپس کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

میں بلوچی اکیڈمی کے ممبران کی جانب سے، بلوچ دانشوروں، ادیبوں اور شاعروں کی طرف سے مہذب سردار اختر مینگل سے گذارش کروں گا کہ وہ بلوچی اکیڈمی کی سالانہ گرانٹ جو ایک لاکھ روپے ہے اور جس کو میں لینے سے انکار کر چکا ہوں، اسے بڑھا کر کم از کم دس لاکھ روپے کیا جائے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی کیلئے ایک سرکاری زمین جس کی نشاندہی بلوچی اکیڈمی کے وفد نے آپ سے ملاقات کے وقت کی تھی بلوچی اکیڈمی کو الاٹ کی جائے۔

میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس معمولی گرانٹ سے یا اس قطعہ اراضی کی الاٹمنٹ سے آپ کی اور آپکی حکومت کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ بلکہ یہ صرف ابتداء ہے آپ کی ذمہ داریوں کی، کیونکہ بلوچی زبان وادب اور اس کے سرمایہ کو محفوظ کرنے کیلئے مزید بہت کچھ کرنا پڑے گا۔

O

ضمیمہ (ی)

وزیر اعلیٰ بلوچستان سردار اختر جان مینگل کا خطاب

بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین نے بجا طور پر کہا ہے کہ ہم بلوچی شاعری میں شاید کوئی عطا شاد پیدا نہ کر سکیں۔ لیکن کم از کم عطا شاد کے اہل خانہ کی امداد تو کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں عطا شاد کے بچوں کیلئے 5 لاکھ روپے کی امداد کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ عطا شاد کی بچی، رشنا عطا کو حکومت بلوچستان کے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں گریڈ 16 کی ایک سرکاری اسامی پر تعینات کرنے کا اعلان بھی کرتا ہوں۔ میں یہ احکامات بھی جاری کر رہا ہوں کہ، رشنا عطا کی تقرری اور ان کو ایک سرکاری مکان الاٹ ہونے تک عطا شاد کے اہل خانہ موجود سرکاری مکان میں رہ سکتے ہیں۔

جب ہم پاکستان کے قومی لسانی اور ادبی ورثے کی بات کرتے ہیں تو درحقیقت ہم پنجاب، سندھ، سرحد، کشمیر اور بلوچستان کے ادب و ثقافت کی بات کرتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر ہم پنجابی اور سرائیکی زبان و ادب، پشتو زبان و ادب، سندھی زبان و ادب کشمیری زبان و ادب، بلوچی اور براہوئی زبان کی بات کرتے ہیں۔ ہم سب جانتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ اردو صوبوں کے درمیان اور ہر صوبے کے اندر رابطے کی زبان اور دیگر زبانوں کے ساتھ بعض مراحل میں تعلیمی زبان بھی ہے۔ لیکن اردو کے قومی زبان ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ پنجابی، سرائیکی، سندھی، پشتو، براہوئی اور بلوچی قومی زبانیں نہیں ہیں۔ ہم اردو کے ساتھ ساتھ ان تمام زبانوں کو پاکستان کی قومی زبانیں تسلیم کرتے ہیں اور ان کے ادبی ورثے کو پاکستان کا مشترکہ ادبی ورثہ جانتے ہیں اس لئے مطالبہ کرتے آئے ہیں کہ پاکستان کی تمام قومی زبانوں کو یکساں اور برابر سمجھا جائے۔ ہمارے ایک ہمسایہ ملک اور دنیا کے کئی کثیر اللسان ممالک نے اس حقیقت کو تسلیم کر کے ملکی اتحاد کو نقصان نہیں، فائدہ پہنچایا ہے۔ اتحاد کی بنیاد جذبات اور نعروں پر نہیں۔ حقائق کو تسلیم کرنے پر ہونی چاہیے۔ صرف اور صرف ان حقائق کو تسلیم کرنے کے بعد ہر صوبے سے ایسے ادیب اور شاعر ابھر سکتے ہیں جو بلوچی یا پشتو یا سندھی یا براہوئی یا پنجابی اور سرائیکی کے ساتھ ساتھ اردو زبان کو بھی اپنے فن کے اظہار کا ذریعہ بنائیں گے۔ اس کی بہترین مثال عطا شاد ہیں۔ جنکی اردو شاعری پر اردو ادب بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔

بلوچستان نیشنل پارٹی اور اس کی صوبائی حکومت اردو، سرائیکی، سندھی، پشتو، براہوئی اور بلوچی کو پاکستان کی قومی زبانیں تسلیم کرتی ہے اور ان زبانوں اور دیگر زبانوں اور ان کے ادب کی ترویج کرنے والے اداروں کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتی ہے ظاہر بات ہے کہ صوبے کے محدود وسائل کے پیش نظر اور تقسیم کار کے اصول کے مطابق ہم زیادہ توجہ ان زبانوں پر دینگے جن کا اس صوبے سے براہ راست تعلق ہے۔

بلوچی اکیڈمی کے چیئرمین نے بلوچ قوم پرست پارٹیوں پر تنقید کرتے ہوئے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ان پارٹیوں نے بلوچی زبان اور ادب کی ترقی و ترویج کی راہ میں بلوچی اکیڈمی کی حمایت نہیں کی ہے۔ میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم اپوزیشن میں تھے تب بھی ہم نے اپنی بساط کے مطابق بلوچی اکیڈمی کی مدد کی اور اب بھی ہم بلوچی زبان وادب کی خدمت کو اولیت دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچی زبان اور ادبی ورثے کے تحفظ اور ترویج کی راہ میں بلوچی اکیڈمی پر اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ بلوچی اکیڈمی ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کریگی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بلوچستان کی حکومت اس سلسلے میں ہر ممکنہ مدد دینے کیلئے تیار ہے۔ میں یہ بھی آپ کو بتادوں کہ بلوچستان کی حکومت ہر میدان میں خاص طور پر تعلیمی میدان میں خرابیوں کو دور کرنے اور حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کررہی ہے۔ اس طرح بلوچی اکیڈمی جیسے اداروں کی مزید ترقی، تعلیمی اداروں کی مزید ترقی کے پروگراموں سے وابستہ ہے۔

میں اس بات کو مانتا ہوں کہ حکومت بلوچستان کی طرف سے بلوچی اکیڈمی کو سالانہ ایک لاکھ روپے کی امداد کوئی نہیں ہے اس لئے میں اس موقع پر بلوچستان کی حکومت کی طرف سے بلوچی اکیڈمی کو دس لاکھ روپے کی سالانہ گرانٹ اور بلوچی اکیڈمی کی مستقل عمارت کی تعمیر کیلئے ایک قطعہ اراضی جو آرٹس کونسل سے منسلک ہے بلوچی اکیڈمی کو دینے کا اعلان کرتا ہوں۔

بلوچی اکیڈمی کی گزشتہ کارکردگی یقیناً قابل تعریف ہے لیکن بلوچی اکیڈمی کی موجودہ انتظامیہ سے بلوچ دانشور، اہل قلم اور دنیا کے اعلیٰ تعلیمی اور تحقیقاتی اداروں کی بڑی امیدیں وابستہ ہیں میری گذارش ہے کہ ماضی کی کوتاہیوں کو دور کرنے اور اکیڈمی کو مزید فعال بنانے کی کوشش کی جائے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچی اکیڈمی رسم الخط اور معیاری ادبی زبان کے مسئلے پر اور بلوچی کلاسیکل اور نیو کلاسیکل شاعری کی جمع آوری اور ایڈٹ اور تدوین نو کے کاموں پر اب پہلے سے زیادہ توجہ دے۔ اس سلسلے میں بلوچی اکیڈمی کی کاوشوں کو حکومت بلوچستان کی پوری حمایت حاصل ہوگی۔

ضمیمہ (ک)

اکیڈمی کے کمپلیکس کی رسم افتتاح

چیئرمین کا خطاب

اکیڈمی کے ریسرچ کمپلیکس کے رسم افتتاح کے موقع پر سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان سردار اختر جان مینگل نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی تھی۔ اکیڈمی کے چیئرمین جان محمد دشتی کی تقریر کے اقتباسات۔

زبان اور ادب چونکہ زندہ قوموں سے وابستہ ہیں، اس لئے جب تک قوم کے افراد انفرادی یا اجتماعی یا سیاسی و سماجی حیثیت میں زندہ ہیں۔ زبان کی شیرینی، اس زبان کی دائمی مٹھاس کے ساتھ زندہ رہیگی۔ 21 ویں صدی میں جہاں بہت سے دوسرے عقائد، روایات، سیاسی اور معاشرتی فلسفے زوال پذیر ہیں یا انکی جگہ نئی صدی کی ضروریات کے تحت دوسری اقدار جنم لے رہی ہیں، صرف زبان کا ایک رشتہ ہے جو اقوام اور انکی معاشرتی زیست کے ساتھ زندہ وقائم رہ سکے گا۔

زبانیں نفرت نہیں محبتوں اور اخوتوں کو جنم دیتی ہیں، رقابت نہیں نزدیکیاں پروان چڑھاتی ہیں۔ قبائل کے درمیان، اقوام کے درمیان، طبقوں کے درمیان، معاشروں اور تہذیبوں کے درمیان۔ اس لئے زبان و ادب کی کوئی علیحدہ قوم نہیں ہوتی، کوئی علیحدہ و نسل نہیں ہوتی۔ یہ سب کی مشترکہ میراث ہوتی ہے۔ بلوچی زبان و ادب، بلوچستان کے تمام لوگوں کی مشترکہ میراث ہے سب کی مشترکہ مڑی (ورثہ) ہے۔ یہاں کی دوسری زبانیں اور ادب بھی ہم سب کے مشترکہ ورثے ہیں۔ کیونکہ تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے بھی ان سب زبانوں کے لسانی سرچشمے ایک ہیں، وہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کی یہ عمارت، لائبریری اور ریسرچ کمپلیکس سب کیلئے، سب زبانوں کیلئے، انکے ادیبوں، شاعروں، اور دانشوروں کی ادبی سرگرمیوں کیلئے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ یہ عمارت اس حقیقت کی بھی نشاندہی کرتی رہیگی کہ زبان و ادب ہی وہ رشتہ ہے جو قوموں کو، انکی معاشرتی ضرورتوں کو اور انکی روایات کو آپس میں جوڑتا

ضرورت ہے، بگاڑنا، مٹانا نہیں۔

بلوچی اکیڈمی پاکستان کے حدود میں تمام اقوام کی اپنی زبان اور روایات کو برقرار رکھنے کی پر خلوص جدوجہد کی حامی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی تمام قوموں کو اپنی اپنی سرزمین میں، اپنی اپنی جغرافیائی حدود میں عزت و وقار کے ساتھ رہنے، اپنی زبان، ثقافت اور تشخص کو برقرار رکھنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

ہماری اکیڈمی بنیادی انسانی حقوق پر سیاسی، لسانی قبائلی یا مذہبی فرقہ پرستی کے حوالے سے لگائی گئی کسی بھی قدغن کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور ایسے اقدام کی برملا حمایت کرتی ہے جو انسان کی فکری نشو ونما، انکے خیالات کے آزادانہ اظہار، اور ابلاغ کے ضامن ہوں۔ اس لئے یہاں کے ادیب اور دانشور بلوچستان میں آزادی فکر و عمل کی مسلمہ جمہوری اقدار کی بقاء کیلئے ہر کوشش کو قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلوچی اکیڈمی پاکستان میں بولی جانے والی سب زبانوں کو پاکستان کی قومی زبانیں تصور کرتی ہے اور سب کو مساوی درجہ دیتی ہے۔ کسی کو مقتدر یا اقتدار کی حامل زبان نہیں سمجھتی نہ ہی ان کو ثانوی اور علاقائی زبانیں سمجھتی ہے بلکہ سب کو قومی زبانیں تصور کرتی ہے۔

آج سے تقریباً25 ماہ قبل اس عمارت سے متصل، بلوچستان آرٹس کونسل کے ہال میں بلوچی اکیڈمی کے ایک دیوان میں جناب اختر مینگل جو اُس وقت بلوچستان کے وزیر اعلیٰ تھے، ہمارے مہمان تھے۔ اس وقت، میں نے اکیڈمی کے ممبران کی طرف سے انہیں بلوچی اکیڈمی کیلئے ایک قطعہ اراضی کی درخواست کی تھی اور اکیڈمی کی سالانہ Grant-in-Aid یا حکومتی امداد میں اضافے کی بھی استدعا کی تھی۔ میں نے نہ کوئی تعریفی جملے کہے اور نہ وہ تقریب اتنی پر کشش یا پر شکوہ تھی کہ جناب اختر مینگل اس سے متاثر ہوکر ہماری درخواست قبول کرتے۔ انہوں نے ہمیں یہ زمین اور بلڈنگ عطا کی اور اکیڈمی کی سالانہ گرانٹ کو دس گنا بڑھایا۔ انھوں نے جو کچھ کیا یہ انکے تاریخی شعور کا مرہون منت تھا۔ یہ اس سرزمین سے یہاں کے لوگوں سے، یہاں کی روایات اور اقدار سے، انکی ذہنی اور فکری وابستگی کا غماز تھا۔ جناب اختر مینگل نے آج اس تقریب کی افتتاحی رسم انجام دی ہے۔ اس موقع پر اظہار تشکر کیلئے، ممنونیت اور احسان مندی کیلئے، بلوچی زبان و ادب سے متعلق ادباء، شعراء، اور اہل دانش کی نمائندگی کرتے ہوئے مجھے بے شمار ایسے الفاظ ڈھونڈنے چاہئیں جن سے جناب اختر مینگل کی اس قومی خدمت کیلئے انکی تعریف کے پہلو نکلتے ہوں۔ لیکن اس موقع پر شیکسپیر کے مشہور اور لافانی ڈرامے، King Lear کے

کردار یاد آرہے ہیں۔

اس ڈرامے میں بادشاہ اپنے بچوں سے یہ کہتا ہے کہ انکے دل میں بادشاہ کیلئے جو محبت، خلوص اور عقیدت ہے اسے انکے سامنے لفظوں میں بیان کریں۔

ڈرامہ کا پہلا کردار بادشاہ کے سامنے اپنے خلوص اور ممنونیت کا اس طرح اظہار کرتا ہے کہ بادشاہ اسے اپنی زندگی اور وجاہت سے زیادہ عزیز ہیں۔ دوسرا کردار بڑے خوبصورت پیرائے میں بادشاہ کو یقین دلاتا ہے کہ وہ اسے اپنی زندگی کی ساری آسائشوں اور محبتوں سے عزیز تر ہیں۔ تیسرا، جسے بادشاہ سے حقیقی معنوں میں سب سے زیادہ عقیدت ہے یہ سوچتا ہے کہ کیا لفظوں کا سہارا احترام کیلئے ضروری ہے، وہ سوچتا ہے کہ کیا ضرورت ہے اس محبت کے اظہار کی جو میرے دل میں بادشاہ کیلئے موجزن ہے۔ اس لئے وہ دل ہی دل میں یہ کہتا ہے کہ Love and be Silent جب وہ بادشاہ کے سامنے جاتا ہے تو اس کی زبان سے کوئی لفظ ادا نہیں ہو پاتا۔ لیکن اس کی آنکھوں کی روشنی سے اور اس کے وجود سے ایک پروقار عقیدت مندی اور احترام کی کیفیت عیاں ہوتی ہے۔ اس کی خاموشی ان تمام الفاظ سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہے، جو بادشاہ کی تعریف میں اس سے پہلے ادا کئے گئے ہوتے ہیں۔

آج بلوچ دانشور اور زبان و ادب سے متعلق لوگ الفاظ کے بجائے صرف کچھ نہ بول کر، خاموش رہ کر، جناب اختر مینگل سے عقیدت اور ممنونیت کا اظہار کر سکتے ہیں۔
اور نہ صرف وہ بلکہ یہ عمارت بھی اگلی لاتعداد دہائیوں تک اپنی پروقار خاموشی کے ساتھ ان سے اظہار عقیدت مندی کرتی رہیگی۔

بلوچی لوک شاعری یا لوک داستانوں میں شہداد و مہناز دو لازوال کیریکٹر ہیں۔ مہناز جب اپنے گھر میں عدم تحفظ کا شکار ہوتی ہے تو ایک پیغام بھیجتی ہے جو نظم میں ہے اور جسکی شیرینی اور گہرائی کی شاید ہی کوئی نظیر ملے اور جو مہناز کی پر اعتمادی کا مظہر بھی ہے۔ وہ اس طرح ہے۔

من رواں چار راہی سرءَ نندان
بلکن وتی ملکی مردے گندان

اِچ وتی دستونک ءِ جزے سنداں
اِچ وتی گوش ءِ گنلاں ٹالے
اِچ وتی شار ءِ دامن ءِ راڑے
اِچ وتی پادین ءِ پدی کالکے
راہ گنزاری ءِ پلّو ءِ بنداں
پہ منی آرتیں پت و براتاں
(کہ) شہداد منی ننگانی بلاہ زریں

غم واندوہ کے ان کرب ناک مرحلوں میں مہناز کا سراس لئے فخر سے بلند ہے کہ جب اس کا یہ پیغام اُس کے عزیزوں کو پہنچے گا تو وہ نہ صرف اسکی خبر گیری کریں گے بلکہ اس بے عزتی اور عدم تحفظ کی تلافی بھی کریں گے۔ اسے یقین ہے کہ اس کی آہ وفغاں جب اُن کے کانوں تک پہنچے گی تو اس کی عزت کے محافظ اس تک پہنچ جائیں گے۔

آج بلوچی زبان وادب اس طرح کا ایک کرب واندوہ کا احساس لئے، عدم تحفظ کا احساس لئے، اپنی عزت کے محافظوں سے، اپنے فرزندوں سے، اپنے بڑے بوڑھوں سے، اپنی بقا وسلامتی کی بھیک مانگ رہا ہے۔ ایسے ہی دوراہے پر جہاں بلوچی لوک داستان کا کردار کھڑا تھا اور جس طرح اسے تحفظ کی ضرورت تھی اسی طرح آج بلوچی زبان وادب کو اپنے مٹنے کے اندیشہ سے تحفظ کی ضرورت ہے۔ لیکن یہاں بات کچھ یوں بھی ہے کہ بلوچی زبان کسی کا احسان ماننے کیلئے تیار نہیں۔ کیونکہ وہ ہم سب کو اتنا کچھ دے چکی ہے کہ اسکے بدلے اسے کچھ دینا احسان نہیں بلکہ احسان مندی ہی ہے۔ ہم سب، ہمارے لیڈر، ہمارے عمائدین اپنے آپ کو اس عظیم سرزمین، اسکی روایات، اسکی فکر اور اسکے وجود کے امین یا محافظ کہتے ہیں۔ اگر ہم سب کی کوئی حیثیت ہے تو صرف اسی حوالے سے ہے ورنہ یہاں کسی کی کوئی حیثیت نہیں۔ بلوچستان کے بغیر کس کے بل بوتے پر، کس کے نام سے ہم سب اپنے آپ کو شناخت کرائیں گے۔ کیونکہ یہاں اگر کسی کی حیثیت یا شناخت ہے تو وہ بلوچ اور بلوچستان کی ہے۔ اسکی اجتماعی فکر کی ہے، اسکی عظمت کی ہے، اسکی تاریخ اور روایات کی ہے۔

غالب نے شاہ کے مصاحبوں کیلئے جن میں وہ اپنے آپ کو بھی شمار کرتا تھا، جو کہا تھا وہ آج بلوچستان کے مصاحبوں کیلئے بھی حسب حال ہے:

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

آج اگر بلوچی اور بلوچستان پیغام بھجوائے اپنی بے بسی کا، اپنے عدم تحفظ کا، کیا حال ہوگا ہم میں سے ان کا جو بلوچ اور بلوچستان کے نام پر پلے بڑھے ہیں، بڑے نامور ٹھہرے ہیں، بڑی حیثیت حاصل کر چکے ہیں۔ آج یہ باتیں شاید دیوانگی کی سی لگیں۔ لیکن آج اس تقریب کے انہی لمحوں کو گواہ ٹھہراتے ہوئے میں یہ انتباہ کرنا چاہتا ہوں کہ بُرا ہوگا وہ وقت جب بلوچستان کے والی وارث ہم میں سے ان تمام لوگوں کا محاسبہ کریں گے، گریبان پکڑینگے ان کا جنھوں نے بلوچی کی آواز پر اس کے تحفظ اور اسکی پروقار عزت کی حفاظت میں کوتاہی کی۔ ایسے لوگ اگر تاریخ میں جگہ پائیں گے تو غاصبوں اور احسان فراموشوں کی حیثیت سے، بلوچی زبان یا بلوچستان کے خیر خواہوں اور محافظوں کی صورت میں ہرگز نہیں۔ لیکن

آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا

O

جناب سردار اختر مینگل کا خطاب

بلوچی اکیڈمی کی یہ عمارت مختصر عرصے میں تیار ہوگئی، اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میں یہ امید کرونگا کہ یہ عمارت بلوچستان سے تعلق رکھنے والی تمام زبانوں کے ادیبوں، شاعروں اور یہاں پر بسنے والے ان مظلوم اقوام کی اس درد اور کرب کی آواز کو ہمیشہ اپنے افکار سے، اپنے قلم کی سیاہی سے آبیاری کرے گی، اس کو جلا بخشے گی۔ بلوچستان کے مظلوم عوام یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ آپ اپنے علم و دانش کو حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی بجائے یہاں کے لوگوں کی خدمت کیلئے وقف کریں گے اور اس سرزمین کی، یہاں کے لوگوں کی مظلومیت اور محکومیت کے احساس کو چھپانے کی بجائے اپنے قلم سے اسے آشکار کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہ عمارت جو چند مہینوں میں بنائی گئی ہے واقعی خوبصورت ہے لیکن صرف خوبصورت عمارت بننے سے، خوبصورت سڑکیں بنانے سے، خوبصورت محل بنانے سے نہ قوموں کی ثقافت زندہ رہ سکتی ہے اور نہ ہی قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ جب تک کہ ان اقوام سے تعلق رکھنے والے اس ثقافت سے متعلق اہل دانش، اہل قلم اپنی فکری توانائی اس قوم کی ثقافتی بقاء کیلئے وقف نہ کریں۔

ہمارا ادب، ہماری زبان، ہماری ثقافت، ہماری تاریخ کی خدمت میں مصروف ادبی ادارے کیوں بنجاروں کی طرح کبھی ایک گلی میں، کبھی دوسری سڑک پر، کبھی ایک محلے میں اور کبھی دوسرے محلے میں پھرتے رہتے رہے۔ اس میں شاید کچھ قصور ہمارا بھی ہو لیکن سب سے زیادہ ان قوتوں کا ہے جنھوں نے یہ حالات پیدا کیے۔ سب سے زیادہ قصور ان حکمرانوں کا ہے جن کا تعلق نہ اس زبان سے رہا ہے نہ یہاں کی ثقافت سے رہا ہے، نہ اس علاقے سے اور نہ ہی یہاں کے عوام کے نفع نقصان میں اپنے آپ کو شریک یا حصہ دار سمجھا ہے، یہاں پر حکمرانی کرنے والے، وہ لوگ ہیں جنکا ادب ہم سے مختلف رہا ہے، جنکی ثقافت ہم سے مختلف رہی ہے اور جنکی تاریخ ہم سے مختلف رہی ہے۔

اکیڈمی کے چیئرمین جناب جان محمد دشتی نے جن احساسات کا میرے لیے اظہار کیا، میرے خیال میں،

میں اپنے آپکو اس لائق نہیں سمجھتا۔ جو کچھ میں نے اپنے دورِ حکومت میں کیا۔ بلوچی، پشتو اور براہوئی زبان اور ان کی اکیڈمیز کیلئے، کاش میں اس سے زیادہ بھی کرسکتا۔ لیکن میں کس کو دوش دوں۔ حالات کو، وقت کو یا اس دور کو دوش دوں کہ جس نے ہمیں اپنے شکنجے میں لیا ہوا تھا۔ لیکن ان قباحتوں کے باوجود جو کچھ کرسکتا تھا، میں نے اس اکیڈمی کیلئے یا دوسری اکیڈمیوں کیلئے کیا۔

لیکن میں نے کسی پر احسان نہیں کیا بلکہ اس مٹی پر جو میرا وزن ہے، میرے خیال میں اس کے مقابلے میں، میں نے ایک ماشے یا ایک تولے کا بھی کام نہیں کیا۔ اگر کسی کو کچھ نظر آتا ہے تو میں یہ سمجھوں گا کہ میں نے صرف اپنا فرض پورا کیا ہے۔

میں آپکو صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے بعض لوگ آج اپنے ادب، اپنی ثقافت اور اپنی زبان کو اپنا کہتے ہوئے بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا۔ جب بلوچستان سے باہر کسی شہر میں ہم لوگ جاتے تھے۔ اپنی بلوچی پگڑی لگا کر یا پشتونی لباس میں ہم فخر سے کہتے تھے کہ ہم بلوچ یا ہم پشتون ہیں، آج اگر کوئی ہم سے پوچھتا ہے۔ تو شاید ہم آہستہ آہستہ اس کے کان میں کہتے ہیں کہ ہم بلوچ ہیں۔ اسکی وجہ بھی شاید تاریخ کا جبر ہے، اسکی وجہ حالات کی ستم ظریفی ہے۔

اگر ہم نے آج بھی اپنی زبان کو ترقی دینے کی کوشش نہ کی تو آئندہ آنے والے موٹرویز پر صرف شاہراہ بلوچی یا بلوچ لکھا ہوگا۔ یا شاہراہ پشتون لکھا ہوگا۔ جبکہ اس وقت ہم اپنی ہستی، اپنی حیثیت کھو چکے ہونگے۔

قوموں کی ترقی ظاہر ہے کہ انکی معاشی وسیاسی آزادیوں کیلئے ضروری ہے لیکن ہمیں اسکے لیے اپنی زبان، اپنی ثقافت اور اپنے ادب کو سب سے پہلے ترقی دینی ہوگی۔

ہم سیاسی لوگ مختلف نجی محفلوں میں یا سیاسی جلسوں میں بیٹھ کر جبکہ اہل دانش و اہل قلم اپنے تحریروں میں اس مٹی کی قسم کھاتے ہوئے نہیں تھکتے۔ یہاں ہم یہ دیکھیں کہ ہم نے اس مٹی کیلئے کیا کیا ہے؟ کیا حق ادا کیا ہے اس کا؟ ہم سب اپنے ضمیر کو جھنجھوڑ کر دیکھیں کہ ہم نے اس مٹی کو کیا دیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ہم نے غلاظت کے ڈھیر کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ ہم نے گندگیوں کے ڈھیر جمع کیے ہیں۔ سیاسی و معاشرتی گندگیاں، جن کی بدبو سے ہماری

نئی والی نسل بھی غیر محفوظ ہیں۔ سب سے بڑا مجرم شاید مجبور ہے۔ اگر اس میں کچھ طاقت ہوتی تو خدا جانتا ہے کہ یہ خطے میں یہاں تک کہ ہمارے مردے اپنے بچے سے اٹھ کر باہر نکلیں۔ چاہے ہم اقتدار میں رہے ہوں یا حزب اختلاف میں، وہ کونسا طبقہ ہے جو یہ کہے کہ ہم نے اس سرزمین کیلئے اس قوم کیلئے کچھ کیا ہے۔ ایک بیوپاری سے لے کر ایک جاگیردار تک کو دیکھیں ایک مزدور سے لے کر ایک سرمایہ دار تک کو دیکھیں۔ ایک ویگن ڈرائیور سے لے کر ایک سرجن تک کو دیکھیں۔ ایک سیشن جج سے لے کر کسی کالج کے پرنسپل تک کو دیکھیں۔ ہم نے اس ملک کیلئے کیا کیا ہے؟ ہم نے سوائے اسکو مصیبتوں میں جکڑنے کے اور اسکو کچھ نہیں دیا ہے۔ ہم نے خود اپنے وطن پر کلہاڑی ماری ہے۔ ہم نے اپنے آپکو خود پامال کیا ہے۔ پچھلے 50 سال میں ہماری اس دھرتی کی جو بے حرمتی ہوئی ہے اس پر صرف ہم نے آنکھیں بند کی ہیں، بلکہ مسرور ہوکر ہم نے اشارہ کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ دیکھو ہماری ماں دھرتی کی بے حرمتی کس طرح کی گئی ہے۔ ہم نے آنسو بہانے کے بجائے تالیاں بجائی ہیں۔ اس بے حرمتی پر ہم نے افسوس کرنے کے بجائے ان حکمرانوں کے گیت گائے ہیں۔ اس گناہ میں ہم تمام کے تمام شریک ہیں۔ اس میں سیاست دان بھی شریک ہیں، اس میں ہمارے دانشوروں کے قلم کی سیاہی بھی شریک ہے جو حقیقت لکھتے ہوئے اس وقت رک جاتی ہے جب ان کے مفادات کو خطرہ ہوتا ہے۔ ہمارے وہ اساتذہ بھی شریک ہیں جنہوں نے آج ہمیں وہ جاہل نسل پیدا کرکے دی ہے۔ اس میں وہ ڈاکٹر بھی شامل ہیں جنہوں نے ہمیں سوائے امراض کے اور کچھ نہیں دیا ہے۔ ہم سب اسکے ذمہ دار ہیں۔

O

ضمیمہ (م)

سابق چیئرمین جان محمد دشتی کا جنرل باڈی سے الوداعی خطاب

عزت مندیں باسکاں!

مروچی کہ من اکیڈمی ءِ چیئرمینی ءِ عہدہ ءَ یله دیگا آں، من چاراں که گوستگیں 6 سالانی مدت ءِ بلوچی اکیڈمی ءِ وراجیں ہند ءِ جنگ ءُ اوتی دورین ءِ بے پرشانیں منزل ءِ بازیں تنزگے گوازینتگ ۔ اے مدت ءَ اکیڈمی ءِ وراجیں باسکاں، اکیڈمی ءِ راہ ءَ ہر راستے ءِ ہم گامیں ءِ جنداں من ءَ ہچ بر تہنا نہ کتگ، ہر وہد ءُ ساعت ءَ من ءِ دل بڈی داتگ ءُ منی راہشونی کتگ۔ اوچا م ہم اوار ءِ خاترا آ ءِ باسکانی پوشیں ہمدلی ءُ ہمسنگی ہماوار ءِ مستریں منتی ءِ زانگ بیت۔

40 سال ساری اکیڈمی ءِ جوڑ کنگ ءِ وہداں، ایشی ءِ جوڑ کنوکاں، بے براہداری ءُ نیرانیں فکر پیاز تگ ات که اے آئندہ ءَ پہ بلوچی زبان ءُ ادب ءِ دیمروئی ءُ پہ بلوچ ءُ بلوچستان ءِ دل پھکیں خدمتے ءِ بن بشتے ءِ بیت۔ منی دل ءِ وت ءِ بے فکر ءِ نشون، گوستگیں صدی ءِ بلوچی زبان ءُ ادب ءِ تاریخ ءَ یک مہتگیں بلاہیں کارے که صدا توصیف کرزیت۔ اکیڈمی ءِ بنداتی روچاں یا چہ ساری ہمگر تاں روچ مروچی ہر بلوچے ءِ دل ءَ که پہ بلوچی ءِ تشتگ ءُ آئی ءِ خدمت ءِ کتگ، آ دراہ ءِ بلوچی زبان ءُ ادب ءِ باعزتیں جاہے ءِ حقدار انت ءُ بلوچی ءِ مستیں وارث انت۔

شرف داریں باسکاں!

شما گیرانت که 1995 ءَ اکیڈمی ءِ پاگواجی قبول کنگ ءِ وہداں من بے گوشتگ ات که ادارہانی مرہ "قبضہ گیری" آبانی جمہوری روح ءَ پولنگ کنت، ہمیشہ باید انت که اکیڈمی ءِ اختیار مدامی یکے ءِ پاہتیں مرہانی دست ءَ دیگ مہ بیت۔ مروچی منی اے ذمہ واری ءِ شش سال قبل انت۔ ہما حبر که من شش سال ساری ءَ گوشتگ، مروچی ہم من بے گوشاں که باید انت که اکیڈمی ءِ جمہوری روح زنگیں مہ بیت او منی جندہما "قبضہ گیرانی" سرپ ءَ میا اتک مہ بیت که چہ آبانی عذاب ءَ اکیڈمی ءِ راہ ءِ مرگاں گوری آزادکنگ بوتگ۔ ہمیشہ منی اکیڈمی ءِ چیئرمینی ءِ عہدہ ءِ امیدوار نہ بوتگ ءِ سبب ذاتی نہ انت، فکری انت۔

گوستگیں لہتیں روچاں اکیڈمی ءِ بازیں باسکاں من ءَ گوشتگ که من چیئرمینی ءِ عہدہ ءَ یله مہ دیان۔ آبانی گوشگ اے بوتگ که اے مناں که من اے اکیڈمی ءِ راہ ءَ اے حد ءَ سر کتگ۔ آہاں بے دل تپرکی درشان

ہنگی کہ چہ من ءَ بغیر بلوچی اکیڈمی باریں چون بیت ءُ چون نہ بیت۔ اکیڈمی ءِ براہندگیں باسکانی پہ من چوشیں نیکیں واھگ وتی جاگہا بلے آبانی اے دل تپرکی مئے سیاسی، راجی ءُ ادبی کلچر ءِ سبب ءَ مئے مجرّہ کپتگ۔ اوا ہر کس گوشیت من نباں، ہچ نہ بیت۔ مذہبی گروہ ءُ پارٹیانی کماش تاں لب قبر چہ پارٹیاں گستانہ بنت۔ پیرو قلندرانی پانکپا ءُ مجاور ہم تا حیات ہمے نیکیں وھنداء سرءَ پٹ بنت۔ سیاسی لیڈر لنگ ءُ منڈ بہ بنت، پہماں کور ءُ گوشاں کر بہ بنت، سیاسی پارٹی ءِ سروکی ءُ یلہ دیگ ءِ دل اش نہ سکیت۔ ادبی اداراتانی سروکانی گزاءَ ہما اوارحان ءُ مرگے بوجئینیت۔ چیا کہ ہمے واجہیں سروکانی دل ءَ چہ اہان ءَ بغیر آ ادارہ برباد بنت، گار بنت۔ آبانی دل ءَ ادارہ ہما انت ءُ آ ادارہ انت۔

من گوں وتی سنکتاں اے گوشتگ کہ اکیڈمی ءِ پاگواجہی ءِ عہدہ ءِ قبول کنگ ءِ وھداں، من گوں وتی جند ءِ ہمے قول کتگ ات کہ ہر وھدے کہ اکیڈمی چہ ادبی بدذاتیں زور واجہانی گزاءَ چٹیت اوا کیڈمی یے جوڑ بوت، من ایشی ءَ را ایشی ءِ جندیں وارثانی حوالہ کنان ءُ یک کر باں۔ مروچی اکیڈمی، اکیڈمی یے۔ ایشی ءَ نامے است۔ اے شریں بنیاجے ءِ ولبہ انت۔ اے علمی وادبی حلکہاں شریں حیثیتے داریت۔ اے جمہوری واجتماعی فکرے ءِ وارث انت۔ نون وھد ہمیش انت کہ بایدانت کہ من گوں وت ءَ گوں اکیڈمی ءِ وتی کتگیں قول ءَ بہ سر بناں۔ پیشہ مروچی من پاگواجہی ءِ ہمے ذمہ واری امانت ءَ را اکیڈمی ءِ شرف داریں باسکانی دست ءَ دیگاں آں کہ آ ایشی ءَ راچہ من، الم ءَ، شرتر سپارنت، ساچنت۔

براہندگاں!

کس دل پلوءِ مہ وارت کہ چرائی ءَ لائق تر، زانتکار ءُ داناتر کس نہ انت۔ آ کہ نہ بیت، ہچ نہ بیت۔ چوشیں تران بیماریں دل ودماغے ءِ شون ءُ دینت۔ بچار ات زندگیں روچ ءَ، ہما کہ آہاں وتا را پا اکیڈمی ءُ بے مٹ لیکگ ات، مروچی ہنچو بے نام و بے گواہ انت کہ کس پر آہانی زندگیں مرگ ءَ غمی نہ انت۔ بایدانت کہ کس اے حبر ءَ دل ءَ مبارت کہ آ چہ کس ءَ لائق تر نہ انت۔ اوا کس بے مٹ نہ انت، کس Indispensible نہ انت۔ تاں من، تاں دگرے۔ تاریخ بے منافی قصہاں پُر انت۔ بلے آ ایوک ءَ مس قصہاں بے مٹ انت۔ چوشیں بے مٹیں مردمانی قبرستان ءَ ہم کس سر نہ جنت۔ نا رونگین بلے کہ اے حبر ءَ ہچ باور مہ کن کہ تو چہ دگراں زبرترے۔ ھتراط ءَ گوشت کہ من چہ درستاں داناتراں چیا کہ "من زاناں کہ من ہچ نزاناں"

انسانی معاشرتی ضرورت، انسانی فکر ءِ بنیاد جوڑ بنت۔ بلے گوں وھد ءِ بزیں مڑاں، بازیں فکر، بازیں لیکہ اوآبانی بنیاد یا اساس گار ہم بنت۔ بازبراں ہمے فکر ءِ نشون دیوک ہم نہ مانت، بلے فکری تسلسل بنی آدم ءَ

را یا آئی ءِ فکرءِ گاری ءِ نیانت ۔ پمیشہ بنی آدم است انت ، نہ مریت ۔ وتی چک ءُ نماسگانی شکل ءَ مانیت ۔ وتی زانت ءُ فہم ءِ شکل ءَ پشت کپیت او آئی ءِ فکری نندی جتا جتائیں رنگاں ، شکلاں زندگی ءِ کاروان ءِ ہمراہ بیت ۔ اکیڈمی ءِ فکری تسلسل ، اے جمہوری ، علمی ءُ ادبی ادارہ ءِ پہریزگ انت ، آئی ءِ سپارگ انت ، او پہ بلوچی ، بلوچ ءُ بلوچستان ءِ نیکیں مقصداں دل ءِ پکیں جہد انت ۔ او من ءَ یقین انت کہ جہدانی اے کاروان ءَ چہ ماکسی ءَ راپشت نہ گیجیت ۔

اے ششتیں سالانی مدت ءَ ما پہ اکیڈمی ءَ چے کتگ او چے نہ کتگ ، مئے اے جہدءُ نوں تاریخ ءِ بہرے جوڑ بوتگ انت ۔ منی دل ءَ مئے شریں کارانی لیش نہ بوتگ کہ ما پہ اکیڈمی ءَ براحد اریں مارزی پے اڈ داتگ ، ما 60 ءُ 70 کتاب چھاپ کتگ ، ما اکیڈمی ءَ را ورستیں علمی ءُ ادبی حلقہاں نیکیں نامے داتگ ۔ ماورنا تیں زبان زانت ، شاعرءُ قلم کاران ءَ اکیڈمی ءِ ممبر جوڑ کتگ ، او آوان ءَ بلوچی ءِ خدمت ءِ سکین داتگ ۔ منی دل ءَ مستریں کردا کیڈمی ءَ را چہ اکیڈمی ءِ بدواہاں پچ گرگ او آئی ءَ را چہ ایانی عذاب ءَ رکھینگ بوتگ ۔ ما اکیڈمی ءَ را پہ ذاتی ءُ گروہی مقصداں کارمرز بوھگ ءَ نہ اشتگ ۔ حما کہ بقول عطا شاد وا مئے نہ کرزنت ، پرایاں کوار بندگ ءِ رسم پروشتگ ۔ ما ایشی ءَ را اجتماعی ءُ جمہوری فکرے داتگ ۔ مروچی وتی سنکتانی واھگ ءِ خلاف ءَ اکیڈمی ءِ چیرمنی ءِ عہدہ ءِ امیدوار نہ بوھگ ءِ فیصلہ ہم ہے جمہوری ءُ اجتماعی فکر ءِ پیدا ئیں حقیقت ءِ نشان دنت ۔

چہ ما اے حبرءَ ہر کس زانت کہ اکیڈمی ءَ چہ آئی ءِ بدواہاں رکھینگ ءِ کار آسانیں کارے نہ بوتگ ۔ پریشی ءَ تاں روچ ءِ مروچی من ءُ منی بازیں سنکتاں ، بکیں ، کم دیدءُ کمدانشیں مردمانی تربیش ءُ تہلیں تران اشکتگ انت ۔ ایشاں پہ اکیڈمی ءِ بدواہی ءَ ہر ہمادا تگ ءُ ہر ہما کارکتگ کہ ہچ باعزتیں بلوچے ءَ جلو ونہ دینت ۔

منی گوشگ ہمش بوتگ ءُ من انگت ہے گوشاں کہ ذاتی بغض ءُ کینگ ءُ دوستی ءُ نادوستی باید نہ انت کہ سرءَ پہ اکیڈمی ءِ جہل جنگ یا آئی ءِ دیمرئی جہدانی دیمئے دارگ ءَ بہ کشیت ۔ منی گوں بلوچی زبان و ادب ءِ زانتکار ، دانشورءُ قلم کاراں دست بندی انت کہ پہ بلوچ ، بلوچی ءُ بلوچستان ءِ خاطرا گوں اکیڈمی ءَ ہم کوپگ بہ بنت ۔

من ءَ امیت انت کہ آ وکیں وحد و پاساں بلوچی اکیڈمی ، بلوچی زبان ءُ ادب ءِ مرادانی منزلاں سر بوھگ ءِ خاطرا وتی پر مزاحیں گاماں تیز تر کنت ۔ من ءَ امید انت کہ بلوچستان او آئی ءِ تنگو ئیں پچ دیمرئی ، آزادی ءُ وت واکی ءِ باعزتیں آئندگ ءِ منزلاں زوت سر بنت ۔

بلوچی مدام زندگ بات

بلوچستان سبزءُ آزاد بات

ضمیمہ (ن)

آئین

فہرست

1۔	پیش لفظ	137
2۔	ابتداء	138
3۔	مقاصد	139
4۔	اکیڈمی	140
5۔	رکنیت	141
6۔	اعزازی رکنیت	142
7۔	رکنیت کی تنسیخ	144
8۔	عدم اعتماد	147
9۔	دیوان (مجلس عمومی)	149
10۔	انتظامیہ (مجلس منتظمہ)	151
11۔	منصب داران	154
12۔	مالیات	156
13۔	انتخابات	158
14۔	مسودات	161
15۔	ملازم و محقق	161
16۔	ترمیم و تنسیخ	162
17۔	توضیحات	164
18۔	اطلاق	164
19۔	حلف نامہ (ضمیمہ الف)	165

پیش لفظ

بلوچی اکیڈمی کے منشور کا ابتدائی خاکہ اگست 1958ء کے منعقدہ مستونگ اجلاس میں منظرِ عام پر آیا جسے بعد میں بلوچی اکیڈمی کے قیام کے موقع پر چند ترامیم کے ساتھ 1961ء میں شائع کیا گیا اور جس پر 1977ء میں نظرِ ثانی کی گئی۔

7 جولائی 1995ء کے سالانہ اجلاس میں جناب منیر بلوچ کی سربراہی میں جناب اختر ندیم اور جناب عبدالرزاق نادر پر مشتمل ایک دستور کمیٹی بنائی گئی جس نے ترمیمی سفارشات مرتب کیں۔ بعد ازاں مجلس منتظمہ نے 1977ء کے دستور کی دفعہ 58 کے تحت حاصل اختیارات استعمال کرتے ہوئے 9 ستمبر 1995ء کو اتفاق رائے سے دستور کمیٹی کی سفارشات کی منظوری دے دی اور اس طرح یہ دستور 9 ستمبر 1995ء سے بلوچی اکیڈمی کا ترمیمی دستور قرار پایا۔

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دستور، علمی، ادبی اور تحقیقی امور کی انجام دہی کیلئے ایک جامع حیثیت کا حامل ہوگا اور اسے اکیڈمی کے مقاصد اور نصب العین کے حصول میں سنگ میل کی حیثیت حاصل رہے گی۔

9 ستمبر 1995ء

اثیر عبدالقادر شاہوانی

جنرل سیکرٹری

باب اول

ابتداء

بلوچی اکیڈمی، بلوچی زبان، ادب، ثقافت، تاریخ اور روایات کے فروغ اور ان کے تحفظ اور بلوچستان کی سماجی و معاشی ترقی، اس کی عظمت اور اس کی بقاء کی جدوجہد میں شریک رہنے کا عہد کرتی ہے۔

بلوچی اکیڈمی، قوموں کے وقار کے ساتھ رہنے، اپنی زبان، ثقافت اور تشخص کو برقرار رکھنے کی صداقت سے عبارت خواہش اور کوششوں کی حمایت کرتی ہے۔

بلوچی اکیڈمی، بلوچی زبان و ادب ثقافت اور تاریخ کو وسط ایشیا اور خصوصاً اس خطے کی تاریخ و ثقافت کا اہم جزو سمجھتی ہے اور پاکستان کی حدود میں تمام اقوام کی اپنی زبان و ادب و روایات کے برقرار رکھنے کی پرخلوص جدوجہد کی حامی ہے۔

بلوچی اکیڈمی، انسانی معاشرے کے ارتقاء میں ادباء، دانشوروں اور فنکاروں کے کردار کی اہمیت پر کامل یقین رکھتی ہے اور بلوچستان میں آزادی فکر و عمل اور جمہوری اقدار کی بقاء و فروغ کیلئے ان کی کاوشوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

بلوچی اکیڈمی، توانا، صحت مند اور زندہ ادب کی تخلیق کی قدر کرتی ہے۔ زبان و ادب میں نئے رجحانات اور تجربات کو بلوچی ادب کی مجموعی ترقی سے ہم آہنگ کرنے کیلئے تمام کوششوں کی حمایت کرتی ہے۔

بلوچی اکیڈمی، علم، دانش، سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو اقوام عالم کی ذہنی نشوونما اور ان کی معاشی و مادی خوشحالی اور ایک صحت مند معاشرے کے قیام اور فروغ کیلئے ضروری سمجھتی ہے جس میں ہر فرد کو آزادانہ اور مساویانہ مواقع میسر ہوں اور جہاں انسانی قدروں کی پاسداری اور حق و انصاف کو فروغ حاصل ہو۔

بلوچی اکیڈمی، بنیادی انسانی حقوق پر کسی قسم کی سیاسی، لسانی، قبائلی یا مذہبی فرقہ پرستی کے حوالے سے لگائی گئی کسی بھی قدغن کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ایسے اقدام کی حمایت کرتی ہے جو انسانی فکری نشوونما، اس کے خیالات کے آزادانہ اظہار اور ابلاغ کے ضامن ہوں۔

اثیر عبدالقادر شاہوانی

جنرل سیکرٹری

باب دوئم

مقاصد

1۔ بلوچی زبان وادب، تاریخ اور ثقافت پر تحقیقی کوششوں میں تیزی پیدا کرنا اور ایسی کوششوں کو جدید علمی، سائنسی اور فنی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا۔

2۔ بلوچی زبان کی تصانیف اور شہہ پاروں کو دوسری زبانوں میں اور دوسری زبانوں کے معیاری ادب کو بلوچی میں منتقل کرنا۔

3۔ بلوچستان کی تاریخ، جغرافیہ، ثقافت اور زبان وادب سے متعلق نادر نسخہ جات جمع کرنا، شائع کرنا اور اگر یہ دوسری زبانوں میں ہوں تو انہیں بلوچی زبان میں ترجمہ کرنا۔

4۔ بلوچی کی مختلف اصناف شعروادب، لغت، ضرب الامثال، روایات، داستان و حکایات وغیرہ کو محفوظ کرنا اور ان کی اشاعت کا اہتمام کرنا۔

5۔ بین الاقوامی سطح پر قائم علمی اورادبی اداروں کے ساتھ اشتراک عمل کو فروغ دینا۔اسی طرح پاکستان میں قائم، ادبی اور ثقافتی اداروں کے ساتھ علمی اورادبی مقاصد کے حصول میں اشتراک عمل کو فروغ دینا۔

6۔ ایسے اقدامات کی سعی کرنا جو اکیڈمی کے نصب العین اور اغراض ومقاصد کے حصول میں ممد ومعاون ہوں اور بلوچوں کی ثقافتی، معاشرتی، علمی اور سائنسی ترقی میں مددگار ثابت ہوں۔

باب سوئم

اکیڈمی

7- اس ادارے کا نام بلوچی اکیڈمی ہوگا جسے آئندہ اس دستور میں اکیڈمی کہا اور لکھا جائے گا۔

8- یہ ایک علمی، ادبی، ثقافتی اور تحقیقی ادارہ ہوگا۔

9- اکیڈمی قطعی طور پر غیر سیاسی ہوگی۔

10- اکیڈمی کا صدر دفتر اور ریسرچ کمپلیکس عدالت روڈ کوئٹہ میں واقع ہے۔
البتہ مجلس منتظمہ، بلوچستان، اندرون ملک یا بیرون ملک کسی بھی جگہ علاقائی دفتر یا دفاتر کھولنے کی مجاز ہوگی بشرطیکہ اس کی اجازت مجلسِ عمومی نے دی ہو۔

11- اکیڈمی کی دفتری زبان بلوچی ہوگی، اس کا تمام ریکارڈ بلوچی ہی میں مرتب ہوگا تاہم خط و کتابت حسب ضرورت انگریزی، اردو یا کسی دوسری زبان میں بھی ہوسکتی ہے۔

12- اس دستور کی نقلیں بلوچی کے ساتھ ساتھ اُردو اور انگریزی میں بھی مرتب ہوں گی۔

باب چہارم

رکنیت

13۔ (الف) بلوچستان میں یا پاکستان کے کسی بھی حصے میں رہائش پذیر وہ بلوچ جو بلوچی جانتا ہو۔ بلوچ تاریخ وثقافت سے آگاہ ہو۔ بلوچی زبان وادب کے لئے خدمات انجام دے چکا ہو اور باب اول اور باب دوئم میں درج اکیڈمی کے نصب العین اور اغراض ومقاصد سے متفق ہو، اکیڈمی کا رکن بننے کا اہل ہوگا۔ ایسے رکن کو اکیڈمی کے کسی عہدے کیلئے حق رائے دہی استعمال کرنے یا مجلس منتظمہ کے انتخابات میں امیدوار بننے کا حق حاصل ہوگا۔

(ب) کسی سیاسی پارٹی سے وابستہ شخص اکیڈمی کی رکنیت حاصل نہیں کر سکے گا۔

(ت) شق (الف) کے تحت حاصل کی گئی رکنیت مستقل ہوگی، تاوقتیکہ دستور کی دوسری دفعات کے تحت یہ رکنیت، استعفیٰ، وفات، مسلسل غیر حاضری یا عدم اہلیت کی بناء پر ختم نہ ہو یا ختم نہ کی گئی ہو۔

(ث) جو شخص شق (الف) کے تحت اکیڈمی کی رکنیت کی اہلیت رکھتا ہو اور رکنیت حاصل کرنے کا خواہاں ہو۔ مجلس منتظمہ کے دو ارکان یا مجلسِ عمومی کے پانچ ارکان کی تائید کے ساتھ اپنی رکنیت کی درخواست چیئر مین کو پیش کریگا، جسے چیئر مین مجلسِ منتظمہ کے رکمی اجلاس میں پیش کریگا اور بشرط منظوری جنرل سیکرٹری درخواست دہندہ کو فیصلہ کی تحریری اطلاع دے گا۔ رکنیت کی درخواست کی منظوری کیلئے مجلس منتظمہ کے کل ارکان کی دوتہائی اکثریت کی حمایت ضروری ہوگی۔

(ج) اکیڈمی کی رکنیت حاصل کرنے کے بعد ہر رکن پر دستور کی پابندی لازمی ہوگی۔ اور آئین کے ضمیمہ (الف) میں درج حلف نامے پر دستخط کرنا ضروری ہوگا۔

اعزازی رکنیت

14۔ (الف) ایسی معروف علمی وادبی شخصیت جو دفعہ 13 (الف) کے تحت رکنیت کا اہل نہ ہو مگر اس نے بلوچستان کی تاریخ، ثقافت، سیاست، جغرافیہ اور زبان وادب پر کسی بھی زبان میں معروف کتابیں تصنیف کی ہوں یا مضامین لکھے ہوں اور وہ شخص علمی اور ادبی حلقوں میں اچھی شہرت رکھتا ہو، اکیڈمی کا اعزازی رکن بننے کا اہل ہوگا۔

(ب) وہ بلوچ جو دفعہ 13 (الف) کے تحت رکن بننے کا اہل ہو مگر بیرون ملک مستقل طور پر رہائش پذیر ہو اور اکیڈمی کے انتخابات یا مجلس عمومی کے اجلاس میں شرکت نہ کرسکتا ہو، اکیڈمی کا اعزازی رکن بننے کا اہل ہوگا۔

(ت) وہ بلوچ جو دفعہ 13 (الف) کے تحت رکن بننے کا اہل ہو مگر ملک میں موجود ہونے کے باوجود وہ اکیڈمی کے اجلاسوں میں شرکت نہ کرسکتا ہو یا اس کی سیاسی حیثیت یا کسی اور معقول وجہ سے مستقل رکنیت نہ دی جاسکتی ہو اکیڈمی کا اعزازی رکن بن سکتا ہے۔

(ث) اعزازی رکن بننے کیلئے چیئرمین کے نام درخواست دینا ہوگی۔ یا چیئرمین از خود یا مجلس منتظمہ کے دو ارکان یا مجلسِ عمومی کے پانچ ارکان کی سفارش پر ایسے شخص کا نام اعزازی رکنیت کے لئے مجلس منتظمہ کے اجلاس میں پیش کرسکتا ہے۔ اعزازی رکن بننے کیلئے مجلسِ منتظمہ کی کل ارکان کی دو تہائی اکثریت کی منظوری ضروری ہوگی۔

(ج) ایسے شخص کو جس نے اعزازی رکنیت کے لئے خود درخواست نہ دی ہو اور اس کو رکن بنانے کی سفارش شق (ث) کے تحت کی گئی ہو، چیئرمین تحریری طور پر مجلسِ منتظمہ کے اس فیصلے سے کہ اسے اعزازی رکن بنایا جائے، مطلع کرے گا اس کی رضامندی کے بعد اس کا نام اعزازی رکنیت کے رجسٹر میں درج ہوگا۔

(ح) ذیلی شق (الف)، (ب)، (ت)، اور دفعہ 17 (الف) اور (ث) کے تحت حاصل

کی گئی رکنیت کے حامل اعزازی رکن مجلسِ منتظمہ اور مجلسِ عمومی کے کسی بھی رسمی یا غیر رسمی اجلاس میں شرکت کر سکے گا لیکن اسے رائے دہی کا حق نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ مجلسِ منتظمہ کے کسی عہدے کے لئے امیدوار ہو سکتا ہے۔ ایسے رکن یا ارکان کی موجودگی یا غیر موجودگی مجلسِ منتظمہ یا مجلسِ عمومی کے کسی اجلاس پر اثر انداز نہیں ہوگی۔

(خ) اعزازی رکن، اکیڈمی کے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے عملدرآمد میں مدد کیلئے مشورہ دے سکے گا اور اس طرح کے مشورے، رائے اور تبصروں کو مجلسِ منتظمہ یا مجلسِ عمومی کے اجلاس میں زیر بحث لایا جا سکے گا۔

(د) چیئرمین ایسے ارکان سے کسی بھی موضوع پر جو اکیڈمی کے مجموعی مفاد میں ہو، رائے دینے کی درخواست کر سکتا ہے اور اس طرح کی درخواست کے جواب میں موصول ہونے والی رائے، مشورہ یا تبصرہ پر مجلسِ عمومی کے اجلاس میں بحث کر سکتا ہے۔

(ذ) اعزازی اراکین کو اکیڈمی کی سرگرمیوں سے باخبر رکھنے کیلئے چیئرمین وقتاً فوقتاً مراسلے اور خطوط ارسال کر سکتا ہے۔

(ر) اکیڈمی کی مطبوعات کی ایک جلد ہر اعزازی رکن کو مفت فراہم کی جائے گی۔

(ز) شق (ب) کے تحت اعزازی رکنیت حاصل کرنے والا فرد جب بھی پاکستان میں مستقل طور پر رہنے لگے اور عام رکن کی طرح اکیڈمی کے اجلاسوں میں شرکت کر سکتا ہو، اس کی تحریری اطلاع پر مجلسِ منتظمہ کل ارکان کی دو تہائی اکثریت کی منظوری سے اسے مستقل رکنیت حاصل کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔

رکنیت کی تنسیخ

15- (الف) مجلسِ منتظمہ، کل ارکان کی دوتہائی اکثریت سے اکیڈمی کے فنڈز یا وسائل کے خوردبرد یا اکیڈمی کے نصب العین، اغراض مقاصد، اپنی کسی بھی تحریر وتقریر میں یا اکیڈمی کو کسی بھی فورم یا پرنٹ یا الیکٹرونک میڈیا میں بدنام کرنے، آئینی نظم وضبط اور اس کے مفادات کی خلاف ورزی کے مرتکب رکن مجلس عمومی یا رکن یا عہدہ دار مجلسِ منتظمہ کو رکنیت سے خارج کرسکتی ہے۔

(ب) مجلسِ منتظمہ، کل ارکان کی دوتہائی اکثریت سے کسی بھی اعزازی رکن کی رکنیت ختم کرسکتی ہے۔ اس کیلئے ذیلی شق (ث) کے تحت کارروائی کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(ت) کسی رکن کا اکیڈمی کے خلاف رویہ اور کردار کی شکایت مجلسِ عمومی کا کوئی بھی رکن تحریری طور پر چیئرمین کو پیش کرسکتا ہے۔ یا مجلسِ منتظمہ کے کسی بھی اجلاس میں کوئی بھی رکن مجلسِ منتظمہ اکیڈمی کے کسی بھی رکن کے بارے میں شکایت چیئرمین کی رضامندی سے موضوع بحث لاسکتا ہے اور اس کے خلاف مجلسِ منتظمہ کارروائی کا آغاز کرسکتی ہے۔

(ث) چیئرمین اس رکن کو جس کے خلاف شکایت موصول ہوئی ہو۔ اس شکایت سے مطلع کرے گا۔ اس رکن کو خود پیش ہونے یا تحریری جواب دینے کیلئے کم از کم ایک مہینے کی مہلت دی جائے گی۔ اس کے بعد چیئرمین مجلسِ منتظمہ کے اجلاس کے ایجنڈہ میں یہ شکایت اور جواب اگر موصول ہوا ہو، شامل کرے گا۔

(ج) مجلسِ منتظمہ کا وہ رکن یا عہدہ دار جس کے خلاف شق (الف) کے تحت کارروائی مقصود ہو، وہ رکن یا عہدہ دار مجلسِ منتظمہ کے شق (ت) اور (ث) کے تحت ہونے والے اجلاس میں ووٹ

کا حق استعمال نہیں کر سکے گا جس میں اس کے خلاف کارروائی زیر بحث ہو۔

(ح) شق (الف) کے تحت جس رکن کی رکنیت ختم کی گئی ہو، وہ آئندہ اکیڈمی کا رکن نہیں بن سکے گا۔

16۔(الف) اگر کوئی رکن اکیڈمی، رکن مجلسِ منتظمہ یا عہدیدار اپنے عہدے یا حیثیت سے مستعفی ہونا چاہتا ہو تو وہ اپنا استعفیٰ تحریری طور پر چیئرمین کو پیش کرے گا۔

(ب) چیئرمین اپنا استعفیٰ مجلسِ منتظمہ کے اجلاس میں پیش کرے گا۔

17۔ (الف) جسمانی یا دماغی اعتبار سے مفلوج شخص اکیڈمی کی رکنیت حاصل نہیں کر سکے گا لیکن اگر اکیڈمی کا کوئی رکن دورانِ رکنیت دماغی یا جسمانی اعتبار سے معذور یا مفلوج ہو جائے تو مجلسِ منتظمہ کل ارکان کی دوتہائی اکثریت سے اس رکن کی رکنیت ختم کر سکتی ہے یا اسے اعزازی قرار دے سکتی ہے۔

(ب) اکیڈمی کا کوئی مستقل ممبر یا عہدہ دار اگر کسی سیاسی پارٹی میں شمولیت اختیار کرے تو مجلس منتظمہ، کل ارکان کی دوتہائی اکثریت کی منظوری سے اس مستقل ممبر یا عہدہ دار کی رکنیت ختم کر سکتی ہے یا اسے اعزازی قرار دے سکتی ہے۔

(ت) جس رکن منتظمہ نے مجلسِ منتظمہ کی مسلسل تین یا اس سے زیادہ نشستوں میں بغیر کسی معقول وجہ کے شرکت نہ کی ہو، اس کی مجلسِ منتظمہ کی رکنیت ختم تصور ہوگی بشرطیکہ اس رکن کی تحریری درخواست پر جس میں ان کی غیر حاضری کی مناسب وجوہ بیان کی گئی ہوں، مجلسِ منتظمہ کثرت رائے سے اس کی رکنیت بحال کرنے کی منظوری نہ دے۔

(ث) وہ رکن جو مجلسِ عمومی کے مسلسل تین یا اس سے زیادہ اجلاسوں میں بغیر معقول وجہ کے شرکت نہ کرے، ایسے رکن کی رکنیت ختم تصور ہوگی۔ بشرطیکہ اس رکن کی تحریری درخواست پر جس میں اپنی غیر حاضری کی مناسب وجوہ بیان کی گئی ہو، مجلسِ منتظمہ ایسے رکن کی رکنیت کل ارکان کی دوتہائی اکثریت کی منظوری سے بحال کرنے کی منظوری نہ دے۔

(ج) قطع نظر ان آئینی دفعات کے جس میں اراکین کی مسلسل غیر حاضری پر تنسیخ رکنیت یا کورم کا

...رکن جو تحریری طور پر مجلس عمومی کے دیوان میں کسی مناسب وجوہ کی بناء پر شمولیت سے معذرت ...کی چھٹی کی درخواست دے اور مجلسِ عمومی چھٹی کی اس درخواست کو منظور کرے تو اس رکن اکیڈمی کی ...شمولیت غیر حاضری میں شمار نہیں ہوگا۔ ایسے رکن کی عدم شمولیت کورم پر اثر انداز نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کی ...غیر حاضری پر ذیلی شق (ث) کے تحت کارروائی ہوگی۔

(ح) البتہ شق (ج) کا اطلاق ان امور پر نہیں ہوگا جن کی وضاحت دستور کے دفعہ 19 (ث) اور دفعہ 66 (خ) اور (د) میں کی گئی ہے۔

(خ) ذیلی شق (ت) کے تحت ارکان کی ختم شدہ رکنیت کو مجلسِ منتظمہ کل ارکان کی دو تہائی اکثریت سے اعزازی رکنیت میں تبدیل کرسکتا ہے۔

18۔ دفعہ 15 (الف) کے تحت کسی رکن مجلسِ عمومی یا عہدہ داریا رکن مجلسِ منتظمہ کی رکنیت کو ختم کرنے کی کارروائی دفعہ 15 (ت) اور (ث) کے تحت ہوگی البتہ چیئرمین اکیڈمی پر دفعہ 15 (الف) کے تحت کارروائی کی صورت عدم اعتماد اور مواخذے کی ہوگی جس کی وضاحت دستور کے باب پنجم میں کی گئی ہے۔

باب پنجم

عدم اعتماد

19۔(الف) چیئر مین کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک مجلسِ عمومی کے صرف اس خصوصی اجلاس میں پیش کی جاسکتی ہے جو اسی مقصد کے لئے طلب کیا گیا ہو۔

(ب) مجلسِ عمومی کے کل ارکان کی ایک تہائی تعداد تحریری طور پر چیئر مین کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد تجویز کرسکتی ہے۔ اس قرارداد میں ان اسباب کی واضح طور پر نشاندہی ضروری ہے، جن کی وجہ سے عدم اعتماد کی تحریک ضروری سمجھی گئی ہو۔

(ت) ایک تہائی ارکان کے دستخطوں سے چیئر مین کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد جنرل سیکرٹری اور اسکی غیر موجودگی میں جوائنٹ سیکرٹری کو ارسال کی جائے گی اور اس قرارداد کی نقل مجلسِ عمومی کے تمام ارکان کو بھی بھیجی جائے گی۔ قرارداد کی وصولی کے 30 یوم کے اندر جنرل سیکرٹری یا اس کی غیر موجودگی میں جوائنٹ سیکرٹری مجلسِ عمومی کا اجلاس طلب کرے گا۔ جس کی صدارت وائس چیئر مین کرے گا۔ وائس چیئر مین کی غیر موجودگی میں کسی بھی رکن مجلسِ عمومی کو کثرت رائے سے اجلاس کی صدارت کیلئے منتخب کیا جائیگا۔

(ث) عدم اعتماد کی تحریک پر مجلسِ عمومی کے اجلاس میں رائے شماری ہوگی۔ قرارداد کی منظوری کیلئے مجلسِ عمومی کے کل ارکان کی اکثریت کی حمایت ضروری ہوگی۔

(ج) چیئر مین کے خلاف عدم اعتماد کی منظوری کی صورت میں دفعہ 40 (ب) اور (ت) کے تحت نئے چیئر مین کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔

(ح) چیئر مین کے خلاف مواخذے کی تحریک کی منظوری کی صورت میں چیئر مین کے عہدے کے ساتھ اس کی اکیڈمی کی رکنیت بھی ختم ہوگی اور دفعہ 15 (ح) کے تحت دوبارہ اکیڈمی کا ممبر نہیں بن سکے گا۔

(خ) قرارداد کے موصول ہونے کے بعد اور اس پر مجلسِ عمومی کے اجلاس میں فیصلہ تک کی درمیانی مدت میں چیئر مین کے تمام آئینی وانتظامی اختیارات دستور کی دفعہ 44 کی روشنی میں وائس چیئر مین استعمال کرے گا۔

باب ششم

دیوان (مجلسِ عمومی)

20۔ بلوچی اکیڈمی کے مجلسِ عمومی اس کے تمام مستقبل ارکان پر مشتمل با اختیار ادارہ ہوگا۔

21۔ (الف) مجلسِ عمومی کا سالانہ عام اجلاس ہر سال اگست کے پہلے عشرے میں پہلے اتوار کے روز کوئٹہ میں بلوچی اکیڈمی کے صدر دفتر واقع عدالت روڈ میں ہوا کرے گا۔ اگر کسی ہنگامی صورتحال کی بناء پر ایسا اجلاس مقررہ تاریخ پر ممکن نہ ہو تو چیئر مین ہر رکن کو بذریعہ مراسلہ اس کی اطلاع دے گا اس طرح کا معطل شدہ اجلاس ستمبر کے تیسرے عشرے کی آخری اتوار کے روز ہونا ضروری ہے۔

(ب) چیئر مین اس بات کو یقینی بنائے گا کہ مقررہ تاریخ پر اجلاس کی منسوخی اور نئی تاریخ پر اجلاس کی طلبی کی خبر کم از کم پندرہ دن پہلے کوئٹہ کے دو (۲) روزناموں میں اشتہار کی صورت میں چھپ جائے۔

22۔ مجلسِ عمومی ہر تین سال بعد دفعہ 21 کے تحت بلائے جانے والے اجلاس میں مجلسِ منتظمہ کا انتخاب کرے گی۔

23۔ مجلسِ عمومی کے سالانہ اجلاس میں اکیڈمی کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے گا اور حسابات کی جانچ پڑتال ہوگی۔

24۔ مجلسِ عمومی کا سالانہ عام اجلاس کا کورم کل ارکان کا ایک تہائی ہوگا۔

25۔ (الف) مجلسِ عمومی کے تمام امور کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوا کرے گا۔ رائے مساوی ہونے کی صورت میں چیئر مین یا صدر دیوان اپنا حق رائے دہی کا کاسٹنگ (اضافی) ووٹ استعمال کرے گا۔

(ب) شق (الف) کا اطلاق ان امور پر نہیں ہوگا جن کے فیصلہ کیلئے دستور کی مختلف دفعات کے تحت مجلسِ عمومی کے کل ارکان یا اس سے زیادہ کی اکثریت کی رضامندی ضروری ہو۔

26۔ مجلسِ عمومی کے اجلاس کی صدارت، چیئر مین اور ان کی غیر موجودگی میں وائس چیئر مین کیا کرے گا۔ دونوں کی غیر حاضری کی صورت میں کسی بھی رکن اکیڈمی کو کثرت رائے سے اجلاس کی صدارت

کیلئے منتخب کیا جا سکے گا۔

27۔ مجلس عمومی کی کارروائی قلم بند کی جائے گی۔

28۔ (الف) دفعہ 21 اور دفعہ 22 کے تحت طلب کئے گئے اجلاس کے علاوہ چیئرمین مجلس منتظمہ کی کل ارکان کی اکثریت کی منظوری سے مجلس عمومی کا غیر معمولی یا ہنگامی اجلاس بلانے کا مجاز ہوگا۔ اس کیلئے ارکان کم از کم 15 دن کا نوٹس دینا ضروری ہوگا۔ تحریری نوٹس کے علاوہ اخباری اشتہارات کے ذریعہ بھی اس غیر معمولی یا ہنگامی اجلاس کی خبر کو مشتہر کیا جائے گا۔

(ب) چیئرمین کی عدم موجودگی میں وائس چیئرمین، غیر معمولی یا ہنگامی اجلاس طلب کر سکتا ہے بشرطیکہ ایسے اجلاس کی منظوری مجلس منتظمہ کے کل ارکان کی اکثریت نے دی ہو، ایسے اجلاس کی تشہیر شق (الف) کے تحت ہوگی۔

29۔ (الف) چیئرمین یا اس کی غیر موجودگی میں وائس چیئرمین اگر سالانہ اجلاس جو ہر سال اگست کے پہلے عشرے کے پہلے اتوار کے روز ہونا قرار پایا ہے اور ہنگامی صورتحال کی وجہ سے ستمبر کے تیسرے عشرے کے آخری اتوار کو ہونا ہے، منعقد نہ کرے تو کل ارکان کی ایک چوتھائی اپنے دستخطوں سے چیئرمین یا اس کی غیر حاضری میں وائس چیئرمین کو اجلاس بلانے کا تحریری نوٹس دے سکتے ہیں۔ اگر نوٹس کی وصولی کے ایک ہفتے کے اندر چیئرمین یا اس کی غیر موجودگی میں وائس چیئرمین، مجلسِ عمومی کا اجلاس بلانے کی کارروائی نہ کرے تو نوٹس دہندگان اپنے دستخطوں سے ایک اور نوٹس کے ذریعے از خود اجلاس طلب کرنے کے مجاز ہوں گے۔

(ب) ایسے اجلاس کی تشہیر دفعہ 28 (الف) کے مطابق ضروری ہے۔

30۔ عام سالانہ اجلاس کے علاوہ چیئرمین یا اس کی غیر موجودگی میں وائس چیئرمین مجلسِ عمومی کے ایک تہائی ارکان کی تحریری درخواست پر مجلسِ عمومی کا خصوصی اجلاس بلانے کا پابند ہوگا۔ اس تحریری درخواست میں محرکین ان مقاصد کی وضاحت کریں گے، جن کے سبب اجلاس کا بلایا جانا ضروری ہے۔ ایسے اجلاس کی تشہیر دفعہ 28 (الف) کے تحت ہوگی۔

باب ہفتم

انتظامیہ (مجلس منتظمہ)

31۔ اکیڈمی کے انتظامی امور کی انجام دہی اور اس کے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے ایک ہفت رکنی مجلس منتظمہ ہوگی جس کے ارکان کو مجلس عمومی منتخب کرے گی، اور جو تین سال تک یہ فرائض انجام دے گی۔

32۔ مجلس منتظمہ کے سات ارکان کے علاوہ مندرجہ ذیل چار عہدیدار ہوں گے۔

1۔ چیئرمین

2۔ وائس چیئرمین

3۔ جنرل سیکرٹری

4۔ جوائنٹ سیکرٹری

33۔ (الف) مجلس منتظمہ کا اجلاس سال میں کم از کم 5 مرتبہ بلایا جانا ضروری ہوگا۔ ہر اجلاس کیلئے ارکان کو کم از کم تین دن قبل نوٹس دینا ہوگا۔

(ب) مجلس منتظمہ کے اجلاس کا کورم چھ ارکان پر مشتمل ہوگا۔

34۔ مجلس منتظمہ کا ہنگامی اجلاس دو دن کے نوٹس پر بلایا جاسکے گا۔

35۔ مجلس منتظمہ کے چار ارکان کی تحریری درخواست پر چیئرمین یا ان کی غیر موجودگی میں وائس چیئرمین مجلس منتظمہ کا اجلاس طلب کرے گا۔

36۔ مجلس منتظمہ کے اجلاس کی صدارت چیئرمین یا ان کی عدم موجودگی میں وائس چیئرمین کرے گا۔ دونوں کی عدم موجودگی میں مجلس منتظمہ کے کسی بھی رکن کو کثرت رائے سے صدارت کیلئے منتخب کیا جاسکے گا۔

37۔ (الف) مجلس منتظمہ کے تمام امور کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوا کرے گا۔ رائے مساوی ہونے کی صورت میں چیئرمین، وائس چیئرمین، یا دونوں کی غیر موجودگی میں جس شخص کو صدارت کیلئے منتخب کیا گیا ہو اپنا حق رائے دہی کاسٹنگ (اضافی) ووٹ استعمال کرے گا۔

(ب) شق (الف) کا اطلاق ان امور پر نہیں ہوگا، جن کے فیصلے کیلئے دستور کی مختلف دفعات

کے تحت مجلسِ منتظمہ کے کل ارکان کی اکثریت یا اس سے زیادہ کی اکثریت کی رضامندی ضروری ہو۔

38۔ مجلسِ منتظمہ کو مختلف امور کیلئے سب کمیٹیوں کی تشکیل و تقرر کا اختیار ہوگا۔

39۔ مجلسِ منتظمہ کو انتظامی یا دستوری امور کی انجام دہی کیلئے ذیلی قواعد و ضوابط مرتب کرنے اور ان کو نافذ کرنے کا اختیار ہوگا۔

40۔ (الف) چیئرمین کے علاوہ کسی رکن مجلسِ منتظمہ یا عہدیدار کی وفات، مستعفی ہونے عدم اہلیت یا آئین کی دفعات کی رو سے اس کی رکنیت منسوخ ہونے کی صورت میں مجلسِ منتظمہ کثرت رائے سے خالی شدہ نشست پُر کرے گی اور اس طرح منتخب کیا جانے والا عہدیدار یا رکن اگلے انتخابات تک اپنے عہدے پر برقرار رہے گا۔

(ب) اگر چیئرمین کا عہدہ بوجہ وفات، معذوری، استعفیٰ یا عدم اعتماد، خالی قرار پائے اور اگلے انتخابات میں ایک سال سے زائد کا عرصہ باقی ہو تو چیئرمین کی خالی نشست پر انتخابات کیلئے 15 دن کے نوٹس اور اخباری اشتہارات پر مجلسِ عمومی کا اجلاس بلایا جائے گا جس میں چیئرمین کا انتخاب ہوگا۔ جو باقی دستوری مدت تک چیئرمین کی حیثیت سے فرائض انجام دے گا۔

(ت) اگر چیئرمین کی نشست خالی ہونے اور اگلے انتخابات کی تاریخ تک ایک سال سے کم عرصہ باقی ہو تو ایسی صورت میں اگلے انتخابات تک وائس چیئرمین، چیئرمین کے فرائض انجام دے گا۔ اور وائس چیئرمین کے لئے مجلسِ منتظمہ کسی بھی رکن مجلس عمومی کو نامزد کرے گی۔

(ث) شق (ت) کے تحت مجلسِ منتظمہ کے عہدیدار یا رکن کی خالی نشست پر جو اس کے وائس چیئرمین کے عہدے پر نامزد ہونے پر خالی ہو، مجلسِ منتظمہ کسی بھی رکن مجلسِ عمومی کو نامزد کر سکے گی۔

(ج) مجلسِ منتظمہ اندرون اور بیرون ملک قائم ہونے والے دفاتر کیلئے قواعد و ضوابط کی منظوری دے گی۔

(ح) دستور میں جہاں بعض دفعات کا مفہوم واضح نہ ہو یا وہ ایک دوسرے سے متصادم ہوں، مجلسِ منتظمہ ان کی توضیح کرنے کی مجاز ہوگی اور ان دفعات کی توضیحات و تشریحات قابل قبول ہوں گی تاوقتیکہ مجلسِ عمومی ان کی پیش کردہ توضیحات کو غلط قرار دے کر اس سے مختلف مفہوم پیش نہ کرے۔

منصب داران

چیئرمین

41۔ (الف) چیئرمین، اکیڈمی کا عہدیدار اعلیٰ اور دستوری سربراہ ہوگا۔

(ب) اکیڈمی کے تمام دستاویزات، ریکارڈ، جائیداد وغیرہ کی واجبات اور اثاثے اکیڈمی کی ہوں گی۔ جن کی تحویل و قبضہ چیئرمین کی سربراہی میں مجلس منتظمہ کے پاس ہوگی۔

42۔ چیئرمین، اکیڈمی کے مقاصد کے حصول میں مختلف شخصیات، سرکاری اور نجی اداروں، ملکی اور غیر ملکی، ادبی اور ثقافتی اداروں سے رابطہ قائم رکھے گا۔

43۔ ہنگامی صورت میں ان مواقع پر جب کسی مخصوص مسئلے کے متعلق دستور میں کوئی شق موجود نہ ہو تو چیئرمین اپنی صوابدید کے مطابق کوئی ایسی کارروائی یا اقدام کرسکتا ہے جسے وہ اکیڈمی کے مفاد میں مناسب یا ضروری سمجھے لیکن چیئرمین جو بھی فیصلہ یا کارروائی کریگا، اس کی توثیق یا منظوری کل اراکین کی دو تہائی اکثریت سے مجلسِ منتظمہ کے بعد میں ہونے والے اجلاس میں فوری طور پر کرانا ضروری ہوگی اور اگر مجلس منتظمہ ایسے اقدام یا فیصلے کی منظوری نہیں دیتی تو چیئرمین کی طرف سے کی گئی کارروائی یا فیصلہ منسوخ یا کالعدم سمجھا جائیگا۔

وائس چیئرمین

44۔ چیئرمین کی عدم موجودگی، وفات، استعفیٰ یا عدم اہلیت کی صورت میں وائس چیئرمین، چیئرمین کے فرائض انجام دے گا۔

جنرل سیکرٹری

45۔ جنرل سیکرٹری، چیئرمین کے مشورے سے حسب ذیل فرائض انجام دے گا۔

(الف) مجلسِ عمومی اور مجلسِ منتظمہ کی کارروائیوں کو ضبط تحریر میں لانا۔

(ب) دفتری ریکارڈ کی ترتیب و نگرانی

46۔ اکیڈمی کی مالیت کا باقاعدہ حساب رکھنا، چیئرمین سے اس کی توثیق کرانا اور مجلسِ عمومی میں سالانہ آمد و خرچ کا میزانیہ اور گوشوارہ پیش کرنا۔

جوائنٹ سیکرٹری

47۔ جنرل سیکرٹری کی عدم موجودگی میں جوائنٹ سیکرٹری ان کے فرائض انجام دے گا۔

باب نہم

مالیات

48۔ اکیڈمی کی آمدنی کے ذرائع یہ ہوں گے۔

(الف) عطیات

(ب) گرانٹ منجانب صوبائی اور وفاقی حکومت

(ت) اکیڈمی کی مناسب اور قانونی سرگرمیوں سے حصول زر

(ث) سلسلہ مطبوعات سے آمدنی

(ج) حکومتی اداروں اور غیر ممالک سے قرضہ جات

(ح) ایسے تمام قانونی ذرائع سے حصول زر، جو اکیڈمی کے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے منافی نہ ہوں۔

49۔ عطیات اور دیگر امدادی رقوم وغیرہ ہر جہت سے غیر مشروط ہوں گی۔ ماسوائے کسی ایسی شرط کے جو متعلقہ ادارہ یا فرد، حساب کتاب رکھنے اور جانچ پڑتال کی غرض سے عائد کرے یا کسی ایسی شرط کے جو اکیڈمی کے مفادات کے منافی نہ ہو۔

50۔ اکیڈمی کی آمدنی کو اشاعت کتب و رسائل، دفتری اخراجات، علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں اور اکیڈمی کے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے خرچ کیا جائے گا۔

51۔ جملہ اخراجات کے لئے مجلسِ منتظمہ کی منظوری ضروری ہوگی۔

52۔ (الف) جملہ رقوم اکیڈمی کے نام سے کسی شیڈول بینک میں رکھی جائیں گی۔

(ب) بینک سے رقم کی برآمدگی، چیئرمین اور جنرل سیکرٹری کے مشترکہ دستخطوں سے ہوا کرے

گی۔

53۔ چیئرمین کو مجلسِ منتظمہ کے کل ارکان کی دوتہائی اکثریت کی منظوری سے اکیڈمی کے مفاد میں کسی بھی ملکی، غیر ملکی، حکومتی یا غیر حکومتی ادارے سے رقوم بطور قرض حاصل کرنے اور اس طرح حاصل کردہ قرضوں کیلئے اکیڈمی کی جائیداد سے ضمانت مہیا کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

54۔ (الف) اکیڈمی کا مالی سال یکم جولائی سے 30 جون ہوگا۔

(ب) اکیڈمی کے جملہ حساب کتاب، آمدوخرچ اور لین دین باقاعدہ کاروباری اسلوب پر رکھے جائیں گے اور مالی سال کے آخر میں آمدوخرچ کا حساب نکالا جائے گا۔

(ت) اکیڈمی کے آمدوخرچ کی جانچ پڑتال ہر مالی سال کے اختتام پر پڑتال (آڈٹ) کرنے والوں کے ایسے تسلیم شدہ ادارے سے کرایا جائے گا جسے مجلسِ منتظمہ نے مقرر کیا ہو یہ آڈٹ رپورٹ توثیق کیلئے مجلسِ عمومی کے اجلاس میں پیش کی جائے گی۔

انتخابات

55۔ اکیڈمی کے انتخابات دفعہ 22 کے تحت ہر تین سال بعد ماہ اگست کے پہلے عشرے میں اتوار کے روز ہوا کریں گے۔ اس اجلاس میں مجلسِ عمومی، اکیڈمی کے چیئرمین اور مجلسِ منتظمہ کے عہدیداروں اور ارکان کا انتخاب عمل میں لائے گی۔

56۔ (الف) انتخابات کیلئے مجلسِ منتظمہ ایک الیکشن کمیشن تشکیل دے گی۔ کمیشن کے ارکان کی تعداد زیادہ سے زیادہ پانچ اور کم سے کم تین ہوگی۔

(ب) کمیشن کا چیئرمین اچھی شہرت رکھنے والا ایسا شخص ہوگا جو اکیڈمی کا مستقل رکن نہ ہو۔ کمیشن کے باقی ارکان بھی ایسے اشخاص لئے جائیں گے، جو اکیڈمی کے مستقل رکن نہ ہوں۔

(ت) اکیڈمی کے اعزازی ارکان بھی الیکشن کمیشن کے چیئرمین یا رکن مقرر کئے جا سکیں گے۔

(ث) الیکشن کمیشن مجلسِ منتظمہ کے مشورہ سے انتخابات کا طریقہ کار اور شیڈول طے کرے گا۔

(ج) اگر الیکشن کمیشن کی تشکیل کے بعد اور انتخابات سے قبل کسی بھی مرحلہ پر الیکشن کمیشن کے چیئرمین یا ممبر یا ممبران کسی بھی وجہ سے انتخابات کرانے سے قاصر ہوں یا وہ اس عمل میں حصہ لینے پر اپنی معذوری ظاہر کریں تو اکیڈمی کے چیئرمین مجلسِ منتظمہ کے مشورہ سے الیکشن کمیشن کے نئے چیئرمین یا ممبر / ممبران نامزد کریں گے جو مقررہ وقت اور تاریخ پر انتخابات کا انعقاد کرائیں گے۔ الیکشن کمیشن کی تشکیلِ نو پر دفعہ 59 کے ذیلی دفعہ (الف) کا اطلاق نہیں ہوگا۔

57۔ مجلسِ منتظمہ کے تمام اراکین اور عہدیداروں کے انتخاب کے لئے خفیہ رائے شماری ہوگی۔

58۔ (الف) انتخابی کمیشن، ہر رکن کو اپنی رائے استعمال کرنے کیلئے پرچہ انتخاب مہیا کرے گا۔ جس پر

کمیشن کے چیئر مین اورارکان کے دستخط ہوں گے۔ ہر ممبر اس پرچے پر اپنی رائے کا اظہار کرنے کے بعد انتخابی کمیشن کے سامنے بیلٹ بکس میں ڈالے گا۔

(ب) بیلٹ بکس امیدواروں یا ان کے مجاز نمائندوں کی موجودگی میں کھولا جائے گا اور ووٹوں کی گنتی ہوگی۔ نتائج کا اعلان اسی وقت اور اسی جگہ کیا جائے گا۔

(ت) اگر کسی عہدے کیلئے آراء مساوی ہوں تو الیکشن کمیشن بذریعہ قرعہ اندازی فیصلہ کرے گا۔

(ث) اگر انتخابات میں چیئر مین کے عہدے کے لئے دو سے زیادہ امیدوار ہوں اور مختلف امیدواروں کو ووٹ پڑنے کی صورت میں کسی بھی امیدوار کو ووٹ کا حق استعمال کرنے والے کل ارکان کی اکثریت کی حمایت حاصل نہ ہو تو چیئر مین کے عہدہ کیلئے رن آف انتخابات منعقد ہونگے۔ الیکشن کمیشن سب سے زیادہ ووٹ لینے والے دو امیدواروں کے درمیان اس عہدہ کیلئے دوبارہ الیکشن کا انعقاد کرائے گا جو اسی دن ہوگا۔ رن آف انتخابات میں سب سے زیادہ ووٹ لینے والا امیدوار چیئر مین منتخب قرار پائے گا۔

59۔ (الف) الیکشن کمیشن کی تشکیل انتخابات سے 15 دن پہلے کی جائیگی۔

(ب) تمام عہدوں اور رکن مجلسِ منتظمہ کیلئے کاغذات نامزدگی داخل کرنا ہوگا۔

(ت) ایک رکن اکیڈمی مجلسِ منتظمہ کے ایک ہی عہدے کے لئے انتخاب لڑسکتا ہے۔

(ث) انتخابات کیلئے مجلسِ عمومی کے اجلاس کا کورم دوسرے عام سالانہ اجلاس کی طرح کل ارکان کی ایک تہائی تعداد ہوگی۔

(ج) اگر امیدوار یا اس کا نمائندہ یا کوئی رکن مجلسِ عمومی ووٹوں کی گنتی کے دوران پیش ہونے والے کسی واقعہ یا بات کی جو آزادانہ انتخابات کی راہ میں رکاوٹ ہوئے ہوں، شکایت کرنا چاہے تو وہ زبانی یا تحریری طور پر ایسی شکایت الیکشن کمیشن کو پیش کرسکتا ہے۔ جس پر الیکشن کمیشن کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

(ح) کورم کی کمی کی وجہ سے ملتوی ہونے والے اجلاس کو دوبارہ طلب کرنے کیلئے تاریخ اور وقت کا تعین مجلسِ منتظمہ کریگی۔ اس طرح کے اجلاس کی تشہیر کیلئے دفعہ 21(ب) کی پابندی ضروری نہیں لیکن

مجلسِ منتظمہ اس اجلاس کی مناسب تشہیر کو یقینی بنائے گی۔

60۔ انتخابات کے تمام مرحلوں میں انتخابی کمیشن کا فیصلہ حتمی ہوگا اور اسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جائے گا۔

61۔ جنرل سیکرٹری انتخابات سے 10 دن پہلے ان تمام ارکان کے نام الیکشن کمیشن کو فراہم کرے گا جو ووٹ ڈالنے اور امیدوار بننے کے اہل ہیں۔

62۔ انتخابی مہم کے دوران امیدوار کسی دوسرے امیدوار یا رکن کی کردار کشی یا غیر اخلاقی پروپیگنڈہ سے اجتناب کرنے کے پابند ہوں گے۔ ورنہ کسی بھی رکن کی تحریری شکایت اور مواد موصول ہونے کے بعد جس امیدوار کے خلاف شکایت ہو، اسے سننے یا تحریری جواب داخل کرنے کے بعد الیکشن کمیشن ایسے امیدواروں کے خلاف کارروائی کرنے کا مجاز ہوگا، جس میں ایسے امیدوار کے انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی شامل ہے۔ یہ فیصلہ حتمی ہوگا، جسے کسی فورم میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

63۔ (الف) کمیشن کی طرف سے انتخابات کے نتائج کے اعلان کے ساتھ ہی نئے منتخب عہدیداران اور رکن مجلسِ منتظمہ اپنے اپنے عہدوں پر فائز متصور ہوں گے۔

(ب) الیکشن کمیشن، مجلسِ منتظمہ کے مشورے سے اکیڈمی کے ریکارڈ، دستاویزات، جائیداد وغیرہ کی تفصیل پہلے تیار کروائے گا اور انتخابات کے نتائج کے اعلان کے ساتھ ہی اس طرح کے جملہ کاغذات، ریکارڈ، دستاویزات وغیرہ نئے منتخب چیئرمین کے حوالے کرے گا۔

باب یازدہم

مسودات

64۔ (الف) اشاعت کی غرض سے موصول شدہ مسودات چیئرمین مجلسِ منتظمہ کے اجلاس میں پیش کرے گا۔ مجلسِ منتظمہ، ان مسودات کو مطالعے اور رائے کیلئے کسی ذیلی کمیٹی کے سپرد کر سکتی ہے۔

(ب) مجلسِ منتظمہ، ذیلی کمیٹی کی رائے اور تخمینہ اخراجات پر غور کرنے کے بعد اگر مسودہ کی اشاعت کو مناسب سمجھے تو اس کی اشاعت اور اخراجات کی باقاعدہ منظوری دے گی۔

(ت) مسودہ کی اشاعت کی منظوری کے بعد چیئرمین مصنف یا مولف سے حسب ضابطہ اشاعت کی شرائط طے کرے گا اور مسودہ کی اشاعت کا اہتمام کرے گا۔

باب دوازدہم

ملازم و محقق

65۔ (الف) اکیڈمی کے دفتری امور کی انجام دہی کیلئے دفتری عملے کا تقرر مجلسِ منتظمہ کیا کرے گی اور ان کی شرائط ملازمت وغیرہ کے تعین کا اختیار بھی مجلسِ منتظمہ کو ہوگا۔

(ب) مجلسِ منتظمہ کو بلوچی زبان اور ادب کی تحقیق کیلئے ریسرچ اسکالرز یا محققین کے تقرر، برطرفی اور ان کی تنخواہ یا معاوضوں کی شرح کے فیصلے کا اختیار ہوگا۔

ترمیم و تنسیخ

اس دستور میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار صرف مجلسِ عمومی کو ہوگا۔ جس کیلئے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

(الف) مجلسِ عمومی کی تشکیل کردہ دستور کمیٹی، آئین میں ترمیم کرنے کی مجاز ہوگی بشرطیکہ مجلس منتظمہ کے کل ارکان کی دوتہائی اکثریت ان ترامیم کی توثیق کرے۔

(ب) مجلسِ منتظمہ، اگر دستور کمیٹی کی تجاویز سے متفق نہ ہوتو وہ دستور کمیٹی کی تجاویز میں ترمیم تنسیخ کی تجویز کے ساتھ دوبارہ دستوری کمیٹی میں پیش کرے گی۔

(ت) چیئرمین مجلسِ منتظمہ کی منظوری سے دستور کمیٹی کو آئین میں ترمیم کیلئے مراسلہ لکھ سکتا ہے، جس پر دستور کمیٹی غور وخوض کے بعد ترمیمی سفارشات مرتب کرے گی اور مجلسِ منتظمہ کو پیش کرے گی۔

(ث) شق (ب) کے تحت مجلسِ منتظمہ کی تجاویز پر غور کرنے کے بعد اگر دستور کمیٹی اپنی رپورٹ دوبارہ مجلسِ منتظمہ کو پیش کرے اور اگر مجلسِ منتظمہ کے کل ارکان کی دوتہائی اکثریت ان تجاویز کی توثیق کردے تو وہ نافذ العمل متصور ہونگی۔

(ج) اگر دستور کمیٹی کی دوبارہ پیش کردہ تجاویز کو مجلسِ منتظمہ کے دوتہائی ارکان کی حمایت حاصل نہ ہوتو ایسی ترمیم و تنسیخ مجلسِ عمومی کے خصوصی اجلاس میں پیش کی جاسکے گی۔

(ح) اس مقصد کیلئے چیئرمین دستور کمیٹی کی تحریری سفارش پر مجلسِ عمومی کا خصوصی اجلاس ایک مہینے کے نوٹس پر بلائے گا اور اسی نوٹس کے ساتھ دستور کمیٹی کی رپورٹ کی کاپی بشمول آئینی ترمیم و تنسیخ ہر ممبر کو بطور ایجنڈا فراہم کرے گا۔

اس کے علاوہ چیئر مین مجلسِ منتظمہ کی طرف سے وہ نکات بھی جو مجلسِ منتظمہ میں زیر بحث آئے ہوں اور جن کی بناء پر دستور کمیٹی کی تجاویز مسترد ہوئی ہوں، ایجنڈا میں شامل کرے گا۔

(خ) اگر مجلسِ عمومی کی تین چوتھائی تعداد ان تجاویز کی توثیق کرے تو انہیں دستور کا حصہ تصور کیا جائے گا۔

(د) اس مقصد کیلئے بلائے جانے والے مجلسِ عمومی کے اجلاس کا کورم کل ارکان کی اکثریت ہوگی۔

(ذ) کورم کی کمی کے سبب ملتوی ہونے والے اجلاس کو دوبارہ طلب کرنے پر کورم کل ارکان کی اکثریت ہی ہوگی۔

باب چہاردہم

توضیحات

67۔ دستور میں جب تک کہ متن کسی مختلف مفہوم و معنی کا تقاضا نہیں کرتا، مندرجہ ذیل اصطلاحات کے علی الترتیب ذیل معانی و مقصد مراد لئے جائیں گے۔

اکیڈمی...... بلوچی اکیڈمی کوئٹہ یا اس کی وہ شاخ جو کہ کوئٹہ کے علاوہ اندرون ملک یا بیرون ملک قائم ہو۔

مستقل رکن...... اکیڈمی کا وہ رکن جس نے دفعہ 13 کے تحت رکنیت حاصل کی ہو۔

اعزازی رکن...... اکیڈمی کا وہ رکن جس نے دفعہ 14 (الف) اور (ب) اور (ت)، دفعہ 17 (الف) اور (ث) کے تحت اکیڈمی کی رکنیت حاصل کی ہو۔

مجلسِ عمومی (دیوان)...... اکیڈمی کے تمام مستقل ارکان پر مشتمل بااختیار ادارہ۔

مجلسِ منتظمہ...... مجلسِ عمومی کے اجلاس میں منتخب شدہ گیارہ رکنی ادارہ جس میں چیئرمین سمیت چار عہدیدار اور سات ارکان شامل ہوں۔

الیکشن کمیشن...... اکیڈمی کے انتخابات منعقد کرانے کیلئے قائم کیا جانے والا الیکشن کمیشن۔

باب پانزدہم

اطلاق

68۔ (الف) اکیڈمی کے 1961ء کے ابتدائی دستور میں پہلی مرتبہ 1977ء میں ترامیم کی گئیں۔ اس کے بعد 19 ستمبر 1995ء، 19 اپریل 1999ء، 8 جون 1999ء، 12 جون 2001ء اور 16 دسمبر 2004ء میں مجلسِ عمومی کی نامزد کردہ مختلف دستوری کمیٹیوں کی سفارشات پر اکیڈمی کے دستور میں ترامیم و اضافہ ہوا۔ اس طرح یہ ترمیمی دستور جو ضمیمہ الف کے ساتھ 15 ابواب اور 68 دفعات پر مشتمل ہے 16 دسمبر 2004ء سے نافذ العمل قرار پایا۔

(ب) 16 دسمبر 2004ء کے ترمیمی دستور کے نفاذ سے اس سے پہلے اکیڈمی کے آئین کی وہ تمام دفعات جو ان ترامیم سے متصادم ہوں ساکت اور غیر موثر ہونگی۔

(ضمیمہ الف)

حلف نامہ

میں............ بلوچ، بلوچی اور بلوچستان کا حلف اُٹھاتا/اُٹھاتی ہوں کہ میں بلوچی اکیڈمی کے آئین، منشور اور مقاصد کا پابند رہونگا/رہونگی۔ اور اکیڈمی کے نصب العین اور مقاصد کے فروغ کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو دیانتداری سے بروئے کار لاؤنگا/لاؤنگی۔ میں اکیڈمی کے اجتماعی اور بلوچ قومی مفادات کو ہمیشہ علاقائی، گروہی یا ذاتی مفادات سے بالاتر سمجھوں گا/ سمجھوں گی اور کوئی ایسا کام نہیں کرونگا/ کرونگی کہ جس سے بلوچوں کے قومی مفادات کو نقصان پہنچے اور جو اکیڈمی کے آئین، مقاصد اور نصب العین کے منافی ہو۔

اثیر عبدالقادر شاہوانی

ضمیمہ (س)

بلوچی اکیڈمی کی مطبوعات

تاریخ و جغرافیہ

نمبر شمار	نام کتاب	مولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	دی گریٹ بلوچ	محمد سردار خان بلوچ	انگریزی	1965	400
2	چنگ و بلوچ	محمد سردار خان بلوچ	بلوچی	1965	150
3	بلوچستان ماقبل تاریخ	ملک محمد سعید دہوار	اردو	1971	200
4	آئینہ خاران	اثیر عبدالقادر شاہوانی	اردو	1978	150
5	کفر و اسلام ءِ جنگ	آغا نصیر خان	بلوچی	1980	40
6	گل بہار	ہتو رام/عزیز بگٹی	اردو	1981	150
7	پاکستان ءِ قصہ	عزیز محمد بگٹی	بلوچی	1982	40
8	تاریخ قلات	رحیمداد شاہوانی	اردو	1983	150
9	تاریخ بلوچستان	ہتو رام، ملک محمد پناہ	اردو	1986	250
10	بلوچستان ءِ جغرافیہ	محمد حسن بلوچ	بلوچی	1988	150
11	چاکر اعظم	سردار خان گشکوری/عبدالغفار	اردو	1988	250
12	تاریخ بلوچ و بلوچستان 2	آغا نصیر خان	اردو	1989	350
13	تاریخ بلوچ و بلوچستان 3	آغا نصیر خان	اردو	1992	200
14	کردگال نامک	آخوند صالح محمد	فارسی	1992	150
15	تاریخ بلوچ و بلوچستان 4	آغا نصیر خان	اردو	1993	250

16	تاریخ بلوچ و بلوچستان 5	آغا نصیر خان	اردو	1993	250
17	سرزمین بلوچ	مولائی شیدائی	اردو	1996	400
18	سیستان و بلوچستان	غوث بخش صابر	بلوچی/اردو	1996	200
19	تاریخ بلوچستان	سعید دیوار	اردو	2007	350
20	دی ہسٹری آف بلوچ کلچر	ڈاکٹر نصیر دشتی	انگریزی	2008	250
21	جنرل ہسٹری آف بلوچستان	قاسم مینگل	انگریزی	2008	250
22	چند تاریخی گوشے	اُلفت نسیم	اردو	2009	250
23	تاریخی پشانک	اُلفت نسیم	بلوچی	2009	200
24	کاس ماس	عبیدہ قیوم	بلوچی	1980	10
25	نیلیں زر	محمد بیگ بلوچ	بلوچی	1980	10
26	ذگار ءِ کسہ	عبدالرحمٰن غور	بلوچی	1982	10
27	قدرت ءِ ندارہ	گلزار خان مری	بلوچی	1982	10

زبان و ادب

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	بلوچستان میں فارسی شاعری	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	اردو	1968	80
2	نغمہ کوہسار	عبدالرحمٰن غور	اردو/بلوچی	1968	50
3	کشتیں روانک	صورت خان مری	بلوچی	1969	150

4	بلوچی زبان وادب کی تاریخ (اول دوئم)	شیر محمد مری	اُردو	1973-2006	150
5	درگال اقبال	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1977	150
6	بلوچی دزنمشتی	کمالان گچکی	بلوچی/فارسی	1982	120
7	بہاری	پیر محمد زبیرانی	بلوچی	1982	10
8	ڈرامہ	نصیر شاہین	بلوچی	1980	80
9	پنجابی زبان وادب	ملک محمد رمضان	بلوچی	1982	10
10	پشتو زوان ءُ لوزانک	عبدالرحمٰن غور	بلوچی	1982	10
11	نوخیں بلوچی شاعری	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1982	10
12	گنج ادب	ظہور الحسن	بلوچی	1982	10
13	اردو لبزانک	الفت نسیم	بلوچی	1982	10
14	کتاب لنظ بلوچی	کمالان گچکی	بلوچی	1992	150
15	لٹریری ہسٹری آف بلوچیز 2	سردار خان گشکوری	انگریزی	1984	250
16	لٹریری ہسٹری آف بلوچیز 1	سردار خان گشکوری	انگریزی/اُردو	2010	400
17	پاپولر پوئٹری آف بلوچیز	لانگ ورتھ ڈیمز	انگلش رومن	1988	250
18	بلوچی زبان وادب ءِ تاریخ	آغا نصیر خان/ پیر محمد زبیرانی	بلوچی/اُردو	1991	150
19	اولس واجہی	غلام محمد شاہوانی	بلوچی	1992	60

20	بلوچی زبان وادب ءِ تاریخ	اثیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی	1998	200
21	کنزی	عبدالغفار ندیم	بلوچی	1998	200
22	ناطق مکرانی	اثیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی	2008	250
23	مادری زبان ذریعہ تعلیم اور بلوچی زبان	دین محمد بزدار	اُردو	2010	150

گرائمر/لغت/گالبند

نمبر شمار	نام کتاب	مولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	بلوچی گرائمر	میجرای موکلر محمد بیگ بیگل	اردو	1973	50
2	بلوچی کارگونگ	آغا نصیر خان احمد زئی	بلوچی براہوئی اردو	1975	180
3	بلوچی لوز دراجبند	آغا نصیر خان	بلوچی/اردو	1981	70
4	دی گرائمر آف بلوچی لینگویج	آغا نصیر خاں	انگریزی	1984	100
5	بلوچی کردی بول چال	آغا نصیر خان	بلوچی/براہوئی	1988	120
6	بلوچی نامہ	ہتورام، اجمل شیر	بلوچی، فارسی، اردو	1988	150
7	اے پرشین پہلوی بلوچی ویکبلری	میر عاقل خان مینگل	بلوچی فارسی پہلوی	1990	130
8	اے ٹیکسٹ بک آف بلوچی لینگویج	لانگ ورتھ ڈیمز	انگریزی	1991	150
9	بلوچی اردو بول چال	عزیز احمد بگٹی	بلوچی/اردو	1994	80
10	بلوچی بومیا	حاجی عبدالقیوم بلوچ بلوچی	بلوچی/اُردو	1997	150

11	بلوچی اردو لغات	مٹھا خان مری/صورت خان مری	بلوچی/اردو	1970	100
		پیر محمد زبیرانی/غوث بخش صابر	بلوچی/اردو	1978	25
12	بمال	غوث بخش صابر، پیر محمد	بلوچی/اردو	1980	90
13	بلوچی وکیبلری				
14	بلوچی زبان گرائمر بول چال	اشیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی/اُردو	2008	350
15	گپ تران سندھی بلوچی	عبدالخالق خالد	بلوچی/سندھی	2010	300
16	طبی لغت	اُلفت نسیم	بلوچی	2006	200

رسم الخط

نمبر شمار	نام کتاب	مولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	بشیر راھبند	اختر ندیم	بلوچی	1997	175
2	نکھوز	غوث بہار	بلوچی	1998	150

تنقید

نمبر شمار	نام کتاب	مولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	لوزانکی ایراد گیری	میر عاقل خان مینگل	بلوچی	1990	180
2	لبزانکی شرگداری	غنی پرواز	بلوچی	1997	150
3	نگدکاری	غوث بخش صابر	بلوچی	1997	200
4	رنگانی رگام	رزاق نادر	بلوچی	2007	200
5	بلوچی ادب میں تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر زینت ثناء بلوچ	اُردو	2007	250
6	نگدانک	ڈاکٹر ناگمان	بلوچی	2007	80
7	گپ روان کت	اے۔آر۔داد	بلوچی	2008	250

8	بلوچی قصہ ئی لبزانک	تنقید	بلوچی	2010	300
9	دل ذریت بولان	تنقید	بلوچی	2009	250

پہیلیاں/ضرب الامثال

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	بتل وگالوار	غوث بخش صابر	بلوچی	1969	50
2	چاچ وبند	غوث بخش صابر	بلوچی	1973	50
3	گوشتن	گلزار خان مری	بلوچی	2006	150
4	بلوچی بتل وگالوار 2	اسحاق ساجد بزدار	بلوچی/اردو	1997	120
5	گرم	عبدالغفار ندیم	بلوچی	2010	200

قصے کہانیاں/افسانہ/ناول

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	گیدی قصہ 1	لانگ ورتھ ڈیمز/ملک محمد پناہ	بلوچی	1968	80
2	گیدی قصہ 2	محمود مری	بلوچی	1969	80
3	گیدی قصہ 5	حاجی محمود مومن بزدار	بلوچی	1970	80
4	کچین آزمانک (دوئی بہر)	عبدالحکیم بلوچ	بلوچی	2010	250
5	گیدی قصہ 3	امان اللہ غازی	بلوچی	1971	80
6	گیدی قصہ 4	گلزار خان مری	بلوچی	1971	80
7	گیدی قصہ 6	محمود خان مری	بلوچی	1971	80
8	گیدی قصہ ہفتم	عاقل خان مینگل	بلوچی	1973	80
9	گیدی قصہ ہشتم	حاجی مومن بزدار	بلوچی	1973	80

10	گیدی قصہ تجم	گلزار خان مری	بلوچی	1973	80
11	قرزانی قریباکہ	منیر احمد بادینی	بلوچی	2009	300
12	بلوچی لوک داستانیں	غوث بخش صابر	اردو	1997	200
13	دشت و سوغات	اکرم صاحب خان	بلوچی	1979	70
14	ساکل	غنی پرواز	بلوچی	1992	90
15	ریکانی تمں و بچکے	منیر احمد بادینی	بلوچی	1993	60
16	نیمران	عزیز و تجابوری	بلوچی	1996	25
17	شدتیں سنگ	اختر ندیم/غوث بخش صابر	بلوچی	1996	180
18	بلے کہ ماہ بہ کپیت	منیر احمد بادینی	بلوچی	1997	60
19	آس و چیر	عبدالحکیم بلوچ	بلوچی	2000	110
20	مرتیں مرد و تچیں چم	غنی پرواز	بلوچی	2001	180
21	جمیدغ	خدابخش بزدار	بلوچی	2001	150
22	گل بتوار	فقیر محمد عنبر	بلوچی	2001	150
23	زامریں زند	رزاق نادر	بلوچی	2000	150
24	گرکینک	غوث بہار	بلوچی	2004	150
25	پرساحت پکاس	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2006	200
26	دراشد	علی رئیسی	بلوچی	2008	250
27	وفاکہ حسین ولنک	ناگام گوری	بلوچی	2008	250
28	نپی کورپام	حفیظ حسن آبادی	بلوچی	2004	200
29	مہرو ہوشام	غنی پرواز	بلوچی		120

لوک کہانیاں

نمبرشمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	عہدی کہے	صورت خان مری	بلوچی	1980	10
2	پریانی کہے	صورت خان مری	بلوچی	1980	10
3	عشقی کہے	صورت خان مری	بلوچی	1980	10
4	موریئک، موکو/ بینگ ءِ مکسک	م سلطانہ	بلوچی	1980	10
5	قدیم بلوچی کہانیاں	عبدالغفار ندیم	اردو	1980	10
6	پریوں کی کہانیاں	عبدالغفار ندیم	اردو	1980	10
7	بلوچی عشقیہ کہانیاں	عبدالغفار ندیم	اردو	1980	10

ڈرامے

نمبرشمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	شیر بلوچستان	شاہین روحی بخاری	اردو	1980	100
2	کچین کسانک	اشیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی	1993	150
3	نگرہ درز	غوث بخش صابر	بلوچی	1996	100
4	مہر آشوب	عبدالخالق بلوچ	بلوچی	1996	200
5	انجیر ءِ پُل	عبدالخالق بلوچ	بلوچی	1996	200
6	گوھر ءِ دریش	غوث بخش صابر	بلوچی	1997	100
7	ہوشام	اختر ندیم	بلوچی	1997	200
8	میڈیا	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2000	100
9	جوکر	محمد بیگ بیگل	بلوچی	2006	300

شاعری

نمبر شمار	نام کتاب	مئولف / مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	توکلی مست	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1969	200
2	درچین	بشیر احمد بلوچ	بلوچی	1964	100
3	سرمت بلوچستان	ذکیہ سردار خان	بلوچی / اردو	1965	80
4	درین	عطا شاد رہین اسلام	بلوچی / اردو	1966	125
5	بلوچستان میں فارسی شاعری	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	اردو	1968	80
6	شپ چراگ	بشیر احمد بلوچ	بلوچی	1968	150
7	چمگاءِ گفتار	مومن بزدار	بلوچی	1968	150
8	گلشن اشعار	فیصل فقیر / پیر محمد زبیرانی	بلوچی	1968	20
10	جوہر معظم	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	فارسی	1969	40
11	رنگیں لعل	غوث بخش صابر	بلوچی	1969	40
12	رنگیں لعل 2	پیر محمد زبیرانی	بلوچی	1970	40
13	للہ و گراناز	بشیر احمد بلوچ	بلوچی	1970	25
14	جوانسال	نور محمد دہقانی / عطا شاد	بلوچی	1970	250
15	بلوچی کہنیں شاعری	شیر محمد مری	بلوچی	1970	250
16	رنگیں لعل سوم	یوسف نگچی	بلوچی	1971	50
17	ڈیہی دستانغ	غوث بخش صابر	بلوچی	1971	80
18	رنگیں لعل	چہارم پیر محمد زبیرانی	بلوچی	1971	50
19	دیوان علیم	علیم اللہ علیم	فارسی	1973	80

20	زمم وزیر	غوث بخش صابر	بلوچی	1974	25
21	رنگیں لعل پنجم	حاجی مومن بزدار	بلوچی	1975	50
22	عہدی شاعری	ٹی بے ایل میرا / عبدالرحمن براہوئی	بلوچی/اردو	1976	150
23	گوناپ	زرگر حسن کیچی / یوسف کچکی	بلوچی	1976	80
24	بلوچستان کی کہانی شاعروں کی زبانی	میر گل خان نصیر (اول ودوئم)	اردو/بلوچی	1976، دوئم 2004	200
25	گشین شاعری	عطا شاد	بلوچی	1973، دوئم 2008	200
26	رحم علی مری	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1978	60
27	جوانسال	نور محمد دہقانی / گلزار مری، عطا شاد (اول ودوئم)	بلوچی	1979	250
28	بلوچی رزمیہ شاعری	میر گل خان نصیر	اردو/بلوچی	1979	120
29	بلوچی عشقیہ شاعری	میر گل خان نصیر	بلوچی/اردو	1979	120
30	عہدی بلوچی شاعری	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1982	25
31	لوک گیت	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1982	20
32	کہنیں بلوچی شاعری	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1982	20
33	گلدستہ حنفی	غلام حیدر شاہ / غلام علی مسافر	فارسی	1986	120
34	گاریں گوہر	ڈاکٹر محمد حیات مری	بلوچی	1986	120
35	پُرنگ	میر گل خان نصیر	بلوچی	1988	80
36	زری نود	ملک دینار / یوسف کچکی	بلوچی	1990	150
37	مکران ءِ شعر	اشرف سرباز	بلوچی	1991	120

38	سمو بلی مست	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1991	120
39	مرگ مینا	میر عبداللہ جان جمالدینی	بلوچی	1993	60
40	شاشان	رزاق نادر	بلوچی	1993	150
41	بلوچی ثقافت گیتوں میں	اثیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی/اردو	1994	80
42	شمبلاک	میر گل خان نصیر	اردو	1996	150
43	شپ، سہار، اندیم	عطا شاد	بلوچی	1997	150
44	روچ گر	عطا شاد	بلوچی	1997	150
45	واب سبزانت پدا	رزاق نادر	بلوچی	1997	130
46	مہر پہ بہا گپت نہ بیت	غنی پرواز	بلوچی	1997	150
47	بلوچی دریاب	غوث بہار	بلوچی	1997	120
48	عہدی شیئری	پیر محمد زبیرانی	بلوچی	1998	120
49	موسم انت ودارانی	غنی پرواز	بلوچی	1998	120
50	شاہیم	واحد بزدار	بلوچی	1998	150
51	بلوچی شاعری ءِ ورائیں دروشم	اثیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی	1996	200
52	دل گدان	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2000	100
53	گچین گنج	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	1999	150
54	شاہ سیرواہ	اُلفت نسیم	بلوچی	2001	100
55	گیتانجلی	رابندر ٹیگور/امام بخش امام	بلوچی	2001	150
56	یاتانی دریگ	یوسف عزیز مگسی	بلوچی	2001	400
57	ڈیہی ءِ دروشم	واحد بزدار	بلوچی	2001	200

58	کسی نباں ماتیں وطن	غنی پرواز	بلوچی	2001	100
59	بلور	غوث بہار	بلوچی	2004	150
60	جدید بلوچی شاعری کا آغاز و ارتقاء	واحد بزدار	بلوچی	2005	200
61	فکروفن	بلوچی	بلوچی	2006	200
62	شلینی برتیں چادر	ابابکر پیشکانی	بلوچی	2004	120
63	حشکیں رکے سوز بنت	اللہ بخش بزدار	بلوچی	2004	150
64	تحتال	محمد طاہر	بلوچی	2004	150
65	دریا چکیں بوشام انت	منیر مومن	بلوچی	2005	150
66	برمش	خان صابر	بلوچی	2007	150
67	زند آپ	نذیر صوفی	بلوچی	2007	150
68	زرنکش	ابابکر پیشکانی	بلوچی	2007	150
69	اسہائی سنگ بانگواہ	ابابکر پیشکانی	بلوچی	2007	150
70	زکیں پل	محمد حسین عنقا	بلوچی	2007	180
71	بے عشق نکیں	اللہ بخش بزدار	بلوچی	2007	150
72	حون وارس	یسین بسمل	بلوچی	2007	120
73	جنگ انت سنج	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2007	200
74	سنگ گراں	حکیم بلوچ	بلوچی		250
75	سنگر وساگ	عنبر مجگوری	بلوچی	2011	200
76	گنوکی بودوانیتیں	مندوست بگٹی	بلوچی	2011	200
77	گوانک	داوش بگٹی	بلوچی	2011	200

بلوگرافی

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	بلوچستان اے بلوگرافی	ڈاکٹر نعمت اللہ گچکی	انگریزی	1996	80

صحافت

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	صحافت وادی بولان میں	کمال الدین احمد	اردو	1978	150

تراجم

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	گلستان سعدی	محمد حسین عنقا	بلوچی	1975	50
2	کریما سعدی	پیر محمد زبیرانی	بلوچی	1978	25
3	شاہ لطیف گشتیت	میر گل خان نصیر	بلوچی	1983	150
4	ملگزار	غوث بخش صابر	بلوچی	1973	80
5	سارگیں تاک	غوث بخش صابر	بلوچی	1996	150
6	دی پرائز	محمد بیگ بلوچ	انگریزی	1997	50
7	کاندیت	عبدالحکیم بلوچ	بلوچی	2001	150
8	بادشاہ	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2003	180
9	کروبیل	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2003	150
10	آجوئی چراگ	غوث بہار	بلوچی	2003	200

11	بچکان	ڈاکٹر بیزن	بلوچی	2004	200
12	بنی آدم ءِ بہت	منیر احمد بادینی	بلوچی	2008	150
13	بنوہان	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2010	200

مذہب

نمبر شمار	نام کتاب	مئولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	پاکیں نبی ءِ زند	محمد خان مری	بلوچی	1980	50
2	رسول ءِ پاکیں زند	حاجی عبدالقیوم بلوچ	بلوچی	1980	25
3	دو جہان ءِ سردار	مومن بزدار	بلوچی	1985	20
4	اربعین یمنی	ڈاکٹر ابو یحیٰ محمد قاسم یمنی	بلوچی	1985	150
5	شرک ءُ پال	عبدالصبور بلوچ	بلوچی	1999	250
6	دل ہوسانی سنگکیں تاکع	شئے رگام	بلوچی	2008	100

ثقافت/معاشرت

نمبر شمار	نام کتاب	مئولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	دگی راھبند	ملک محمد رمضان بلوچ	بلوچی	1976	50
2	دود ءُ صوت	اثیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی	1996	150
3	راج راہبند	محمود مری	بلوچی	1979	50
4	لوگ پلگار	بشریٰ قیوم بلوچ	بلوچی	1980	20
5	زنگ زدوم	فاطمہ مینگل	بلوچی	1980	10
6	لس گروکیں ویل	انور شاد ماں ساجدی	بلوچی	1980	10
7	مئے وردن	عبیدہ قیوم	بلوچی	1982	10

8	وڈن وٹگہداری	عزیز محمد بگٹی	بلوچی	1982	10
9	زرگ وارگ	اشیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی	1980	10
10	دی ٹیمپر ز آف کوہ سلیمان	ڈاکٹر نیک بزودار	انگریزی	2008	1000
11	بلوچی رووڈور بیدگ	اشیر عبدالقادر شاہوانی	بلوچی	2010	250
12	شاتیں کبول	محمد خان مری	بلوچی	1980	10
13	زاہیول وئوکری	آغا نصیر خان	بلوچی	1982	10
14	ہوریں زندمان	ملک محمد پناہ	بلوچی	1982	10
15	راتی خدمت	ایوب بلوچ	بلوچی	1982	10
16	سادو کیں زند	میر مٹھا خان مری	بلوچی	1980	10
17	اُستاد دیوادب	مولوی خیر محمد ندوی	بلوچی	1980	10
18	شیرو کمک ءُ زندوبد	پیر محمد زبیرانی	بلوچی	1982	10
19	گمدو چُق	نصیر شاہین	بلوچی	1982	10
20	شاد یں لوگ	اختر ندیم	بلوچی	1982	10
21	کئی دوور	بشیر احمد بگٹی	بلوچی	1982	10
22	مشانی کمک	میر نصیر خان	بلوچی	1982	10

قانون

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	دی سول لاء ان بلوچستان	اکبر آزاد	انگریزی	2008	395

زراعت

نمبرشمار	نام کتاب	مئولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	کشارکاری	آغانصیرخان	بلوچی	1980	10
2	کرپاس ءِ کسہ	غوث بخش صابر	بلوچی	1980	10
3	کشت وکشارءِ ازباب	منیراحمد	بلوچی	1982	10
4	درچک ونہال	پیرمحمد زبیرانی	بلوچی	1982	10

سائنس

نمبرشمار	نام کتاب	مئولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	شپ ءِ ندارہ	گلزارخان مری	بلوچی	1980	10
2	سائنس ءِ زانت	گلزارخان مری	بلوچی	1980	10
3	سائنسی کمال (اولی)	عبدالقادر اشیر	بلوچی	1980	10
4	سائنسی کمال (دومی)	عبدالقادر اشیر	بلوچی	1980	10
5	مئے جان چون کارکنت	گلزارخان مری	بلوچی	1982	10
6	زانت وسائنس	گلزارخان مری	بلوچی	1982	10
7	زانت وسائنس وسوج	گلزارخان مری	بلوچی	1982	10

کھیل

نمبرشمار	نام کتاب	مئولف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	پاکستان ءِ لیب	عبدالقادر اشیر	بلوچی	1980	10
2	مشکاولی	نصیرشاہین	بلوچی	1982	10
3	چگی پر بند	غوث بخش صابر	بلوچی	1982	10

4	لب	غوث بخش صابر	بلوچی	1982	10

صنعت

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	کب دازم	الفت نسیم	بلوچی	1980	10
2	پوریات ءِ ارزش	محمد ایوب بلوچ	بلوچی	1980	10
3	لوگ جاہی کسبکاری	محمد عمر بلوچ	بلوچی	1980	10
4	زالبول ءِ کار و کرد	بشریٰ قیوم	بلوچی	1980	10

شخصیات

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	پاکستان ءِ صوفی	سردار خان بلوچ	بلوچی	1982	10
2	نامداریں مردم	آغا نصیر خان	بلوچی	1982	10
3	محشریں صوفی	سردار خان بلوچ	بلوچی	1982	10
4	ے نامی ئیں مسلمان	منیر احمد بلوچ	بلوچی	1982	10
5	نامداریں مردم	محمد سردار خان بلوچ بلوچی	بلوچی	1982	10
6	ورثہ (نظریات)	عبدالصبور بلوچ	اُردو	2005	370
7	رنگیں نود	ڈاکٹر فضل خالق	بلوچی	2010	250

معیشت

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	بینکاری	پروفیسر شکر اللہ	بلوچی	1982	10

سیاست

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	مے حکومتی راہبند	انور ساجدی	بلوچی	1982	10
2	وت اوس واجہی	ملک محمد پناہ	بلوچی	1982	10

اخلاقیات

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	آہری +	حاجی مومن بزدار	بلوچی	1982	10
2	شریں داتوکیں	عبدالرزاق نادر	بلوچی	1982	10

سفرنامہ

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	زبان	سن اشاعت	قیمت
1	آگہیں چمانی واب	منیر احمد بادینی	بلوچی	1996	150

O

میر محمد سردار خان گشکوری

16 دسمبر 1961 تا ستمبر 1983

حاجی عبدالقیوم

دسمبر 1967 تا جون 1968

ملک محمد رمضان

اکتوبر 1983 تا جنوری 1986

بشیر احمد بلوچ

جنوری 1986 تا 26 ستمبر 1992

عبداللہ جان جمالدینی

27 ستمبر 1992 تا 6 جولائی 1995

جان محمد دشتی

7 جولائی 1995 تا 6 جولائی 2001

صدیق بلوچ

2007 تا 7 اگست 2010

عبدالواحد بندیک

اگست 2001 تا اگست 2007

اور اگست 2010 تا 2013

چیئرمین بلوچی اکیڈمی لندن میں مقیم بلوچ دانشور جناب عبدالصمد بلوچ کو اکیڈمی کی کتابوں کا تحفہ دے رہے ہیں۔

اشیر عبدالقادر شاہوانی، پروفیسر نادر قمبرانی، آغا گل اور غوث بخش صابر

بلوچی اکیڈمی کی جانب سے اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین افتخار عارف کو
اکیڈمی کی مطبوعات کا ایک سیٹ پیش کیا جا رہا ہے۔

یک روچی
قومی سیمنار

بلوچستان

یوم مستاگ کے موقع پر میر گل خان نصیر / ایوب بلوچ تقریر کررہے ہیں۔

چیئرمین اکادمی ادبیات فخر زمان کو بلوچی اکیڈمی کے جنرل سیکرٹری کتابوں کا تحفہ دے رہے ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کے جنرل سیکرٹری محمد ایوب بلوچ، وزیر اعلیٰ بلوچستان جام غلام قادر کو بلوچی اکیڈمی کی مطبوعات کا تحفہ دے رہے ہیں۔

بلوچی اکیڈمی کی ایک تقریب کے شرکاء

بلوچی اکیڈمی کی مجلس منتظمہ کی ایک یادگار تصویر

اکیڈمی کے اجلاس

چینی ادیبوں کا بلوچی اکیڈمی کے اراکین کے ساتھ گروپ فوٹو۔

اکیڈمی کی سلور جوبلی کی تقریب میں شامل مہمان۔ (27-5-87)

[illegible] بلوچی اکیڈمی جان محمد دشتی اکیڈمی کی سالانہ رپورٹ ملاحظہ کر رہے ہیں۔

[illegible] نے اکیڈمی کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انھیں اکیڈمی کی مطبوعات کا تحفہ دیا گیا۔ (3-10-97)

جان محمد دشتی، عطا شاد، منیر احمد بادینی۔ ایک تقریب میں

اکیڈمی کے اجلاس میں عطا شاد، جان محمد دشتی، حاجی عبدالقیوم، عبدالخالق بلوچ

[illegible] (1997)

[illegible] 19-6-1999

[illegible] (1996)

[illegible] (1995)

[illegible] 30-5-2000

حاجی محمد، امان اللہ گچکی، ڈاکٹر نعمت اللہ گچکی اور حکیم بلوچ

بلوچی اکیڈمی کے اجلاس کے موقع پر

(دائیں سے) [illegible]

(دائیں سے) [illegible]

(دائیں سے) [illegible]

(دائیں سے) [illegible]

اکیڈمی کے سالانہ [illegible] میں عبدالقادر شاہوانی جنرل سیکرٹری کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ (جولائی 1996)

USIS [illegible]
[illegible] (19 [illegible] 1999)

[illegible]
[illegible] (19 [illegible] 1999)

[illegible]
[illegible] 1994

واحد بزدار، گلزار مری، جان محمد دشتی، چاکر خان بلوچ ایک تقریب میں۔

[illegible]
[illegible] 27-5-1988

اکیڈمی کے اجلاس

عبدالقادر شاہوانی، ڈاکٹر حسین احمد گچکی اور عزیز شاہ کی ایک یادگار تصویر

بلوچی اکیڈمی کی تقریب کے سامعین۔

بلوچی اکیڈمی کی تقریب کے سامعین۔

چاکر خان بلوچ کے یاد میں منعقدہ [illegible] کے سامعین۔

بلوچی اکیڈمی کے اراکین کا گروپ فوٹو۔

پشتو، براہوئی اور ہزارگی ادبی اداروں کے اراکین کا بلوچی اکیڈمی کے اراکین کے ساتھ گروپ فوٹو۔ (فروری 1999)

ڈائریکٹر خانہ فرہنگ ایران آقائے عیسیٰ کریمی کا دورہ بلوچی اکیڈمی

بلوچی اکیڈمی کے اجلاس کا ایک منظر

اکیڈمی کے بانی حاجی عبدالقیوم کی وفات پر تعزیتی اجلاس میں اکیڈمی کے عہدیدار اور اراکین شریک ہیں۔ (2000)

بلوچی زبان کے ادیبوں اور دانشوروں کا ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے ساتھ گروپ فوٹو۔

میر چاکر خان بلوچ ءِ یاتگیری
بلوچی اکیڈمی

مولانا عبدالحق بلوچ ءِ یات ءُ یات گیری ءِ
بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

اسد اللہ بزدار ایڈیشنل ایڈوائزر وزارت مواصلات حکومت پاکستان، رتان فیسٹیول کے
موقع پر بلوچی اکیڈمی کے اسٹال پر کتابوں کو دیکھ رہے ہیں۔ (اسلام آباد۔ جنوری 2011)

وزیر اعلیٰ بلوچستان سردار اختر جان مینگل اور چیئرمین بلوچی اکیڈمی جان محمد دشتی، عطا شاد کی یاد میں منعقدہ تقریب میں۔

جان محمد دشتی بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ سردار اختر مینگل کو اکیڈمی کی مطبوعات پیش کر رہے ہیں۔ (5 مئی 1999)

بلوچی رسم الخط سیمینار میں شریک مندوبین۔

U.S.I.S کراچی کے ڈائریکٹر جوزف بے جرمی اکیڈمی کے اراکین سے گفتگو کر رہے ہیں۔ (19 جولائی 1999)

اکیڈمی کی عمارت کی افتتاحی تقریب کے دوران سردار اختر جان اور جان محمد دشتی عمارت کی تعمیر پر خوشی [illegible] (5 مئی 1999)

بلوچی اکیڈمی کی رسم افتتاح میں شریک مندوبین۔ (5 مئی 1999)

5 مئی 1999 [illegible] (5 مئی 1999)

(دائیں سے) علی عیسیٰ، مبارک قاضی، میر عیسیٰ قومی، شیخ احمد بلوچ، پی آر ...

یار محمد یار، جان محمد دشتی، محمد بیگ بیگل، عبداللہ بلوچ، عبدالواحد بندیگ

کمپلیکس کی افتتاحی تقریب